وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

خرم شہزاد قادری کی نقابتوں کا مجموعۂ خاص

آفتابِ نقابت

از افادات

شاہ نقابت، محمد خرم شہزاد قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خرم شہزاد قادری کی نقابتوں کا مجموعہ خاص

آفتابِ نقابت

زیر سرپرستی :

حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

از افادات

شہنشاہ نقابت

محمد خرم شہزاد قادری

کرمانوالا بک شاپ

دکان نمبر ۵۔
دربار مارکیٹ
لاہور

Voice: 042-37249515 0307-4132690

بفیضانِ کرم

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے ۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

- حضرت سید پیر محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر غلام جیلانی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زینت الندوات نور المشاہدات فخر المشاہدات
حضرت سید پیر
صمصام علی شاہ بخاری
جانشین حضرت
کرماں والا شریف

زینت الندوات نور المشاہدات فخر المشاہدات
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید پیر
بابا جی میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین
حضرت کرماں والا شریف
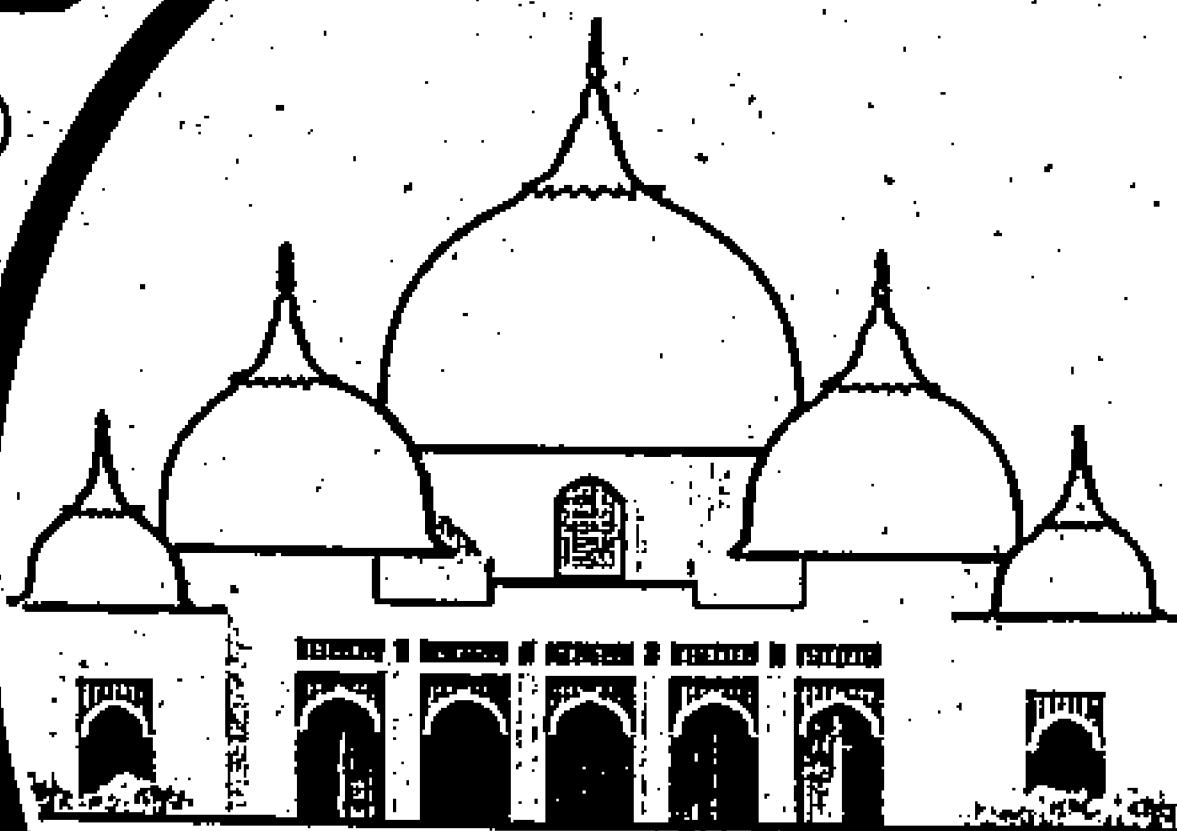
چاہتے ہو اگر نیک نامی آل زہرا رضی اللہ عنہا کی کرلو غلامی
ان کے صدقے سے زاہد نیازی پرسکوں غم کے مارے ہوئے ہیں

السلام اے شاہ محمد اسماعیل فخر عارفین
السلام اے شیر ربانی میاں کے جانشین

الحاج صوفی
برکت علی رحمۃ اللہ علیہ
بانی کرماں والا بک شاپ

زیر سرپرستی
حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی کرمانوالی نقشبندی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

از قلم
سمیع اللہ برکت

قیمت 280 روپے

اشاعت 21-04-2013

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
عرضِ ناشر	۵
دیباچہ	۶
حصہ حمد باری تعالیٰ	۹
حمد باری تعالیٰ	۱۱
حمد	۱۲
سبحان اللہ	۱۳
اوّل حمد ثناء الٰہی	۱۴
تیری شان جل جلالہٗ	۱۵
تو اور نہیں میں اور نہیں	۱۶
سبحان تیری قدرت	۱۷
فضائل میلاد شریف و نعتیہ کلام	۱۹
تھی جس کے مقدر میں	۲۱
فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیئے	۲۲
میرا دل اور میری جان مدینے والے	۲۳
محفل میلاد کی برکات	۲۴
کوچہ میں تیرے	۲۸
اے چہرۂ زیبائے تو	۳۱
من تو شدم تو من شدی	۳۵
نور محمد مصطفیٰ ﷺ	۳۸
تعظیم محمد	۴۲
اُجالا درود کا	۴۴
کڈا سوہنا نام محمد دا	۴۶
عجب رنگ پر ہے	۴۷
پیکرِ دلربا بن کے آیا	۴۸
کوئی ہم پایہ نہ ثانی	۴۹
میں تو پنجتن کا غلام ہوں	۵۰
چلو دیارِ نبی کی جانب	۵۱
تنہائی کے سب دن ہیں	۵۲
خسروی اچھی لگی	۵۳
بگڑی بھی بنائیں گے	۵۴
جتنا دیا سرکار نے	۵۵
ہم کو اپنی طلب سے سوا	۵۶
نعت شریف	۵۷تا۶۲
شب معراج	۶۳
یا خدا جسم میں جاں رہے	۶۶
حُسنِ سرور دو جہاں	۶۷
نعت شریف	۵۸تا۷۰
صلی علیٰ محمدؐ	۷۱
یا محمد مصطفیٰ	۷۳
نہ زر دارم نہ پر دارم	۷۴
محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کی آج محفل ہے	۷۷
باتیں بھی مدینے کی	۸۳
یا مصطفیٰ خیر الوریٰ	۸۴
جلوے دکھا دیئے ہیں	۸۵
مدینے بلایا مینوں	۸۷
چڑھدے سورج	۸۸
مر گئے اونہاں دے	۸۹
آمد مصطفیٰ ﷺ	۹۲
سلسلہ ناز	۹۴

عنوان	صفحہ
انداز ہمارے نہیں ہوتے	۹۵
محمد کی ادا دیکھی ہے	۹۶
آ کھ	۹۷
مقام عشق	۹۹
جشن آمد رسول مقبول ﷺ	۱۰۱
ورفعنا لک ذکرک	۱۰۴
محفل میلاد	۱۰۸
آداب محفل میلاد	۱۱۱
آمد ہے آج	۱۱۶
محفل پاک رسول کریمؐ	۱۱۸
میرے آقا دی محفل	۱۲۱
رسول آتے ہیں	۱۲۴
الصلوٰۃ والسلام	۱۲۶
جلوۂ مصطفیٰ ﷺ	۱۲۷
یا تم جانو یا ہم جانیں	۱۲۸
وہ جمال اپنا دکھا گئے	۱۲۹
اووی ویلا آوے یار	۱۳۰
روضۂ مولا دیکھو	۱۳۱
اغثنی یا رسول اللہ	۱۳۲
اے عاشقو مژدہ ہو	۱۳۴
اودھے ہتھ مہار	۱۳۶
فلک خوبصورت سجایا	۱۳۸
عشق نے خواب میں دیدار دکھایا	۱۴۲
حصہ مناقب	۱۴۳
من کنت مولیٰ	۱۴۵
فضائل علی مولاؑ	۱۴۸
مولا علی مشکلکشا	۱۵۳
اِن کوفیوں نے کیسا ستایا حسین کو	۱۵۴
غم حسین کو سینے میں بسا رکھا ہے	۱۵۵
میرے حسین تجھ کو سلام کرتے ہیں	۱۵۹
غم خواروں کو سلام	۱۶۱
ربّ جانے تے حسین جانے	۱۶۳
عرض کرتی تھی	۱۶۶
عاشق صادق سیّدنا حضرت بلالؓ	۱۶۷
حلیمہؓ دائی	۱۷۸
ایہہ تن رب سچے دا حجرہ	۱۸۶
شان حضرت داتا گنج بخشؒ	۱۹۰
دربار داتا گنج بخش	۱۹۶
غوث اعظمؒ	۱۹۸
اے مُرشد طریقت	۲۰۰
قصیدہ حضرت حاجی وارث علی شاہ	۲۰۱
شان غوث اعظمؒ	۲۰۴
محی الدین جیلانی	۲۰۸
یا غوث اعظم دستگیر	۲۱۲
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	۲۱۳
خواجہ غریب نواز	۲۱۵
خواجہ اجمیری کی چادر	۲۱۸
رنگِ مرشد	۲۱۹
خواجہ مسعود الدین گنج شکرؒ	۲۲۰
حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمدؒ	۲۲۱
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ	۲۲۳
شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلویؒ	۲۲۵
کلام حضرت باہوؒ	۲۲۶
حصہ رباعیات	۲۳۱
شان حسین	۲۳۲
حصہ متفرقات	۲۴۱

عرضِ ناشر

عزیزی قارئین کرام!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ہم زیرِ نظر کتاب شائع کرنے کے قابل ہوئے۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کا میں نے محترم خرم شہزاد کو قریب سات آٹھ برس قبل اس وقت کہا تھا جب ہم لوگ حجازِ مقدس کے سفر میں تھے۔ خرم شہزاد صاحب بلا شبہ ایک معروف نقیب ہیں اور ان کے شب و روز محافل میں اللہ اور اللہ کے رسول کریم کا ذکر ہی کرنے میں بسر ہوتے ہیں۔

خرم شہزاد صاحب کا مختصر سا تعارف یہ ہے کہ آپ کی ولادت ستمبر 1983ء میں ہوئی۔ آپ نے حصولِ تعلیم کے بعد اپنی زندگی کو مدحتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف کر دیا جبکہ آپ نے باقاعدہ طور پر نقابت کا آغاز 2000ء کے اوائل میں کیا اور ابھی تک آپ ایک انتہائی مصروف ومقبول نقیب ہیں۔

اپنے معزز قارئین کرام سے ہماری یہ التماس ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی غلطی یا کوتاہی بتقاضائے بشریت رہ گئی ہو تو از راہِ کرم ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ اس کی درستگی ہو سکے۔ ادارہ تہہ دل سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔

آپ کا خیر اندیش

ابوالحسن محمد سمیع اللہ برکت

دیباچہ

الحمد لِللہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آل و اصحابک یا حبیب اللہ بندۂ ناچیز بلاشبہ عاصی و گنہگار وناتواں ہے مگر اللہ کریم علیم وخبیر کی بارگاہ بیکس پناہ سے بخشش و مغفرت کا طلبگار ہے۔ اس حقیر نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اس کی زندگی مدحِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے اور بیان کرتے ہی گزری ہے۔

کیونکہ یہی ماحول بندۂ عاجز کو اپنے گھر سے بھی ملا۔ اسی لئے اس بندۂ ناتواں و عاجز و مسکین کے رگ و پے میں مدحتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی موجزن ہے۔ ایک عرصہ دراز سے میرے سرپرست حضرات اور احباب مجھ سے یہ تقاضا کر رہے تھے کہ جو کلام میں محافل میں پڑھتا ہوں اس کو کتابی شکل میں پیش کروں مگر گوناں گوں مصروفیات کی وجہ سے میں پہلوتہی کا مرتکب ہوتا چلا آ رہا تھا۔

یہ 2004ء کی بات ہے کہ جب یہ بندہ عاجز اور جناب سمیع اللہ برکت صاحب عمرہ شریف کے مقدس سفر پر گئے تو اس دوران میرے محترم دوست جناب سمیع اللہ برکت جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ بذاتِ خود معروف اشاعتی ادارے ''کرمانوالہ بک شاپ'' کے مالک ہیں۔ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اپنے

پڑھے ہوئے کلاموں کو ہمت کر کے یکجا کروں۔ اسی کے ساتھ انہوں نے مجھے یہ بھی فرمایا کہ وہ میری اس پہلی کاوش کو شائع بھی فرما دیں گے۔ جزاک اللہ خیرا۔

مگر ان کی بات پر عمل کرتے کرتے اتنے ماہ وسال بیت گئے۔ اللہ کریم کا احسانِ عظیم ہے کہ یہ بندۂ عاجز و مسکین اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بلاشبہ یہ کتابی شکل میں جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے تو یہ صرف اور صرف جناب محترم سمیع اللہ صاحب اور ان کے برادرِ اصغر الحاج سیف اللہ برکت صاحب ہی کی مرہونِ منت ہے۔ وگرنہ میرے تو یہ بس کی بات ہرگز نہ تھی۔

اس موقع کا فائدہ اُٹھائے ہوئے میں چند معروضات پیش ضرور آنا چاہوں گا کہ یہ جو چلن عام ہو چلا ہے کہ محافل نعت کو لچر گانوں کی طرزوں پر نعتوں کے نام پر بدنام کیا جا رہا ہے تو یہ بات صاف صاف غیر شرعی ہی نہیں بلکہ غیر اخلاقی بھی ہے۔ کیونکہ ان محافل میں عام طور پر سادہ لوح لوگ آتے ہیں اور وہ لوگ ان محافل سے کوئی اچھا سبق لیکر جاتے ہیں بلکہ ان معصوم اور سادہ لوح لوگوں کو دیگر مسالک کے لوگوں کے بڑے چبھتے ہوئے سوالوں کے جواب بھی دینا پڑتے ہیں۔ میری عرض محض اتنی سی ہے کہ خدارا وہ لوگ جو اسٹیج کی زینت ہوا کرتے ہیں وہ ان غیر شرعی حرکات کو کنٹرول کریں اور ان لوگوں کی اصلاح کریں جو کہ ایسی حرکات اور غیر معیاری کلام کو لچر اور بے ہودہ گانوں کی طرزون پر پڑھتے ہیں۔

میرے خیال میں تو اس طرح نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی توہین ہو جاتی ہے جس سے سننے والوں کو بھی کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں ہو پاتا ہے میری دست بستہ گذارش ہے کہ ان محافل کو خیر و برکت کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔ معتبر اکابرین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیئے اور انہیں چاہیئے کہ کسی بھی قسم کی غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکت کا اگر کوئی نعت خواں ارتکاب کرے تو وہ فوراً اس کی اصلاح کریں۔

آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ میری اس کاوش کو اللہ کریم غفور الرحیم اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور اسے میرے لئے باعثِ نجات بنائے۔ یا الہ العالمین! نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقہ میرے دوستوں اور عزیزوں پر اپنا خصوصی رحم و فضل فرما اور میرے والدین پر اپنی خاص رحمت کے دروازے کھول دے۔ یا اللہ کریم اس کتاب کو پڑھنے والوں پر بھی اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے اور ان کی جائز نیک تمناؤں کو اپنی خصوصی رحمت سے پورا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

بمقام: قلعہ محمدی
راوی لاہور لاہور
جمادی الاوّل ۱۴۳۴ء
مارچ 2012ء

نیاز مند
محمد خرم شہزاد قادری
0300-4274932
0321-8474932

حصہ
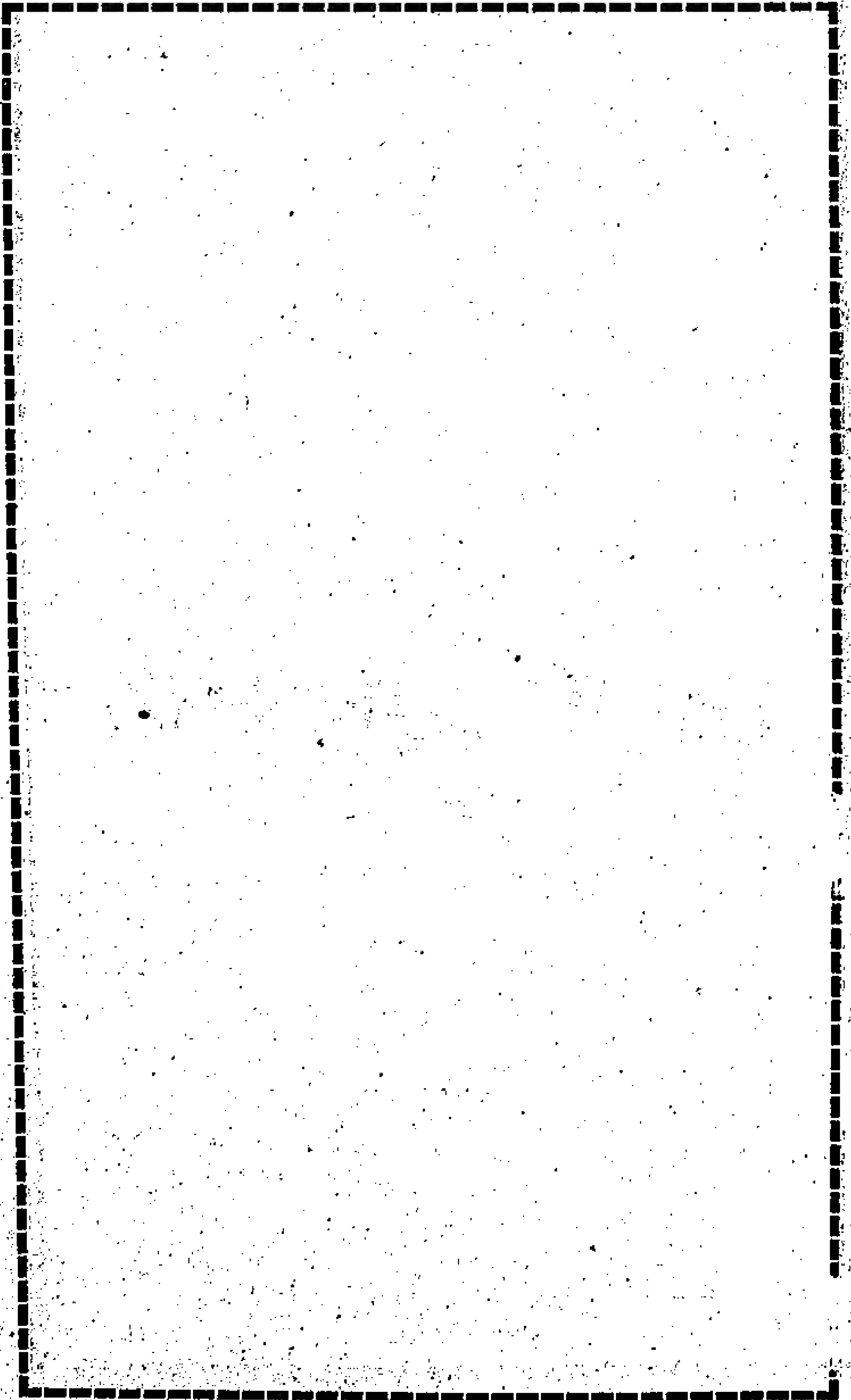
حمد باری تعالیٰ

حمدِ باری تعالیٰ

یا الٰہی حشر میں خیر الوریٰ کا ساتھ ہو
رحمتِ عالم جنابِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی ہے یہی دن رات میری التجا
روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی آئے جس دن گرمیوں پر آفتاب
اس سزاوارِ خطابِ والضحیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی حشر میں نیچے لوائے حمد کے
سیّد سادات فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی پُل کے اوپر بھی بہ ہنگامِ گزر
دستگیرِ بیکساں اُس پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب عمل میزان میں تُلنے لگیں
سید الثقلین ختم الانبیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب قیامت میں صفیں بندھنے لگیں
اہلِ بیتِ مجتبیٰ آلِ عبا کا ساتھ ہو

☆......☆......☆

حمد

هٰذا مِنْ اَسمَآءِ الْحسنٰی سُبحَانَ اللّٰہ سُبحَانَ اللّٰہ
سُبُوْحٌ قُدُوسٌ اعلٰی سُبحَانَ اللّٰہَ سُبْحَان اللّٰہ
حَیُّ الْقَیُّومُ قَوِیٌ قَادِر ظَاھِرَ بَاطِن اوّل اٰخِرُ
وَارِث وَالِیٌ اَعلٰی اَوْلٰی سُبحَانَ اللّٰہ سُبحَانَ اللّٰہ
حَقٌّ مَلکٌ مُنعمٌ مُغنٰی اَحَدٌ صَمَدٌ نُورٌ مُعطِیٰ
سُبحَانَکَ یَا ربَّ الاَعْلٰی سُبحَانَ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ
لَوکَانَ تمَنَاءِ الْجنّتُ فِی کُلِ بَلاءِ والعُسُرتِ
یَا اَیُّھَا الانْسَانُ اِقْرَا سُبحَانَ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ
فِی کُلِ زَمَانِ قُل اکبر ثُمَّ انْظُرفِی القلب المضطر
اَلحقَ بخَاتِکَ فِی ھٰذا سُبحَانَ اللّٰہ سُبْحَان اللّٰہ

(اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

سبحان اللہ

ساقی ہے میرا وہ شاہِ زمن سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا خوب کھلا ہے دل کا چمن سبحان اللہ سبحان اللہ
جلوے سے تیرے ہے کب خالی پھل پھول پھلی پتہ ڈالی
ہے رنگ تیرا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ
گر دل میں چشم بینا ہو بت خانہ ہو کعبہ ہو
گھر گھر میں اس کے ہیں درشن سبحان سبحان اللہ
جب ذات کے ساتھ صفات ہوئی وحدت کثرت کی برات ہوئی
ہیں آپ ہی دولہا آپ دُلہن سبحان اللہ سبحان اللہ
بہروپ بھروں دیوے جاؤں یہ سب کی زباں سے کہلاؤں
وہ آئی وارث کی جوگن سبحان اللہ سبحان اللہ
آباد رہے یہ میخانہ اکبر کو پلا دو پیمانہ
ہو مرتے دم تک یہ ہی سخن سبحان اللہ سبحان اللہ
(اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

اوّل حمد ثناء الٰہی

اول حمد ثناء الٰہی، جو مالک ہر ہر دا
اُس دا نام چتارن والا، کوئی میدان نہ ہردا
آپے دانا، آپے بینا، ہر کم کردا آپے
واحدِ لا شریک الٰہی، صفتاں نال سُنجاپے
واہ واہ صاحب بخشن ہارا، تک تک ایڈ گناہاں
عزت رزق نہ کھسے ساڈا، دیندا فیر پناہاں
کناں باہجوں سننے والا ، تکدا اے بن نیناں
باہجھ زبان کلام کریندا، ناں اُس بھائی نہ بھیناں
غالب امرِ مبارک اس دے، نہ ہویاں نوں کیتا
ہویاں نوں نابود کریسی، آپ ہمیشہ جیتا
رحمت دا مہینہ پا خدا ، باغ سُکا کر ہریا
بوٹا آس اُمید میری دا، کردے ہریا بھریا
(میاں محمد بخش)

☆......☆......☆

تیری شان جل جلالہ،

تیری دو جہاں کو ہے جستجو تیری شان جل جلالہ
ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو تیری شان جل جلالہ،

تیرا ذکر کرتی ہیں قمریاں تیری یاد کرتی ہیں بُلبلیں
ہے چمن میں زمزمہ چار سُو تیری شان جل جلالہ

تیرے حکم سے جو ہوا چلی تو چٹک کے بولی کلی کلی
ہے کریم تو ہے رحیم تو تیری شان جل جلالہ

ہے تجھی سے تیری طلب مجھے تیری ذات پاک ہے شرک سے
ہے تجھی سے تیری ہی آرزو تیری شان جل جلالہ

ہے سیاہ نامہ ورق ورق اسی شرم سے ہوں غرق غرق
کس منہ سے ہوں تیرے رو برو تیری شان جل جلالہ

ہوا کفر و شرک جو زور پر تو کیا زمانہ میں جلوہ گر
شہِ دیں محمد نیک خُو تیری شان جل جلالہ

جو جزا کے روز تُو تخت پر بڑی شان سے ہو جلوہ گر
کہے اکبر اُس گھڑی دو بدو تیری شان جل جلالہ

(حضرت اکبر شاہ وارثی)

تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے ایک مکاں اور ایک مکیں تو اوز نہیں میں اور نہیں
پھر کیوں نہ ہو دل میں صاف یقیں تو اور نہیں میں اور نہیں
جب صاف ہو دل کا آئینہ کھل جاتی ہے چشم بینا
پھر حق حق کہتے ہیں حق بیں تو اور نہیں میں اور نہیں
نحن اقرب سے کھلتا ہے تو مجھ سے ملتا جلتا ہے
پھر کیوں میں جاؤں اور کہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
ممکن ہی نہیں ممکن ہی نہیں تو اور کہیں میں اور کہیں
ہے تو بھی یہیں ہوں میں بھی یہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
ہے وصل کی اکبر جب خوبی خود کہہ دے شانِ محبوبی
تو مجھ سے قریں میں تجھ سے قریں تو اور کہیں میں اور کہیں

(حضرت اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

سُبحان تیری قدرت

کہتا ہے مُرغ صحرا ، سبحان تیری قدرت
عاشق ہوں اس صدا کا ، سبحان تیری قدرت

گلکاریوں سے تُو نے کیا کیا عجب بنایا
پھل پھول بیل بوٹے ، سبحان تیری قدرت

ایک ایک سے جدا ہے ، سب کی نئی ادا ہے
ہر رنگ ہے نرالا ، سبحان تیری قدرت

صناعیاں ہیں تیری پھولوں میں ڈالیوں میں
پتوں پہ نقش تیرا ، سبحان تیری قدرت

لعل و گہر بنا کے ، شمس و قمر بنائے
پھر آپ ان میں چمکا ، سبحان تیری قدرت

باغِ جہاں کے مالی ، تیری ہے شان نرالی
کیا کیا چمن کو سینچا ، سبحان تیری قدرت

نیرنگیوں سے تیری حیران ہو کے اکبرؔ
پڑھتا ہے یہ وظیفہ، سبحان تیری قدرت
(اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

فضائل میلاد شریف

و

نعتیہ کلام
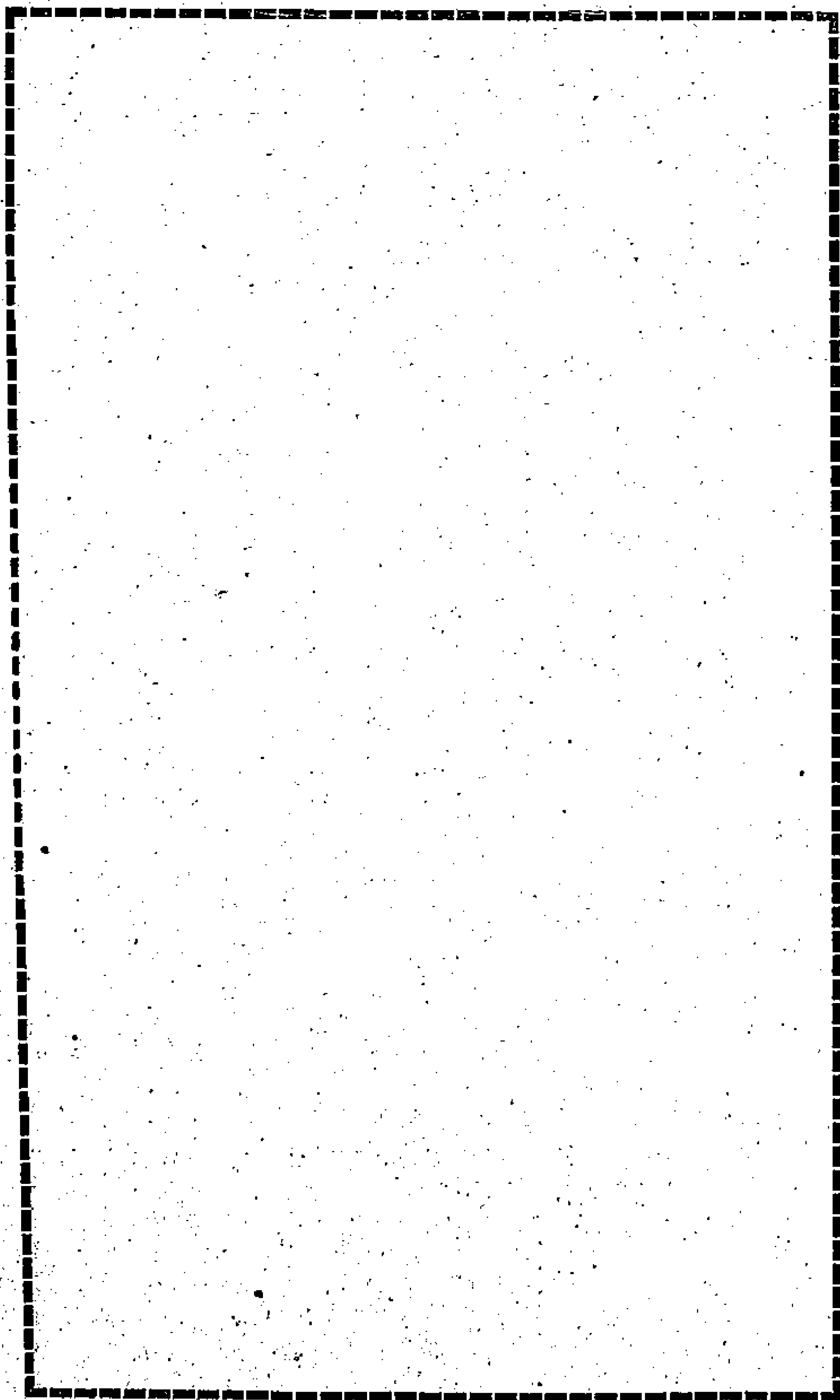
تھی جس کے مقدر میں

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اُسے راہ ،دکھائی تیرے در کی

میں بھول گیا نقش و نگارِ رُخِ جنت
صورت جو کبھی سامنے ،آئی تیرے در کی

پھر اُس نے کوئی اور تصور نہیں باندھا
ہم نے جسے تصویر ، دکھائی تیرے در کی

رویا ہوں میں اُس شخص کے پاؤں سے لپٹ کے
جس نے بھی کوئی بات ، سنائی تیرے در کی

یہ ارض و سماوات ، تیری ذات کا صدقہ
محتاج ہے یہ ساری ، خُدائی تیرے در کی

پانے کو تو یہ شمس و قمر ، چرخ نے پائے
کیا پایا اگر خاک نہ ، پائی تیرے در کی

آیا ہے نصیر آج ، تمنا یہی لے کے
پلکوں سے کیئے جایئے ، صفائی تیرے در کی

(حضرت پیر سید نصیرالدین نصیر)

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیئے

فضلِ ربُّ العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مصطفیٰ ﷺ اور کیا چاہیئے

دامنِ مصطفیٰ ﷺ جس کے ہاتھوں میں ہو
اس کو روزِ جزا اور کیا چاہیئے

گنبدِ سبز خوابوں میں آنے لگا
حاضری کا صلہ اور کیا چاہیئے

بھیک کے ساتھ ہی ان کے دربار سے
مل رہی ہے دُعا اور کیا چاہیئے

یہ جبیں اور ریاض الجنہ کی زمیں
اب قضا کے سوا اور کیا چاہیئے

ہے سکندرؔ ثناء خوانِ شاہِ اُمم
عزت و مرتبہ اور کیا چاہیئے

(سکندر لکھنوی)

میرا دل اور میری جان مدینے والے

میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھر دے
اب نہ رکھ بے سر و سامان مدینے والے

کُل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تُو
اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے

کام آتی ہے تری ذات ہر اک دُکھیا کے
میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین
پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا میرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدمؔ
یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

(حضرت بیدم وارثی)

محفلِ میلاد کی برکات

حضرت مولانا عبد اللہ بن عیسیٰ انصاری علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں کہ "ہمارے پڑوس میں ایک نیک بخت و نیک سیرت بڑھیا رہتی تھی جو کہ بے حد متقی و پرہیز گار تھی۔ جب دیکھو وہ عبادات میں مشغول رہا کرتی تھی۔ ایک روز اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے سامان میں سے ایک دینار برآمد ہوا۔ یہ دینار اس نے سوت بیچ کر حاصل کیا تھا۔

اس کے جواں سال بیٹے نے یہ دینار لیکر عہد کیا کہ اس کو ایسے نیک کام میں خرچ کرے گا کہ جس سے اس کی والدہ اور اس کو خود بھی ثواب حاصل ہو۔ اب وہ کوئی ایسا کوئی موقع تلاش کر رہا تھا کہ جہاں اس دینار خرچ کرے۔ (یاد رہے کہ اس دور میں سونے کے دینار کی بڑی قدر و قیمت ہوا کرتی تھی۔) ایک روز وہ کسی مقام کی طرف جا نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ چند نیک صورت لوگ جمع ہیں اور درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ ان سب لوگوں نے صاف ستھرے اور اچھے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے۔

اس جوان نے ان لوگوں میں سے ایک سے پوچھا کہ محفل کس کی ہے تو اسکو جواب ملا کہ یہ مجلس میلاد شریف خیر البشر ہے۔ جوان نے یہ سنا تو وہ بھی اس محفل بابرکت میں شامل ہوگیا۔ محفل سے واپس گھر آیا اور سو گیا۔

رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت برپا ہے اور منادی ہر جماعت کو نام لیکر پکارتا ہے۔ آخر اس جماعت کو بھی پکارا گیا جس میں یہ جوان تھا۔

منادی نے اس جماعت کے تمام اراکین کو جنت کی اور محلات کی مبارک باد دی۔ وہ جوان بھی اس جماعت کے ساتھ جنت کے اندر داخل ہوگیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں ایک سے بڑھ کر ایک محل تھا جن کے بالا خانوں پر حوریں بناؤ سنگھار کر کے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس نے جب ایک محل میں جانے کا ارادہ کیا تو ایک فرشتہ آیا اور اس نے ایسا جوان کو اندر جانے سے روک دیا اور کہا کہ اے عزیز! یہ مکان تو اس شخص کا ہے جس نے محفلِ مولودِ شریف کا انعقاد کیا تھا اور جو تم اس کے اردگرد محلات دیکھ رہے ہو وہ ان لوگوں کے ہیں جو حاضرینِ محفل تھے اور بڑے ذوق وشوق سے سن رہے تھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔

صبح کو جب یہ جوان بیدار ہوا تو اس نے اسی دینار کو خرچ کر کے محفلِ میلادِ پاک کا اہتمام کیا۔ اس نے حاضرین محفل سے اپنی خواب کو بیان کیا۔ تمام لوگوں نے عہد کیا کہ وہ بھی محافل کا اہتمام کیا کریں گے۔ محفل والی رات کو اس جوان نے خواب میں دیکھا کہ دو محلات بہت ہی قیمتی اور خوبصورت ہیں جبکہ ان کے اردگرد بہت سے محلات ہیں۔ اس نے دیکھا کہ دو محلات میں سے ایک مکان میں اس کی والدہ عمدہ ترین ملبوس زیبِ تن کیے ہوئے بڑی ہی شان وشوکت

کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اس کے پاس سے بہت ہی اعلیٰ قسم کی خوشبو آ رہی تھی۔

فرشتوں نے اس کو بتلایا کہ دوسرا محل اس جوان کا ہے۔ اس نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ میری ماں ان محلات کا سبب کیا ہے تو اس نے بڑے پیار سے بتایا کہ یہ مرتبہ ہمیں تمہاری اس محفلِ میلاد شریف کی بدولت حاصل ہوا ہے جو کہ تم نے دینار خرچ کر کے منعقد کی تھی۔ میرے بیٹے جو تم یہ محلات دوسرے دیکھ رہے ہو وہ ان حاضرین کے ہیں جو اس محفل پاک میں صدقِ دل سے شامل ہوئے تھے۔

شہنشاہ اعظم تولد ہوئے
رسولِ مکرم تولد ہوئے
شہِ دین و دنیا تولد ہوئے
مہ اوجِ علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوائے جہاں
تولد ہوئے مقتدائے جہاں
تولد ہوئے سرورِ مرسلاں
تولد ہوئے رہبرِ دو جہاں
تولد ہوئے رہنمائے قدیم
قسیم و جسیم و نسیم و وسیم
تولد ہوئے بحرِ فیضِ عمیم
نبیؐ و مطاع و نبی کریم

تولد ہوئے مہرِ اوجِ شرف
تولد ہوئے فخرِ عہدِ سلف
تولد ہوئے خواجۂ بعث و نشر
تولد ہوئے شافعِ روزِ حشر

☆......☆......☆

کوچہ میں تیرے

حاضرینِ ذی وقار، مشائخِ ذی احتشام، علمائے اہل سنت اور عمائدین امت یہ بندۂ ناچیز آپ تمامی حضرات کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے اور آپ سب کے لئے چشمِ براہ ہے کہ آپ سب نے اپنی گوناں گوں مصروفیات سے وقت نکال کر اس روحانی اور بابرکت محفلِ میں شرکت فرمائی۔ بلاشبہ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں یہ بہت ہی سعادت کی بات ہے کہ جب اکثر لوگ اپنے گھروں میں کیبل پر واہیات پروگراموں کے مزے لوٹ رہے ہیں اور کچھ خوش نصیب لوگ اللہ اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی محفل کو سجائے بیٹھے ہیں:

بھلا یہ سعادت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر حاصل ہوسکتی تھی جی نہیں یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزوجل جس پر چاہے اپنا فضل وکرم فرمائے اور جس کو نہ چاہے تو اس کو دوسرا کوئی دے نہیں سکتا۔

یہ بندۂ عاجز ومسکین ایک نعت شریف پڑھے گا۔ میری استدعا ہے کہ جب شعر ختم کروں تو آپ پورے ذوق وشوق سے اور باآواز بلند کہیئے گا ''ہمارا'' آیئے گنبد خضرا کا تصور اپنے اذہان میں لے کر اس نعت شریف کو پڑھتے ہیں۔

کوچہ میں تیرے خاک کا بستر ہے ہمارا
یہ فرش تو مخمل سے بھی بڑھ کر ہے.......... ہمارا

اللہ کا محبوب پیمبر ہے ہمارا
سب امتوں سے مرتبہ، بڑھ کر...... ہے ہمارا

محبوب خدا شافع محشر ہے ہمارا
فردوس جسے کہتے ہیں وہ گھر.......... ہے ہمارا

مدفن میں بھی ہے پیش نظر آپ کا جلوہ
ہم سوتے ہیں بیدار مقدر .... ہے ہمارا

اُمت میں تمہاری ہیں، غلاموں میں تمہارے
تقدیر ہماری ہے، مقدر.......... ہے ہمارا

کس پیار سے کہتا ہے خدا بیت نبی سے
جو گھر ہے محمد کا، وہی گھر.......... ہے ہمارا

دوزخ پہ اگر پُل ہے، تو ہو کہتے ہیں جبرئیل
امت کے اُترنے کے لیے پر.......... ہے ہمارا

محشر سے ہمیں لے چلو جنت میں فرشتو
واں جلوہ فگن ساقیٔ کوثر.......... ہے ہمارا

قدموں سے اُٹھائیں گے اگر خدام تمہارے
کہہ دیں گے یہیں آج تو بستر .... ہے ہمارا

طیبہ کے عوض گلشنِ جنت کو نہ لیں گے
مشتاق تمہارا دِل مضطر ہے.......... ہمارا

امت ہے محمد کی نشاں پوچھتے کیا ہو
فردوس میں خیمہ لبِ کوثر ہے ...... ہمارا

دیدارِ خدا جلوۂ احمد ہے نظر میں
کیا عہد کا دن عرصۂ محشر ہے...... ہمارا

ہر پھر کے فلک کہتا ہے دیدار دکھادے
دن رات تیرے کوچے میں چکر ہے...... ہمارا

کر کر کے وہاں سجدے یہی عرض کریں گے
یہ در ہے حضور آپ کا یہ سر ہے...... ہمارا

طیبہ کی طرف بادِ صبا جلد اڑا دے
کچھ مشتِ غبارِ تنِ لاغر ہے...... ہمارا

مدفن میں اگر آ کے نکیر بن اُٹھائیں
کہہ دیجئے حضرت یہ ثناء گر ہے...... ہمارا

جنت میں مجھے دیکھ کے پڑھتے ہوئے نعتیں
فرمائیں وہ ہنس ہنس کے تو بُردہ ہے ...... ہمارا

اے شہِ بطحا تو آقا ہے...... ...... ہمارا
واللیل کی زلفوں والے تو مولیٰ ہے...... ہمارا

والشمس کے چہرے والے تو سہارا ہے...... ہمارا
معراج پہ جانے والے تو شافع ہے...... ہمارا

☆......☆......☆

اے چہرۂ زیبائے تو

حاضرین والا شان، مشائخِ عظام، علمائے ذی وقار اور اس محفل پاک کی انتظامیہ خصوصی طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اس روحانی اور وجدانی محفل پاک کا انعقاد کیا گیا اور اس میں چُن چُن کر عشاقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکٹھا کیا۔ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں جبکہ ہر بندہ ہی مصروف بلکہ بے حد مصروف ہے۔ ایسی محافل کا اہتمام بہت ہی خوش آئند بات ہے۔

اسٹیج پر ملکِ عزیز کے نامور نعت خوانان تشریف فرما ہیں اور یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمارے درمیانِ امتِ مسلمہ کے عظیم مفکر، دانشوران، علمائے کرام اور مشائخ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ آج اس مبارک موقع سے فائدہ اُٹھائے ہوئے یہاں میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو زبان میں تضمین جو کہ انہوں نے حضرتِ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق نعت پر لکھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

خالق نے بخشی ہے تجھے، سب سروروں کی سروری
پیغمبروں میں دی تجھے ، اللہ نے پیغمبری
صورت سے تیری ہے عیاں، شانِ خدا کی برتری

اے چہرۂ زیبائے تُو، رشکِ بُتانِ آزری
ہر چند وصفت می کُنم، در حُسن زاں زیبا تری

آگے چل کر فاضل شاعر ذی شان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ان اوصاف کو بیان فرماتے ہیں کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کی دلداری فرماتے ہیں۔

ہیں ختم۔ تیری ذات پر، اوصافِ اُمت پروری
اللہ کے محبوب سے، کس کو مجال ہمسری
پائی ہے کس مخلوق نے، یہ دلبری یہ سروری
تو از پری چابک تری، و ز برگ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری، حق عجائب دلبری

اب میں اس عظیم الشان کلام کو پیش کرتا ہوں کہ جن کو آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ جس میں اس کیفیت کو شاعر ذی شان نے تو بیان کیا ہی ہے مگر اس کی تضمین میں جو رنگ بھرا ہے شہید نے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

معراج میں جبرئیل سے تھے پوچھتے شاہِ اُمم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں، بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامیں کہنے لگے، اے مہ جبین حق کی قسم
آفاقہا گردیدہ ام، مہر بُتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تُو چیزے دیگری

ہمارے آقا و مولیٰ سرکار مدینہ، سرورِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کا حق ادا

کرتے ہوئے اگر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں کمال کیا ہے تو اس کی تضمین یعنی تشریح کا حق حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا خوب ادا کیا ہے کہ:

ہمسر ترا کوئی نہیں، حور و ملک جن و بشر
مکھڑے سے تیرے سر بسر، نُورِ خدا ہے جلوہ گر
لیکر چراغ مہر گر، ڈھونڈے فلک بھی دربدر
ہرگز نیاید در نظر، صورت ز رویت خوب تر
شمسی ندانم یا قمر، یا زہرہ یا مشتری

اللہ رب العزت کے ساتھ ہمارے آقا و مولیٰ کے تعلق کو کس خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ:

فرماتا ہے تجھ سے خدا، دل میں نہ رکھ اپنے خودی
تیرے نگینِ طبع پر، میری حقیقت ہے کھلی
جب یمنِ وحدت کی صفت، خاص اپنی میں نے تجھ کو دی
من تُو شدم تو من شُدی، من تن شُدم تو جاں شُدی
تا کس نگوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

آخر میں اگر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو بارگاہِ بے کس پناہ یعنی دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ادنیٰ اور کمتر بنا کر پیش کیا ہے تو حضرت شہید علیہ الرحمۃ نے ہم سب فدایانِ مصطفیٰ کریم کے جذبات کا بھی یقیناً پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں کہ:

ہم بے کسوں کا چارگر کوئی نہیں تیرے سوا
اے بادشاہِ ہل اتی وے خواجۂ ہر دوسرا
مثلِ شہیدؔ بے نوا، ہے آستانہ پر کھڑا
خسروؔ غریب است و گدا، افتادہ در شہرِ شما
باشد کہ از بہر خدا ، سوئے غریباں بنگری

☆......☆......☆

من تُو شُدم تُو من شدی

حاضرینِ محترم! محفلِ میلادِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ اور ہم حاضر ہیں اور بلاشبہ محفل کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ نامور علمائے کرام اور مشائخِ ذی شان بھی موجود ہیں اور زُعمائے کرام بھی اس محفلِ بابرکات سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آج میں آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک تضمین پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ یاد رہے کہ یہ شہرۂ آفاق نعت شریف، حضرتِ امیر خسرو کی ہے مگر اس کی تضمین جناب شہید صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھی۔

اے مُبتلائے عشقِ تُو، جن و بشر حور و پری
روشن ز عکس حُسنِ تُو، آئینۂ پیغمبری
نُور رخت را مشتری، ہم زہرہ و ھم مشتری
اے چہرۂ زیبائے تُو، رشکِ بتانِ آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں زیبا پری
نے حُور دارد نے پری، باتو مجالِ ہمسری
از دلبراں ہم دلبری، ختم است بر تُو دلبری
تُو فخرِ مہرِ خاوری، تو رشکِ ماہ انوری

تو ازپری چابک تری و زبرگ گل نازک تری
وزہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

آہ بُلبل شوریدہ ام، کز بوئے گل رنجیدہ ام
ہر چار سونا لیدہ ام، درجستجو کو شیدہ ام
ہر غنچہ را بو تیدہ ام، ازہر چمن گلِ چیدہ ام
آفاقہا گردیدہ ام مہر بُتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تُو چیزے دیگری

اے نُورِ یزداں سر بسر از طلعتِ تُو جلوہ گر
وے خلعت وحدت ببر تاجِ حقیقت زیب سر
مشعل بکف گردد اگر خورشید تاباں دربدر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوب تر
شمسی ندانم یا قمر یازہرہٗ یا مشتری

حق گویدت کا ی عینِ حق ، جاں بودہٗ جاناں شُدی
از نورِ من پیدا شُدی، در ذاتِ من پنہاں شدی
من جوہرِ معنی شُدم، تُو صورت انسان شُدی
من تُو شُدم تُو من شدی، من تن شُدم تُو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تُو دیگری

خورشید نقشِ پائے تُو، گردوں چمن آرائے تُو
در ہر سرے سودائے تُو، ہر ہر دلے غوغائے تُو
اے عرش اعظم جائے تُو، وی عاشقت مولائے تُو

عالم ہمہ یغمائے تُو، خلقِ خدا شیدائے تو
این نرگسِ رعنائے تُو، آوردہ رسمِ کافری

دربار گاہِ مصطفیٰ میکرد، ہاتف این ندا
کای شافعِ روز جزا، وے خواجۂ ہر دوسرا

سرتاپا محوِ لقاء ہمچوں شہیدِ بینوا
خُسرو غریب است و گدا، افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہرِ خُدا، سوئے غریباں بنگری

☆......☆......☆

نُورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حاضرین محترم، مشائخِ ذی شان اور عظیم المرتبہ بانیانِ محفل، اس روحانی و بابرکت محفل کی برکات سمیٹتے ہوئے یہ بندۂ ناچیز اس وقت نُورِ محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک پیش کرنے کی سعادت کرتا ہے۔

میری گزارش انتظامیہ سے بھی ہے اور آپ حضرات سے بھی کہ للّٰہ کچھ دیر کے لئے اپنی آنکھوں کو بند کر کے گنبدِ خضریٰ کا تصور اپنے دلوں اور دماغوں میں اجاگر کریں اور اس عاجز کی باتیں غور سے سنیں ان شاء اللہ ہم سب کے اندر یقیناً روحانیت پیدا ہوگی۔

حضرتِ شہید علیہ الرحمۃ نے اپنی تالیفِ لطیف ''مولود شریف'' کے صفحہ نمبر ۱۰ پر رقم فرمایا ہے کہ ماہرینِ رموزِ شریعت نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت صمدیت کو اظہارِ ذات کمالات کا منظور ہوا تو تمام تر موجودات کے نور سے ہزار برس پہلے نورِ کامل السرور خواجۂ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا فرما کر قضائے لامکاں میں رکھا۔

پس وہ نور کرامت ظہور ایک مدت تک بساط تقرب پر طواف میں مشغول رہا۔ اس کے بعد یہ سجدہ الٰہی میں مامور ہوا۔ چنانچہ ایک سال تک

مشغول رہا۔ بھائیو! یاد رکھنا کہ اس جہاں کا ایک روز ہمارے ایک برس کے برابر ہوتا ہے۔ پس وہ نور سجدۂ الٰہی میں وہ اللہ کریم کی تسبیح میں مشغول رہا۔ پس اُس نورِ فیض گنجور سے ایک جوہر بنایا اور اس جوہرِ مظہر کو نظرِ عنایت سے دیکھ کر دس حصے کیے۔

ایک حصہ سے عرش' دوسرے سے لوح تیسرے سے قلم بنایا اور قلم کو حکم کیا کہ لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قلم نے ایک ہزار برس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ اب لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جس وقت نام مبارک خواجۂ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا تو متواتر ایک ہزار برس تک سجدہ میں رہا اور جب سر اُٹھایا تو کہا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس کا جواب یوں عطا فرمایا کہ وعلیک السلام ومنی الرحمۃ۔ اس طرح پانچویں چھٹے ساتویں آٹھویں نویں حصوں سے آفتاب و ماہتاب' دن اور رات اور ملائکہ اور کرسی بنائی۔ اور دسویں حصہ سے روح محمدی کو پیدا فرمایا جو کہ عرش کی داہنی طرف چار ہزار برس تک تسبیح وتقدیس میں برابر مشغول رہا۔ الغرض وہ نُور کرامات ظہور ستر ہزار برس تک عرش پر پانچ ہزار برس تک کرسی پر جلوہ افروز رہا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حکم ربانی سے زمین پر آئے اور پارۂ خاک طلب کیا۔

زمین نے جس وقت خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سُنا تو شق ہوگئی اور خاکِ سفید ومثل کافور اُس سے ظاہر ہوئی۔ چنانچہ حضرت

جبرئیل علیہ السلام خاکِ پاک اس مقام سے کہ جہاں آج روضہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لے آئے۔ اب اس خاکِ پاک کو مشک و زعفران اور سلسبیل اور کافور بہشتی سے خمیر کر کے مادہ وجود باوجودِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتب کیا۔

اب وہ وجودِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت قندیل ہے کچھ عرصہ تک عرش بریں پر معلق رہے۔ یہی وہ نور اطہر تھا کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر جلوہ افروز ہوا۔ یہی نور بہشت در پشت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا رہا تا آنکہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔

آیئے اسی نورِ محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے میرے پڑھتے ہوئے جب شعر کا اختتام آئے تو بآوازِ بلند "نورِ محمد" کہنا ہے۔ ایسے جوش اور ولولے سے کہنا ہے کہ اس کی آواز گنبدِ خضرٰی تک جا پہنچے۔ آیئے پڑھتے ہیں۔

کب نورِ خدا سے ہے جُدا نورِ محمد
ہے نامِ خدا نورِ خدا......... نور محمد

کیا پیدا کیا پہلے، یہ جبرئیل نے پوچھا
اللہ نے فرمایا سنو .... نور محمد

جب کچھ بھی نہ تھے شمس وقمر، ارض و سماوات
تھا عرش پہ قندیل نما......... نورِ محمد

تعظیم کے سجدے میں جھکے آ کے فرشتے
جب حضرتِ آدم کو ملا ....نورِ محمد

پُر نُور کیا جسم، عجب شان سے برسوں
پیشانی آدم میں رہا.......... نورِ محمد

روشن ہوا اسلام مٹی کفر کی ظلمت
جس وقت ہوا جلوہ نما .... نورِ محمد

شمس و قمر و نجم ہیں اس نور کے ذرے
روشن ہے سبک سے تابہ سما...... نورِ محمد

ہوتی ہے عجب روشنی پردوں میں سحر کے
چھن چھن کے برستا ہے سدا .... نورِ محمد

جو محفلِ میلاد کے منکر ہیں وہ دیکھیں
اس بزم میں ہے جلوہ نما...... نور محمد

☆......☆......☆

تعظیم محمد

تعظیم سے لیتا ہے خدا نام محمد
کیا نام ہے اے صل علیٰ .... نور محمد
دیکھا جو لکھا نام خدا نام محمد
آنکھوں پہ رکھا چوم لیا........... نامِ محمد
جس وقت احباء نے سرِ قبر اتارا
سب بھول گیا یاد رہا...........نامِ محمد
کہتے مگر رہ گئے خاموش نکیرین
جس وقت میرے منہ سے سُنا .... نام محمد
اے منکرو رہ جاؤ گے، غافل نہ ہو اس سے
لے لو کہ ہے انعامِ خدا........... نام محمد
آدم کی خطا بخشی گئی، دم میں دم آیا
جس وقت لیا پیش خدا...... نام محمد
اورنگِ رسالت پہ امیر الامراء سے
لیکن ہے انیس الغرباء........... نام محمد

آنکھوں میں بسے، دل میں رہے، ہونٹوں پہ آئے
طیبہ کی فضا، یادِ خدا.......... نام محمد

ڈرتا تھا گناہوں سے میں رحمت نے ندا دی
غافل تو کہیں بھول گیا.......... نام محمد

قرآن میں ، جنت میں ، سرِ عرش، سرِ لوح
کس شان سے خالق نے لکھا.......... نام محمد

محشر سے انہیں بھیج دیا خلدِ بریں میں
جس جس نے لیا پیشِ خدا...... ...... نام محمد

☆......☆......☆

اُجالا درود کا

حاضرین محترم روحانی اور وجدانی کیفیت پیدا کرنے کے لئے یہ بندۂ عاجز آپ تمام ذی وقار اصحاب سے ملتمس ہے کہ میرے ساتھ پڑھیئے وہ یوں کہ جب میں شعر ختم کروں تو آپ لوگوں نے بآوازِ بلند کہنا ہے۔'درود کا'۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہم سب کو مدینہ عالیہ کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ (آمین)

مومن ہے جس نے ربط ہے ڈالا درود کا
مدفن میں اس کے ہوگا اجالا......... درود کا

واللیل جس کی زلف ہے والشمس جس کا رخ
ہو ایسے چاند کے لیئے ہالہ .... درود کا

دل خانۂ خدا ہے ہو اس کے لئے ضرور
کنجی نبی کے نام کی تالا .... درود کا

لکھ لکھ کے جا بجا خط طغرا سے دوستو
میرا کفن بنا دو، دو شالہ......... درود کا

سجدہ میں سر ہو پیشِ نظر ہو جمالِ پاک
کلمہ زباں پہ لب کو ہو یارا درود کا

ہوتی ہے اس کے پڑھنے سے اے مومنو نجات
ہر حرف کیوں نہ دل کو ہو پیارا............ درود کا
ہے دال میں دلیلِ شفاعت، گناہ کی
رے میں رضائے حق ہے اشارہ .... درود کا
پھر آیا نام پاک محمد زبان پر
اس بزم میں ہو شور دوبارہ .... درود کا

☆......☆......☆

کڈا سوھنا نام محمد دا

کڈا سوھنا نام محمد دا، ایس ناں دِیاں رِیساں کون کرے
دو جگ اُتے سایہ رحمت دا، ایہدی چھاں دِیاں رِیساں کون کرے

دھن بھاگ حلیمہؓ دائی دا، ملیا محبوب خُدائی دا
جدی گود وچ والی دو جگ دا، اُس ماں دیاں رِیساں کون کرے

جو سوہنے نے فرمایا اے، اوہنوں سُن کے سیس نوایا اے
بے مثل محمد عربی دے، سجناں دیاں ریساں کون کرے

جو ہجر نبی وِچ روندیاں نیں، بدیاں دے دفتر دھوندیاں نیں
اوہناں کرماں والیاں اکھیاں دے، ہنجواں دِیاں ریساں کون کرے

ہر زرہ نُور خزینہ اے، شہراں وچوں شہر مدینہ اے
جتھے روضہ مدنی آقا دا، اوس تھاں دِیاں رِیساں کون کرے

لکھ غزل، قصیدے پڑھدا رہو، گیتاں دیاں پوڑیاں چڑھدا رہو
پر یار ظہوریؔ سوہنے دیاں، نعتاں دِیاں ریساں کون کرے

(محمد علی ظہوری قصوری)

☆......☆......☆

عجب رنگ پر ہے

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو، تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غُبارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنت کُھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

بنا آسماں منزل ابنِ مریم
گئے لا مکاں تاجدارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

☆......☆......☆

پیکرِ دلربا بن کے آیا

پیکرِ دلربا بن کے آیا، روحِ ارض و سما بن کے آیا
سب رسولِ خدا بن کے آئے، وہ حبیب خدا بن کے آیا

حضرتِ آمنہؓ کا دلارا، وہ حلیمہؓ کی آنکھوں کا تارا
وہ شکستہ دلوں کا سہارا، بیکسوں کی دعا بن کے آیا

دستِ قدرت نے ایسا سجایا، حُسنِ تخلیق کو رشک آیا
جس کا پایا کسی نے نہ پایا، وہ خدا کی رضا بن کے آیا

تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے غلامی
بے مثال اس کا اسمِ گرامی، مجتبیٰ، مصطفیٰ بن کے آیا

مسند ناز عرشِ بریں ہے، بوریا جس کا فرش زمیں ہے
در کا دربان روح الامیں ہے، سرورِ انبیاء بن کے آیا

وہ نبی رحمتِ عالمیں ہے، جو بھی ہے ان کے زیرِ نگیں ہے
ایسا غمخوار دیکھا نہیں ہے، جیسا خیر الوریٰ بن کے آیا

ہے ظہوؔر بڑی شان ان کی، مدح کرتا ہے قرآن ان کی
نعت پڑھتا ہے حسان ان کی، جو میرا رہنما بن کے آیا

(محمد علی ظہوری قصوری)

کوئی ہم پایہ نہ ثانی

کوئی ہم پایہ نہ ثانی تیرا کونین میں ہے
تیرا سایہ بھی کہاں وسعتِ دارین میں ہے
'عین' ملتا ہے جو رب سے تو عرب بنتا ہے
اِک حقیقت ہے جو پوشیدہ اُسی عین میں ہے
سر تو بس حکم پہ جھکتا ہے سوئے بیت حرم
سجدۂ دل رُخِ محبوب کی قوسین میں ہے
عرشِ اعلیٰ کا بھی اعزاز بڑھا ہے ان سے
سلسلہ فیض کا ایسا تیرے نعلین میں ہے
جگمگاتے ہیں اسی سے میرے باطن کے نقوش
جلوۂ حُسنِ ازل ایسا رچا، نین میں ہے
گور میں آ کے چلے جائیں گے کچھ پوچھے بغیر
پاسداری تیری نسبت کی نکیرین میں ہے
عشقِ سرکار نے ہر غم سے کیا ہے آزاد
مُفلسی میں بھی میری روح بڑے چین میں ہے
جس کی تابانیوں سے قطب جہان ہے روشن
ہے وہی نور جو سبطینِ کریمین میں ہے

(خواجہ غلام قطب الدین قطب)

میں تو پنجتن کا غلام ہوں

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میں فقیر خیر الآنام ہوں
مجھے عشق تو خُدا سے ہے
مجھے عشق ہے تو رسول سے
میرے منہ سے آئے مہک سدا
جو میں نام لوں کبھی جھوم کے
مجھے عشق سر و سمن سے ہے
مجھے عشق سارے چمن سے ہے
مجھے عشق ان کی گلی سے ہے
مجھے عشق ان کے وطن سے ہے
ہوا کیسے تن سے وہ سر جُدا
جہاں عشق ہو وہیں کربلا
میری بات ان ہی کی بات ہے
میرے سامنے وہی ذات ہے
وہی جن کو شیر خدا کہیں
وہی جن کو آلِ نبی کہیں
وہی جن کو ذاتِ علی کہیں
وہی پختہ ہیں میں تو خام ہوں

چلو دیارِ نبی کی جانب

چلو دیارِ نبی کی جانب، درود لب پہ سجا کر
بہار لوٹیں گے ہم کرم کی، دلوں کو دامن بنا بنا کر
نہ ان کے جیسا سخی ہے کوئی، نہ ان کے جیسا غنی ہے کوئی
وہ بے نواؤں کو ہر جگہ سے، نوازتے ہیں بلا بلا کر
ہماری ساری ضرورتوں پر، کفالتوں کی نظر ہے ان کی
وہ جھولیاں بھر رہے ہیں سب کی، کرم کے موتی لٹا لٹا کر
وہ راہیں اب تک سجی ہوئی ہیں، دلوں کا کعبہ بنی ہوئی ہیں
جہاں جہاں سے حضور گزرے، ہیں نقش اپنا جما جما کر
ہے ان کو امت سے پیار کتنا، کرم ہے رحمت شعار کتنا
ہمارے جرموں کو دھو رہے ہیں، حضور آنسو بہا بہا کر
میں ایسا عاصی ہوں جس کی جھولی میں کوئی حُسنِ عمل نہیں ہے
مگر وہ احسان کر رہے ہیں، خطائیں میری چھپا چھپا کر
یہی اساسِ عمل ہے میری، اِسی سے بگڑی بنی ہے میری
سمیٹتا ہوں کرم خدا کا، نبی کی نعتیں سُنا سُنا کر
اگر مقدر نے یاوری کی، اگر مدینے گیا میں خالد
قدم قدم خاک اس گلی کی، میں چوم لوں گا اُٹھا اُٹھا کر

(خالد محمود خالد)

تنہائی کے سب دن ہیں

تنہائی کے سب دِن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے، خلوت میں ملاقاتیں
ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں
معراج کی سی حاصل، سجدوں میں ہے کیفیت
اِک فاسق و فاجر میں، اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن، شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

(مولانا محمد علی جوہر)

☆......☆......☆

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی

دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی

میں نہ جاؤں گا کہیں بھی در نبی کا چھوڑ کا
مجھ کو ، کوئے مصطفٰی کی چاکری اچھی لگی

ناز کر تُو اے حلیمہ ، سرورِ کونین پر
گر لگی اچھی تو تیری، جھونپڑی اچھی لگی

رکھ دیا سرکار کے قدموں پہ سلطانوں نے سر
سرورِ کون و مکاں کی سادگی اچھی لگی

مہر وماہ کی روشنی مانا کہ اچھی ہے مگر
سبز گنبد کی مجھے تو روشنی اچھی لگی

آج محفل میں نیازیؔ نعت جو میں نے پڑھی
عاشقانِ مصطفٰی کو وہ بڑی اچھی لگی

(عبدالستار نیازی)

بگڑی بھی بنائیں گے

بگڑی بھی بنائیں گے جلوے بھی دکھائیں گے
گھبراؤ نہ دیوانو ، سرکار بلائیں گے

ہم مسجد نبوی کے دیکھیں گے میناروں کو
اور گنبدِ خضریٰ کے پُر نُور نظاروں کو
ہم جا کے مدینہ پھر واپس نہیں آئیں گے

مل جائیں گی تعبیریں اِک روز تو خوابوں کی
گر جائیں گی دیواریں سب دیکھنا راہوں کی
ہم روضۂ اقدس پر جب آنسو بہائیں گے

دِل عشقِ نبی میں کچھ اور تڑپنے دو
اِس دید کی آتش کو کچھ اور بھڑکنے دو
ہم تشنہ لبی چل کر زم زم سے بجھائیں گے

جب حشر کے میداں میں اِک حشر بپا ہوگا
جب فیصلہ امت کا کرنے کو خدا ہوگا
امت کو شہِ بطحا کملی میں چھپائیں گے

لِلّٰہ محمد سے روداد میری کہنا
یہ پوچھ کے آقا سے اے حاجیو تم آنا
عشرت کو درِ اقدس کب آپ بلائیں گے

(عشرت گودھڑوی)

جتنا دِیا سرکار نے

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو، اُتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ، مجھ میں تو ایسی بات نہیں

تُو بھی وہیں پہ جا، جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے
ایک تیری تقدیر بنانا ان کے لیے کچھ بات نہیں

عشقِ شہِ بطحا سے پہلے مفلس و خستہ حال تھا میں
نامِ محمد کے میں قرباں اب وہ مرے حالات نہیں

ذکرِ نبی میں جو دن گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
یادِ نبی میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں

غور تو کر سرکار کی تجھ پر کیسی خاص عنایت ہے
کوثرؔ تو ہے ان کا ثناء خواں یہ معمولی بات نہیں

(کوثرؔ بریلوی)

☆......☆......☆

ہم کو اپنی طلب سے سوا

ہم کو اپنی طلب سے سوا چاہیئے
آپ جیسے ہی ویسی عطا چاہیئے
کیوں کہوں یہ عطا وہ عطا چاہیئے
ان کو معلوم ہے ہم کو کیا چاہیئے
آپ اپنی غلامی کی دے دیں سند
عزت و مرتبہ اور کیا چاہیئے
بھر کے جھولی مری، میرے سرکار نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیئے
آپ کے عشق میں ہم تڑپتے رہیں
ہر تڑپ میں نرالی ادا چاہیئے
اِک قدم بھی نہ ہم چل سکیں گے حضور
ہر قدم پر کرم آپ کا چاہیئے
دردِ جامؔی ملے نعت خالدؔ لکھوں
اور انداز احمدؔ رضا چاہیئے

(خالد محمود)

نعت شریف

وہ سوتے نصیبے جگا دینے والے
وہ آتش کو گلشن بنا دینے والے
ہزاروں محمدؐ کے ایسے ہیں خادم
جو ٹھوکر سے مُردے جِلا دینے والے
یہی وہ محمدؐ ہیں ، جن کے ہزاروں
پتا دے گئے ہیں ، پتا دینے والے
غم ہجر احمدؐ مجھے کر کے بِسمل
کہاں چل دیا او دغا دینے والے
پکارو محمدؐ کو، کیوں ڈوبتے ہو
وہ ہیں پار بیڑا، لگا دینے والے
ہمیں کیا خبر تم کہاں ہو کدھر ہو
اجی ہم تو ہیں، سر جھکا دینے والے
آئے قمقام انت نبی کہہ کے حضرت
ہیں دل عاشقوں کے ہلا دینے والے

(حضرت سیّد قمقام علی لکھنوی)

نعت شریف

تیرے جلوے کے مقابل یدِ بیضا کیا ہے
آگے لب کے تیرے اعجازِ مسیحا کیا ہے

اک نظر دیکھنے کی تاب نہ لائے موسیٰ
نورِ حق آپ تم، برقِ تجلی کیا ہے

نور سے جن کے ہیں یوسف، انہیں دیکھو تو کہو
آپ نے حضرت یعقوب ابھی دیکھا کیا ہے

میں پہنچ جاؤں مدینے میں تو رضواں سے کہوں
فخر کیا ہے مرے آگے تیرا رتبہ کیا ہے

صبر کر صبر مدینے میں پہنچ جانے دے
کیا ہے جلدی ملک الموت تقاضا کیا ہے

ہوش اُڑ جائیں جو دیکھیں قدِ موزونِ نبی
کس پہ شیدا ہیں ملک، سدرہ و طوبیٰ کیا ہے

جسم ہے سایہ نبی صلِ علیٰ صلِّ علیٰ
تن ہے یا نور ہے یا نور سراپا کیا ہے

زندگی ہے تو کبھی دیکھ ہی لیں گے روضہ
موت تو یہ ہے کہ جینے کا بھروسہ کیا ہے

نعت لکھے جو تیری کب ہے مجالِ حافظ
یوں تو لکھنے کا تیرا وصف ابھی کیا کیا ہے

☆......☆......☆

نعت شریف

جمالِ گنبد خضرا عجیب ہوتا ہے
کسی کسی کو یہ منظر نصیب ہوتا ہے
جمالِ یار کی حسرت میں جو مریض ہوا
جمالِ یار ہی اُس کا طبیب ہوتا ہے
اُس ایک لمحے کا احوال ہو سکے نہ بیاں
گنہگار جب اُن کے قریب ہوتا ہے
بڑے بڑے اُسے جھک کر سلام کرتے ہیں
نبی کے در کا گدا کب غریب ہوتا ہے
ظہوری جس پہ نگاہ کرم حضور کریں
خدا کا بندہ وہی خوش نصیب ہوتا ہے

☆......☆......☆

نعت شریف

ہم محمد کو فقط نُور خدا کہتے ہیں
نام جب لیتے ہیں تو صلِّ علیٰ کہتے ہیں
کبھی احمد کبھی محبوبِ خدا کہتے ہیں
لوگ جو آپ کو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
جس نے دیکھا انہیں، اللہ کو دیکھا اُس نے
ان کے دیدار کو دیدارِ خدا کہتے ہیں
اے زلیخا تیرے یوسف کی حقیقت کیا ہے
میرے محبوب کو محبوبِ خدا کہتے ہیں
وہ تیرے اسم مبارک کی فقط تھی برکت
جس کو سب لوگ سلیماں کی ہوا کہتے ہیں
اہل دُنیا جسے کہتے ہیں نسیم فردوس
ہم اُسے آپ کے کوچہ کی ہوا کہتے ہیں
حشر کے روز کہیں بھول نہ جانا مرا نام
آپ کے بندۂ عاصی کو فدا کہتے ہیں

(محمد فدا حسین فدا)

نعت شریف

شرم آتی ہے اگر کہہ دوں، نکو کاروں میں ہوں
شافعِ محشر سراسر میں گنہ گاروں میں ہوں
کس طرح سے روضۂ اقدس پہ ہو میرا گزر
میں نہ پر داروں میں ہوں شاہا نہ زرداروں میں ہوں
لاکھوں مردے، ایک پل میں جس نے ہیں زندہ کئے
بس اُسی رشکِ مسیحا کے میں، بیماروں میں ہوں
اے شہِ یثرب بلا لو جلد تر از بہر خُدا
دربدر پردیس کے کوچہ و بازاروں میں ہوں
یا محمد خود ہوں نادم، باعثِ کارِ سیاہ
کہہ نہیں سکتا ہوں، میں تیرے طلب گاروں میں ہوں
اے شہِ کونین ہے قمقام آخر آپ کا
گو سیہ کاروں میں ہوں، عاجز یا ناداروں میں ہوں
(حضرت سید قمقام علی مبشری)

☆......☆......☆

شبِ معراج

کر دو خبر یہ ذکرِ رسالت مآب ہے
جو زرہ ہے زمین کا آج آفتاب ہے
اس ذکر سے کھلا ہوا رحمت کا باب ہے
بخشش ہے بے شمار کرم بے حساب ہے

یہ ذکر وہ ہے زینتِ غلمانِ و حُور ہے
یہ وہ دُہل ہے جس کی صدا دور دور ہے
حوریں کھڑی ہیں طشتِ زُمرد لئے ہوئے
رحمت کا آب طشت میں ساری بھرے ہوئے

خلد بریں کے باب ہیں سارے کھلے ہوئے
جن و ملک کے عطر میں جامے بسے ہوئے
ہاتھوں میں سب کے جامِ شراب طہور ہے
آنکھوں میں سب کے آپ کے جلوے کا نُور ہے

ہفت آسمان پہ آج مسّرت کی دھوم ہے
غلمان وحُور و جن و ملک کا ہجوم ہے

افلاک پر خوشی کی ادائے رسُوم ہے
یہ جو طرب ہے آپ کا فیضِ قدوم ہے
معراجِ فرشِ خاک پہ دریائے نُور ہے
آنکھوں کو نور دل کو ہر اک کے سرور ہے

☆......☆......☆

نعت شریف

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے شاہ، شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری، مرتبہ اعلیٰ تیرا
تو ہے یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

راہ میں اس کی جو ثابت قدمی ہو تجھ سے
سجدہ گاہ جانے ملک نقش کف پا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں تری، ٹوٹیں وہ پاؤں
سر وہ مٹ جائے، نہ ہو جس میں کہ سودا تیرا

دید لیلیٰ کے لئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے نظارہ تیرا

ایک عالم کو تیرے نام کا ہے ورد اے شاہ
میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں تنہا تیرا

آنکھ لا سکتی نہیں تابِ تجلائے جمال
عالمِ نور ہے اے حور سراپا تیرا

عاشق روئے پری، شیفتۂ حور نہیں
جان جانِ رند ہے، دیوانہ و شیدا تیرا

(نواب سید محمد خان رند)

یا خدا جسم میں جاں رہے

یا خدا جسم میں جب تک کہ مری جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے

کوئی محشر میں نہیں پوچھنے والا میرا
اس گنہگار سیہ کار کا بھی دھیان رہے

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے

میں تیرے در کی گدائی سے رہا مستغنی
شان مجھ کو نہیں درکار مری آن رہے

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

(امیر مینائی)

حُسنِ سرورِ دو جہاں

ہے وہ حُسنِ دو جہاں، نہیں جس کا کوئی نظیر ہے
نہ تو مہر میں ہے وہ روشنی، نہ وہ نور بدر منیر ہے
یہ وہ جلوۂ نُور ہے، کہ یہ سارا جس کا ظہور ہے
یہ دوائے روزِ نشور ہے، جو حبیب ربِ قدیر ہے
یہی زیب صورتِ ناز ہے، یہی راز ناز و نیاز ہے
در رمز اس سے ہی باز ہے، یہی سرِ حق کا خبیر ہے
مری جان اگرچہ ہے سینے میں، مرا دل پڑا ہے مدینے میں
یہ بھی جینا ہے کوئی جینے میں، کہیں تن ہے کہیں پہ ضمیر ہے
ہوں تڑپتا ہجر میں دم بہ دم، مجھے روز و شب ہے فزوں یہ غم
مرا اٹکا آنکھوں میں آ کے دم، یہی شوق میرا نصیر ہے

☆......☆......☆

نعت شریف

نعت احمد جو لکھوں میں مرا رتبہ کیا ہے
وصف خالق ہی جو فرمائے تو بندہ کیا ہے

بندۂ حق ہوں، غلامِ شہِ لولاک ہوں میں
پوچھو تو مجھ کو نکیرین نے سمجھا کیا ہے

لب چمٹ جاتے ہیں، کہتا ہے محمد جو کوئی
اور اس نام سے بڑھ کر کوئی میٹھا کیا ہے

جس نے اک بار مدینہ کی زیارت کرلی
پھر اسے روضۂ رضواں کی تمنا کیا ہے

طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر
جلوۂ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے

میں تو اس جذبۂ الفت کا اثر جب جانوں
خود نبی مجھ سے کہیں تیری تمنا کیا ہے

جلوۂ نور نبی سے میری سیری ہو جائے
ملک الموت سے کہدو کہ تقاضا کیا ہے

شافعِ روزِ جزا کا ہوں مسکینؔ مداح
گو گنہگار ہوں لیکن مجھے پرواہ کیا ہے

نعت شریف

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

المدد المدد اے شافعِ روزِ محشر
بوجھ بھاری ہے گناہوں کا دبا جاتا ہوں

ہے زیارت پہ فقط عشق سے افاقہ موقوف
آپ آتے ہیں تو میں آپ میں آ جاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے مجھ کو طاقت
شوق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

کاروانِ رہِ یثرب میں ہوں آوازِ درا
سب میں شامل ہوں مگر سب سے جدا جاتا ہوں

فیضِ مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیرؔ
جو کڑی سامنے آتی ہے اُٹھا جاتا ہوں

(امیر مینائی)

نعت شریف

وصف احمد کا محبوں کو سنا دیتے ہیں
ہم وہ میکش ہیں جو متوالا بنا دیتے ہیں

وہ رُخ پاک اگر اپنا دکھا دیتے ہیں
خُرمنِ دل میں میرے آگ لگا دیتے ہیں

ایک یہ بھی تو ہے اعجاز محمد کا مرے
رونے ولوں کو وہ ایک پل میں ہنسا دیتے ہیں

بزم بھی لوٹتے پھرتے ہیں برابر عاشق
پردۂ رُخ کو وہ جب اپنے اُٹھا دیتے ہیں

بزم میلاد میں جو آکر نہیں پڑھتے ہیں درود
کہہ کے نفرین مہک، ان سب کو ہٹا دیتے ہیں

ذکرِ آقا کا جو آتا ہے کوئی سننے کو
ان کو جبرئیل قرینے سے بٹھا دیتے ہیں

میں چھپاتا ہوں اگر عشق کو اپنے ابرار
ہے یہ مداحِ نبی، لوگ بتا دیتے ہیں

(محمد ابرار حنیف)

صل علی محمدؐ

کون و مکاں کے سرور صلی علیٰ محمدؐ
محبوبِ خاص داور...... صلی علیٰ محمد
کُل انبیاءؑ کے افسر صلی علی محمد
ختمِ رُسل پیغمبر صلی علی محمد
قبلہ کے ہیں یہ کعبہ، کعبہ کے ہیں یہ قبلہ
برحق شفیعِ محشر...... صلی علیٰ محمد
معراج کی شب آئی باشانِ کبریائی
تھا شور یہ فلک پر...... صلی علیٰ محمد
روح الامین بصد تفاخر، لائے براق در پر
کہتے ہوئے برابر...... صلی علیٰ محمد
آرام گاہ میں آ کر، تلوؤں سے پر لگا کر
کہنے لگے جگا کر...... صل علیٰ محمد
خالق نے ہے بلایا در پہ بُراق لایا
اب چلیئے لا مکاں پر...... صلی علیٰ محمد

یہ سن کر شاہِ یثرب آئے قریب قریب
کہنے لگا............ صلی علیٰ محمد

بیٹھے جب اس کے اوپر آگے بڑھا قریب
تنہا تھا شاد ہو کر............ صلی علیٰ محمد

اقصیٰ میں جب سواری پہنچی ظلم باری
بولے سبھی پیغمبر...... صل علیٰ محمد

جبریل تا بسدرہ ہمراہ تھے پیارہ
نغمہ سرا تھا ہر پل ...... صل علیٰ محمد

حکم خدا سے زفرف آ کے ہوا مشرف
بولا یہ سر جھکا کر...... صلی علیٰ محمد

زخرف تھا شاہ کا قریب، راکب تھے شاہِ یثرب
روف کی تھا زبان پر...... صل علیٰ محمد

پہنچے جو شاہ کونین تا قرب قاب قوسین
بولا یہ رب اکبر............ صلی علیٰ محمد

☆......☆......☆

یا محمد مصطفیٰ

لو خبر جلدی خدارا یا محمد مصطفیٰ
کون ہے تجھ بن ہمارا...... یا محمد مصطفیٰ

آپ کی ذاتِ مقدس کے سوا کوئی نہیں
شافعِ محشر ہمارا.......... یا محمد مصطفیٰ

عشق رکھنا آپ سے اور آل سے اصحاب سے
دین و ایمان ہے ہمارا...... یا محمد مصطفیٰ

ہے کلام اللہ سے ثابت آپ جیسا کوئی نہیں
حق تعالیٰ کو ہے پیارا...... یا محمد مصطفیٰ

آرزو میری ہے حق سے ہوں میں جس دم جاں بلب
نام لب پہ ہو تمہارا.......... یا محمد مصطفیٰ

قبر میں پوچھیں جس دم ہے تو کس کا امتی
نام لے لوں گا تمہارا...... یا محمد مصطفیٰ

رات دن شوقِ زیارت سے تڑپتا ہے فقیر
پاس بلوا لو خدارا.......... یا محمد مصطفیٰ

☆......☆......☆

نہ زر دارم نہ پر دارم

یثرب کے گذر دارم
نہ زر دارم نہ پر دارم
بجمد لِلله طیارم
نہ زردارم نہ پر دارم
صبا بجر خدا سوئے مدینہ تو اگر گزری
کو ایں حالِ بیمارم
نہ زردارم نہ پر دارم
میں آؤں آپ کے روضہ پہ کیسے
یا رسول اللہ! نہ آہ پُر اثر دارم
نہ زردارم نہ پر دارم
ترحم یا ابو القاسم محمد ابن عبداللہ
کہ من عاشقِ زارم
نہ زردارم نہ پر دارم

مجھے چاروں طرف سے غم و الم نے گھیر رکھا ہے
توئی شاہا نظر دارم
نہ زردارم نہ پر دارم
جھکا کر سر کو اے تمقام کہدوں گا میں محشر میں
خدایا من گنہگارم نہ زردارم نہ پر دارم
(حضرت سید تمقام علی شاہ لکھنوی)

☆......☆......☆

نعت شریف

یا رسول اللہ! حبیب خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنینِ حضرت حق صدر بدرِ کائنات
نورِ چشم انبیاء، چشمِ چراغ ما توئی

درشبِ معراج بُودے جبریل اندر رکاب
پانہادہ بر سرِ ئے گنبدِ خضریٰ توئی

یا رسول اللہ تُو دانی اُمت نت عاجزانہ
عاجزانِ رہنماؤ پیشوائے مَا توئی

شمس تبریزی چہ داند نعتِ پیغمبر زند
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ تُوئی

(حضرت خواجہ شمس تبریزیؒ)

☆......☆......☆

محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کی آج محفل ہے

محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کی آج محفل ہے
ہمارے مقتدا صل علیٰ کی آج محفل ہے

برستا نُور ہے چھن چھن کے ہم سب اہل محفل پر
کہ اس ابر سخا صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

درود اے غافلو پڑھتے رہو نام محمد پر
نبی صل علیٰ صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

ہوا ہے نور سے معمور جن کے عالم بالا
انہی بدر الدجیٰ صل علیٰ کی آج........... محفل ہے

کیا جس نے اشارہ سے فلک پر ماہ دو ٹکڑے
اُسی معجز نما صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

فرشتے عرش سے آئے ہیں لیکر خوان رحمت کے
کہ ختم الانبیاء صل علیٰ کی آج........... محفل ہے

طلب کچھ کر لے اے قمقام اس دربار شاہی سے
کہ شاہ دوسرا صل علیٰ کی آج........... محفل ہے

(سید قمقام علی شاہ لکھنوی)

نعت شریف

کوئی پوچھے تو رُتبہ سرورِ عالمؐ کا کیا کہدوں
انہی کا نُور ہے دونوں جہاں میں برملا کہدوں
مرا ایمان ہے بعد از خدا تو سب سے برتر ہے
خدا مجھ کو اجازت دے تو میں تجھ کو خدا کہدوں
نکیرین آ کے جب پوچھیں کہ تیرا کون مولا ہے
تمہارا نام لیکر شافعِ ہر دوسرا کہہ دوں
مقدر میرا پہنچا دے مدینہ میں اگر مجھ کو
درِ احمد پہ سر رگڑوں ادب سے مدعا کہدوں
چلی ہے سوئے طیبہ کیا محمد کے تو روضے پر
ٹھہر جا میں بھی اِک پیغام تجھ سے اے صبا کہدوں
ہمارے سر پہ اے قمقام سایہ پنجتن کا ہے
نہ کیوں مشکل ہو آساں، جب میں یا مشکلشا کہدوں
(حضرت پیر سیّد محمد قمقام علی شاہ)

☆.....☆.....☆

محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کی محفل

محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کی آج محفل ہے
حبیب کبریا صل علیٰ کی آج .... محفل ہے
رہو صلی علیٰ صل علیٰ صلی علیٰ پڑھتے
کہ محبوب خدا صلی علیٰ کی آج......... محفل ہے
وضو سے آئیں بیٹھیں باادب بھجیں دُرود ان پر
جہاں کے راہنما صل علیٰ کی آج......... محفل ہے
ملائک عرش سے آئیں اگر لوبان سلگا ہیں
رسول دوسرا صلی علیٰ کی آج......... محفل ہے
فرشتے عالمِ بالا سے سن سن کر یہ کہتے ہیں
چلو نُورِ خدا صلی علیٰ کی آج .... محفل ہے
ہے جس کے نُور سے رنگ و بہار عالم ہستی
اسی رنگین ادا صلی علیٰ کی آج .... محفل ہے
کرم کے پھول، نیکی کے ثمر، رحمت کے گلدستے
بیٹھیں گے، مصطفیٰ صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

ہوتے ہیں جن کے فیضِ نور سے دونوں جہاں روشن
اُسی شمس الضحیٰ صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

ہوا ہے جس کے رُخ سے داغ دل میں ماہِ کامل کے
اسی بدر الدجیٰ صلی علیٰ کی آج .... محفل ہے

ہے ادنیٰ مرتبہ قوسین کا درگاہ میں جس کی
اُسی شاہِ والا صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

دعائیں مانگ لے جو مانگنی ہوں حق سے اے اکبر
تیرے مشکلشا صل علیٰ کی آج .... محفل ہے

(اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

نعت شریف

آدمی جن کو بناتے ہیں خدا، بنتے ہیں
آپ لاکھ بنایا کریں کیا بنتے ہیں

درِ سلطاں کو فقیروں سے ملا کرتا ہے
ہم بھی اے شاہ تیرے در کے گدا بنتے ہیں

مانگ لیں گے تجھے اللہ سے کعبہ جا کر
ہاتھ اٹھتے ہیں ہم دست دعا بنتے ہیں

اے تری شان کے قربان تیری قدرت کے نثار
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں

روح نکلی ہے یہ کہتی ہوئی طیبہ کی طرف
ہم تو اس باغ میں چلنے کو ہوا بنتے ہیں

ان کو ہو جاتی ہے آسان حقیقت کی صراط
جن کے ھادیٔ دیں، راہِ نما بنتے ہیں

سر پہ سہرا ہے شفاعت کا سرِ حشر برات
آج دولہا شہہ لولاک لما بنتے ہیں

آج معراج میں جاتے ہیں محمد اکبر
وضو کرتے ہیں نہاتے ہیں بنا بنتے ہیں

(حضرت اکبر شاہ وارثی)

نعت شریف

مکھڑے پر وہ گیسو کالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہیں ایک چاند پر دو ہالے سبحان اللہ سبحان اللہ

معراج کی شب خالق نے کہا، اے ماہِ عرب شاہِ بطحٰی
آ جا امت کو بخشا لے، سبحان اللہ سبحان اللہ

اک جوش میں آ کر رحمت کے عصیاں تھے جتنے اُمت کے
دفتر کے دفتر دھو ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

آقا نے اس امت کے لئے دکھ دردد اُٹھائے رنج سہے
قربان نواسے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان تیرے اندازوں کے صدقے ان راز نیازوں کے
میرے آقا کملی والے سبحان اللہ سبحان اللہ

☆......☆......☆

باتیں بھی مدینے کی

باتیں بھی مدینے کی، راتیں بھی مدینے کی
جینے میں یہ جینا ہے، کیا بات ہے جینے کی
تعریف کے لائق جب الفاظ نہیں ملتے
تعریف کرے کوئی کس طرح مدینے کی
عرصہ ہوا طیبہ کی، گلیوں سے وہ گزرے تھے
اس وقت بھی گلیوں میں، خوشبو ہے پسینے کی
وہ اپنی نگاہوں سے، مستانہ بناتے ہیں
زحمت بھی نہیں دیتے، میخوار کو پینے کی
یہ زخم ہے طیبہ کا، یہ سب کو نہیں ملتا
کوشش نہ کرے کوئی، اس زخم کو سینے کی
طوفان کی کیا پرواہ، یہ بھول نہیں سکتا
ضامن ہے دعا ان کی، امت کے سفینے کی

☆......☆......☆

یا مصطفیٰ خیر الوریٰ

یا مصطفیٰ خیر الوریٰ تیرے جیہا کوئی نئیں
کنوں کواں، تیرے جیہا، تیرے جیہا کوئی نئیں
تیرے جیہا سوہنا نبی، لباں تے تاں جے ہووے کوئی
مینوں تے ہے اینا ، پتا، تیرے جیہا کوئی نئیں
گودی وچ لے کے سرکار نوں، سوہنے مٹھل منٹھار نوں
آکھے حلیمہ سعدیہ، تیرے جیہا کوئی نئیں
من موہنیاں نبی سوہنیاں، قرآن ہے تیرا نعت خواں
عرب و عجم دے والیا، تیرے جیسا کوئی نہیں
ہووئے فقیر یا بادشاہ، بھاویں گدا نیازی جیہا
سب کھاوندے نیں صدقہ تیرا، تیرے جیہا کوئی نہیں

(عبدالستار نیازی)

☆......☆......☆

جلوے دکھا دیئے ہیں

پردے اُٹھا کے تو نے جلوے دکھا دیئے ہیں
انساں گرا دیئے ہیں پتھر چلا دیئے ہیں
اللہ رے یہ رحمت اللہ رے شفاعت
یاں تو گناہ کیجئے ہیں واں بخشوا دیئے ہیں
صل علیٰ محمد ہیں بحر رحمتِ حق
صحرا میں انگلیوں سے دریا بہا دیئے ہیں
ہر امتی کے سر پر خالق نے رحمتوں کے
سہرے بندھا دیئے ہیں دولہا بنا دیئے ہیں
محبوب کے نواسے یوں ہوں شہید پیاسے
کوثر کے جام لاکھوں جس نے لٹا دیئے ہیں
کانٹے کی بات یہ ہے میزان ہلا ہلا کے
امت کی نیکیوں کے پلے جھکا دیے ہیں
اے پردہ پوش عصیاں ہوں کیوں نہ تم پہ نازاں
ہم نے گناہ کیئے ہیں تم نے چھپا دیئے ہیں
عیبوں کے دھونے والے، راتوں کو رونے والے
امت کے بخت خفتہ تم نے جگا دیئے ہیں
(اکبر وارثی)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ دعا ہے سیّد مرسلین ترے آستانے پہ سر رہے
میری سجدہ ریزی چمک اُٹھے، جو نصیب میں تیرا در رہے

تیری ہر نظر ہے وہ کیمیا، جو گدا کو کرتی ہے بادشاہ
میرے حال پہ شہ بحر و بحر، تیری ایک ایسی نظر رہے

اے اجل! ٹھہر کہ وہ آئیں گے، انہیں اِک نظر تو میں دیکھ لوں
غم مرگ کیا میرے رو برو، شہِ جن و انس اگر رہے

میری کامیاب ہو آرزو، میری التجا یہ قبول ہو
میرے سر کو آپ کا در ملے، میرے دل میں آپ کا گھر رہے

یہ جو نظم و نسق جہاں ہے، یہ میرے حضور کی شان ہے
وہ نہ ہوں تو قطب جہان کا، یہ نظام زیر و زبر رہے

(حضرت خواجہ غلام قطب الدین قطب فریدی چشتی)

☆......☆......☆

مدینے بلایا مینوں

مدینے بلایا مینوں حضوراں
پیوایا ہے زم زم کھوائیاں کھجوراں
مسافر نوں منزل دا رستہ وِکھایا
مدینے دیاں آپ رنگاں تے نُوراں
دوبارہ طلب ہے فقط حاضری دی
نہ دنیاوی خواہش نہ منگیاں نیں حُوراں
نبی دا ادب ہے کہ بہہ کے حرم وِچ
نہ بولن دی جرأت نہ اُچا کھنگورا
مدینے دی ٹھنڈک توں ہے دور رکھیا
ہوس تے حرص دِیاں تپیاں تندوراں
دکھیڑے سفر دے خضر چُن لیئے نیں
مدینے شہر دیاں مٹھیاں سروراں

☆......☆......☆

چڑھدے سورج

چڑھدے سورج ڈھلدے ویکھے
بُجدے دیوے بلدے ویکھے
ہیرے دا کوئی مُل نہ مُڑیا
کھوٹے سکے چلدے ویکھے
اودھی رحمت نال بندے
پانی اُوتے چلدے ویکھے
جنہاں دا نہ جگ اُتے کوئی
او وی پتر ہلدے ویکھے
لوکی کہندے دال نئیں گلدی
میں تے پتھر گلدے ویکھے

☆......☆......☆

مر گئے اونہاں دے جیہڑے کہن مر گئے

حاضرین کرام! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ 'مر گئے اونہاں دے جیہڑے کہن مر گے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا تو ایمان ہے کہ:

مر گئے اونہاں دے جیہڑے کہن مر گے
ساڈا تے ہے ہر اِک تاجدار زندہ
ساڈھے نبی زندہ ساڈھے ولی زندہ
ہر دربار زندہ تے ہر مزار زندہ

صاحبان علم و فضل کی موجودگی میں عرض گزار ہوں کہ جیسا کہ سب کو ہی علم ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں میری میت یا جنازہ کو پیش کرنا اور اس کے ساتھ ہی یہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ آپ کا غلام حاضر ہے۔ دفن ہونے کی اجازت کا طلب گار ہے۔

ہاں اگر اجازت مل جائے تو مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو جنت البقیع میں دفنا دینا۔ پھر جب آپؓ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپؓ کا

جنازہ کریم آقا کی بارگاہ میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کا غلام حاضر ہے۔

سنو سنو! مسلمانو غور سے سنو! کہ دروازہ کھلا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی تو بتا دے کہ آخر وہ کونسی ہستی تھی کہ جس نے دروازے کو کھولا اور جس نے یہ صدا دی کہ حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو۔ ہاں ہاں اسی لئے تو ہم یہ برملا کہتے ہیں کہ:

مر گئے اونہاں دے، جیہڑے کہن مر گئے
ساڈا تے ہر اک تاجدار زندہ
ساڈے نبی زندہ ساڈے ولی زندہ
ہر دربار زندہ تے ہر مزار زندہ

ایک اور ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیے کہ جب حضور بابا بلھے شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو چند ہندو عورتوں نے مشورہ کیا کہ آؤ بابا جی کی زیارت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے بڑے کامل پیر تھے۔ بچوں اور بڑوں کو دم کیا کرتے تھے۔

ان کے ذہنوں میں یہ خیال بھی آیا کہ اگر بابا جی کامل پیر ہوتے تو جمعہ کے دن وصال کرتے جو کہ مسلمانوں کا فضیلت والا دن ہے اور آج تو منگل کا روز ہے۔ بابا جی نے ان کے ذہنوں کو پڑھ لیا اور اپنے چہرۂ اقدس سے چادر کو ہٹایا اور فرمایا:

فیر کیڑھی گل اے اساں جمعہ دے دن فیر وصال کراں گے

اُسی لئے تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ:

آپے پایاں کنڈیاں نے آپے کھچنا ایں ڈور
ساڈھے ول مکھڑا موڑ
عرش کرسی تے بانگاں ملیاں مکے پے گیا شور
بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

پھر کیوں نہ ہم یہ کہیں کہ:

مر گئے اونہاں دے ، جیہڑے کہن مر گئے

ارے ہاں ہاں سب جانتے ہیں کہ حضرت امام عالی مقام یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک نیزے کی نوک پر ہے اور سر مبارک سے قرآن کریم کی تلاوت جاری ہے۔ تو جس کی گواہی قرآن دیتا ہے تو پھر ماننا پڑے گا ۔ ہمارے امام عالی مقام بھی زندہ ہیں۔ تو پھر بھلا میں کیوں نہ کہوں کہ:

مر گئے اونہاں دے جیہڑے کہن مر گئے
ساڈا تے ہے ہر اِک تاجدار زندہ
ساڈھے نبی زندہ ساڈھے ولی زندہ
ہر دربار زندہ تے ہر مزار زندہ
میرے نبی دی گل تے اِک پاسے
رہن ولیاں دے خدمتگار زندہ
وسے ہر اِٹ جامعہ رضویہ دی
ہے سردار زندہ، ہے سردار زندہ

☆......☆......☆

آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب ہمارے کریم آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد مبارکہ ہوئی تو ساری کائنات نے اور کائنات میں موجود ہر شے نے مسرت و شادمانی کا جشن منایا۔ اور یہی نہیں بلکہ ربِ کائنات نے خود اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم کی آمد پر ہر طرف جھنڈے بلند کیئے تو پھر حروف تہجی نے کچھ یوں اپنے جذبات کا اظہار کیا جب اس سے پوچھا گیا۔

الف نے کہا	اللہ کا پیارا	آیا
بؔ نے کہا	بے سہاروں کا سہارا	آیا
پ نے کہا	پیرِ کائنات	آیا
ت نے کہا	تنویرِ کائنات	آیا
ث نے کہا	ثنائے کائنات	آیا
ج نے کہا	جانِ کائنات	آیا
ح نے کہا	حُسنِ کائنات	آیا
خ نے کہا	خُسرو کائنات	آیا
د نے کہا	دانائے کائنات	آیا
ذ نے کہا	ذی محتشم	آیا

ر نے کہا راحتِ کائنات آیا
ز نے کہا زینتِ کائنات آیا
س نے کہا سلطانِ کائنات آیا
ش نے کہا شانِ کائنات آیا
ص نے کہا صدرِ کائنات آیا
ض نے کہا ضیائے کائنات آیا
ط نے کہا طبیب کائنات آیا
ظ نے کہا ظرفِ کائنات آیا
ع نے کہا عظمت کائنات آیا
غ نے کہا غیورِ کائنات آیا
ف نے کہا فیاضِ کائنات آیا
ق نے کہا قاسم کائنات آیا
ل نے کہا لعلِ کائنات آیا
م نے کہا محبوبِ کائنات آیا
ن نے کہا نُورِ کائنات آیا
و نے کہا والی کائنات آیا
ھ نے کہا ہادیؐ کائنات آیا

ارے 'ی' نے کہا سینہ چیر کر یارسول اللہ یا حبیب اللہ
یہ دل بھی تمہارا ہے، یہ جان بھی تمہاری ہے
کیا پیش کروں آقا، ہر چیز تمہاری ہے

سلسلۂ ناز

غوثِ اعظم وہ ہیں	جن پر	غوثیت	ناز کرتی ہے
داتا وہ ہیں	جن پر	ولایت	ناز کرتی ہے
معین الدین وہ ہیں	جن پر	کرامت	ناز کرتی ہے
گنج شکر وہ ہیں	جن پر	عبادت	ناز کرتی ہے
سلطان باہو وہ ہیں	جن پر	فقیریت	ناز کرتی ہے
صدیقِ اکبر وہ ہیں	جن پر	صداقت	ناز کرتی ہے
عمر فاروقؓ وہ ہیں	جن پر	عدالت	ناز کرتی ہے
عثمان غنی وہ ہیں	جن پر	سخاوت	ناز کرتی ہے
مولا علیؓ وہ ہیں	جن پر	شجاعت	ناز کرتی ہے
امام حسینؓ وہ ہیں	جن پر	شہادت	ناز کرتی ہے
بلالؓ حبشی وہ ہیں	جن پر	محبت	ناز کرتی ہے
اُویس قرنی وہ ہیں	جن پر	فرقت	ناز کرتی ہے
فاطمہؓ وہ ہیں	جن پر	رسالت	ناز کرتی ہے

اور محمد وہ ہیں کہ جن پر ساری خدائی ناز کرتی ہے۔

☆......☆......☆

انداز ہمارے نہیں ہوتے

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے

ملتی نہ اگر بھیک حضورؐ آپ کے در سے
اس شان سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے

بے دام ہی بِک جایئے، بازارِ نبی میں
اس طرح کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے

جب تک کہ مدینے سے اشارے نہیں ہوتے
روشن کبھی قسمت کے ستارے نہیں ہوتے

خالدؔ یہ تصدق ہے نعت کا ورنہ
محشر میں تیرے وارے نیارے نہیں ہوتے

(خالد محمود خالد)

☆......☆......☆

محمدؐ کی ادا دیکھی ہے

زُلف دیکھی ہے کہ نظروں نے گھٹا دیکھی ہے
لُٹ گیا جس نے بھی محمدؐ کی ادا دیکھی ہے

اپنے چہرے کو چھپانا نہ میرے آقا
بعد مدت کے مریضوں نے شفا دیکھی ہے

سر جھکائے گزر جاتے ہیں وفادار سبھی
جب سے غازی کی زمانے میں وفا دیکھی ہے

یوں تو کرتے ہیں بندگی سبھی
تیری بندگی تو زمانے سے جدا دیکھی ہے

آج شائد میرے آقا نے سنواری ہیں زلفیں
تبھی حاکم نے معطر سی فضا دیکھی ہے

☆......☆......☆

اَکھ

پیر دی وی اکھ اے، مرید دی وی اکھ اے
ویچدی دی اکھ اے، خرید دی وی اکھ اے
نیکی اکھ وچ اے، گناہ اکھ وچ اے
ثواب اکھ وچ اے، عذاب اکھ وچ اے
سوال اکھ وچ اے، جواب اکھ وچ اے
میخانہ اکھ وچ اے، شراب اکھ وچ اے
پاؤندی دی آکھ اے، ہلاؤندی وی اکھ اے
رانجھے وانگوں گلیاں وچ، رولاؤندی دی اکھ اے
اکھ بے زبان اے، پر بولدی وی اکھ اے
دِلاں دِیاں گنڈیاں نوں، کھولدی وی اکھ اے
اکھ کسے پیر نال لڑے، تاں اے اکھ اے
پیر دی وی اکھ اے، مرید دی وی اکھ اے
ویچدی دی اکھ اے، خرید دی وی اکھ اے
ابوجہل دی اکھ اے، بلالؓ دی اکھ اے
صدیق دی وی اکھ اے، اے اکھ اوہ ہے کولوں کنی ساری وکھ اے

لجپال اکھ اے، اکھ وچ لج اے
اکھ وچ بھک اے، اکھ وچ رج اے
اکھ وچ کعبہ اے، اکھ وچ رب اے
ویچدی وی اکھ اے، خرید دی وی اکھ اے
ہوئی اکھ ای قبول اے
اکھ وچ رب تے رب دا رسول اے

☆......☆......☆

مقامِ عشق

میں پچھیا عشق کولوں، عشقا، تیرا مقام کی اے
جے تینوں ملنا چاہیئے، تے دس کتھے ملنا ای
آواز آئی، تیری سوچ چھوٹی، میری پرواز وڈی
ترے عقل دے پرنالے دی پرواز چھوٹی، میری پرواز وڈی
جہیڑے سُنن تے ویکھن وچ نہ آون، او کم نہ وکھاواں
تے عشق ای نئیں
یار دے گھوڑے دی ٹور دیاں، جے قسماں نہ چاواں
تے عشق ای نئیں
یارِ غار دی اڈھی اُتے، جے ڈنگ نہ مرواواں
تے عشق ای نئیں
کدی آ جاواں میں موج اندر، جے دند نہ کڈاواں
تے عشق ای نئیں
کدی شاہ عنائت جئے آرائیں اگے، جے سیّد نہ نچاواں
تے عشق ای نئیں
رانجھے جٹ دے کدھ کے وٹ سارے، جے کن نہ پڑواواں
تے عشق ای نئیں

کدی کربل دی تپدی ریت اُتے، جے خیمے نہ لوواواں

تے عشق ای نئیں

تیرے نام توں چھ مہیناں دا، جے بال نہ کہاواں

تے عشق ای نئیں

سر چاڑھ عشق دا نیزے اُتے، جے قُرآن نہ سناواں

تے عشق ای نئیں

جے آجاواں میں محفل دے وچ، جے سبحان اللہ نہ کہواواں

تے عشق ای نئیں

☆......☆......☆

جشنِ آمدِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آمدِ مصطفیٰ کریم سے پہلے جسم تھے احساس نہ تھا
عام تھے مگر وہ خاص نہ تھا زمین تھی مگر سبزہ نہ تھا
سر تو تھے مگر قرار نہ تھا سر تو تھے مگر وقار نہ تھا
دل تو تھے دھڑکن نہ تھی گلشن تو تھے پھبن نہ تھی
پھول تھے مہک نہ تھی ستارے تھے چمک نہ تھی
ہوس تھی محبت نہ تھی ظلمت تھی ہدایت نہ تھی
زبانیں تھیں صداقت نہ تھی غم تھا مسرت نہ تھی
آنکھیں تھیں مگر حیا نہ تھی شرمندگی تھی مگر بزرگی نہ تھی
زندگی تھی بندگی نہ تھی ظلم تھا حلم نہ تھا جہالت تھا علم نہ تھا

حاضرین گرامی قدر! انہی حالات میں اللہ کریم علیہم وخبیر کی رحمت جوش میں آئی اور پکارنے والے نے پکارا۔ اے دنیا والو! تمہیں مبارک ہو، مبارک ہو۔

تمہارے
غم گسار آ گئے
تاجدار آ گئے

راہنما آ گئے

دلبربا آ گئے

رحمتِ عالم آ گئے

عظمتِ آدم آ گئے

چارہ گر آ گئے

ساقی کوثر آ گئے

اس کے ساتھ ہی ساتھ دنیا میں نور ہی نور پھیل گیا اور پھر

کلیاں چٹخنے لگیں

پھول مہکنے لگے

غنچے کھلنے لگے

گلستان مہکنے لگے

چاند مسکرانے لگے

ستارے دمکنے لگے

گویا ہر طرف نور ہی نور ہو گیا اور ظلمت کی

رات ڈھلنے لگی

بات بننے لگی

احساس جاگنے لگا

شیطان بھاگنے لگا

دل کھلنے لگا
قدم سنبھلنے لگا
آنسو تھمنے لگا
ہونٹ مسکرانے لگے
ابرِ رحمت برسنے لگی
بس پھر کیا تھا، ہر اک لب پر سوال سا تھا کہ:

کہاں سے اتنے سرور آئے
کہ ہر ایک زرہ پکار اُٹھا
حضورؐ آئے، حضور آئے

☆......☆......☆

وَرفعنا لکَ ذکرک

حاضرینِ گرامیٔ قدر! بندۂ ناچیز عرض گزار ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان بیان کرنا تو کسی بھی بندہ کے بس کی بات نہیں ہے۔ کوئی بھی بندۂ خدا ایسا پیدا نہیں ہو پایا ہے کہ وہ آقائے نامدار باعثِ وجہ وجود کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان کو کما حقہ، بیان کر پائے۔ جبکہ خالق کائنات اللہ کریم علیم و خبیر نے ہی کلام اللہ شریف میں بیان فرما دیا ہے کہ:

وَرَفَعْنَا لکَ ذِکرک

اور (اے پیارے) ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

تو پھر اب کون انسان ہوگا کہ اس والا شان ہستی کی شانِ اقدس بیان کرنے کا دعویٰ کرے کہ جس کا ذکر اس کے خالق نے بلند کر دیا ہو۔ اللہ رب العزت بلاشبہ پوری کائنات بلکہ تمام تر کائناتوں اور مخلوقات کا مالک اور خالق ہے۔ جب اللہ کریم نے ہی اپنے قرآن کریم فرقان حمید میں ہمارے آقا و مولیٰ کو آپ کا نام لیکر مخاطب نہیں فرمایا تو پھر ہم جیسے نکموں کی بھلا اوقات ہی

کیا ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم اپنی سی کوشش کرتے ہیں کہ اس اعزاز کی تشریح کرسکیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمارے دلوں کے بھید بہتر جانتا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ:

توحید ہوگی میری — رسالت ہوگی تیری
یہ خلقت ہوگی میری — حکومت ہوگی تیری
بُراق ہوگا میرا — سواری ہوگی تیری
جبرائیل ہوگا میرا — وہ خادم ہوگا تیرا
یہ آدم ہوگا میرا — وہ امتی ہوگا تیرا
یہ عیسیٰ ہوگا میرا — وہ امتی ہوگا تیرا
یہ موسیٰ ہوگا میرا — وہ امتی ہوگا تیرا
جب ذکر ہوگا میرا — تو ذکر ہوگا تیرا
جو عاشق ہوگا میرا — وہ عاشق ہوگا تیرا
جو شیدا ہوگا میرا — وہ شیدا ہوگا تیرا
قرآن ہوگا میرا — بیان ہوگا تیرا
تورایت ہوگی میری — وہ نعت ہوگی تیری
زبور ہوگی میری — وہ نعت ہوگی تیری
انجیل ہوگی میری — وہ نعت ہوگی تیری
مکہ ہوگا میرا — قسم ہوگی تیری

مدینہ ہوگا میرا　　قسم ہوگی تیری

عبداللہؓ ہوگا میرا　　وہ بابا ہوگا تیرا

آمنہؓ ہوگی میری　　وہ اماں ہوگی تیری

حلیمہؓ ہوگی میری　　وہ دائی ہوگی تیری

صدیقؓ ہوگا میرا　　وہ یار ہوگا تیرا

عمرؓ ہوگا تیرا　　وہ یار ہوگا تیرا

عثمانؓ ہوگا میرا　　صحابی ہوگا تیرا

علیؓ ہوگا میرا　　وہ بھائی ہوگا تیرا

حسنؓ ہوگا میرا　　نواسہ ہوگا تیرا

حسین ہوگا میرا　　نواسہ ہوگا تیرا

بلالؓ ہوگا میرا　　وہ عاشق ہوگا تیرا

اویسؓ ہوگا میرا　　وہ عاشق ہوگا تیرا

کوئل ہوگی میری　　وہ کوکو ہوگی تیری

بُلبُل ہوگا میرا　　ترنم ہوگا تیرا

پھول ہوں گے میرے　　مہک ہوگی تیری

کلیاں ہوں گی میری　　چٹخ ہوگی تیری

یہ سُنی ہوں گے میرے　　دیوانے ہوں گے تیرے

یہ نقشبندی ہوں گے میرے　　دیوانے ہوں گے تیرے

یہ قادری ہوں گے میرے　　مستانے ہوں گے تیرے

سہروردی ہوں گے میرے پروانے ہوں گے تیرے

یہ چشتی ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

ہجویری ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

فریدی ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

سلطانی ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

قلندری ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

گولڑوی ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

عطاری ہوں گے میرے دیوانے ہوں گے تیرے

عرش ہوگا میرا قدم ہوگا تیرا

سدرہ ہوگا میرا قدم ہوگا تیرا

لاہور ہوگا میرا

میلاد ہوگا تیرا

☆......☆......☆

محفلِ میلاد

حاضرینِ گرامی قدر، مشائخِ ذی شان، علمائے اہل سنت اور منتظمین ذی وقار، یہ روحانی محفل ہے جس کو کہ ہم محفلِ میلاد کہتے ہیں۔ یہ محفل ہم ہی نہیں منعقد کرواتے بلکہ یہ تو صدیوں سے منعقد ہوتی چلی آ رہی ہے۔ بندۂ عاجز اگر یہ کہے تو ہرگز بیجا نہ ہوگا کہ اس کا بانی تو خود اللہ کریم علیم وخبیر ہے۔ جیسا کہ حضرتِ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

خُدا خُود میر مجلس بُود اندر لا مکاں خُسرو
محمدؐ شمع محفل بُود، شب جائے کہ من بُودم

محفل میلاد اللہ رب العزت کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وثناء کے واسطے منعقد کی جاتی ہے جس کا بانی یقیناً اللہ کریم علیم و خبیر ہی ہے تمام آسمانی کتب کا مطالعہ کر لیجئے آپ کو کسی بھی الہامی کتاب میں اللہ رب العزت کا یہ حکم اس نبی کی امت کے لئے نہیں ملے گا کہ میرے اس نبی پر درود وسلام بھیجو۔

ہاں ہاں! یہ پیغام یا حکم کسی بھی نبی کی امت کو نہیں دیا گیا اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام ہی برگزیدہ اور بلند رتبوں پر فائز تھے۔ جب اللہ کریم عزوجل نے فرمایا کہ:

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا تسلیمات
تو محض یہ ہی نہیں کہ فرمایا اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے یہی کام کرتے ہیں۔ اب یہ تو نہیں بتلایا گیا کہ کب سے کرتے ہیں چنانچہ یہ ثابت ہوا کہ جب سے نورِ محمدی تخلیق ہوا یہ کام ہو رہا ہے۔ اس حکم میں محض اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے تو درود و سلام بھیجتے ہی ہیں اے ایمان والو تم بھی ایسا ہی کیا کرو۔ اور یہ بھی بڑی اہم بات ہے کہ درود و سلام صرف ایمان والوں کو ہی کہا جا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھیجو تمام بنی نوعِ انسانی کو جیسا کہ اکثر فرمایا گیا کہ یا ایھا الناس: کہ اے انسانو!

اب جو لوگ بھی درود و سلام کا انکار کرتے ہیں ان کو خود سمجھ لینا چاہئے کہ یہ حکم تو ان کے لئے ہے ہی نہیں بلکہ یہ حکم تو صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اہل ایمان ہیں۔ ویسے بھی جو لوگ اہل ایمان نہیں ان کو تو کچھ بھی کہنے کی ضرورت ہوتی ہی ہیں۔

آقائے نامدار کی ولادت کی خوشی سب کو ہی ہوئی اور بھلا کیوں نہ ہوتی۔ اب تو ان بچیوں کی جان بھی نہیں جانا تھی کہ جن کو ان کے شقی القلب باپ نہایت ہی کم سنی میں زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ اب تو عورتوں کو ان کے جائز حقوق ملنے والے تھے نا صرف عورتوں کو بلکہ غلاموں اور لونڈیوں کو بھی ان کے حقوق حاصل ہونا تھے۔ وہ غلام بھی بے حد خوش تھے کہ جن کو انسان ہوتے ہوئے بھی خود کو انسان ہلانے پر شرم محسوس ہوتی سکی تھی۔

اب تو غلاموں پر بھی عظمتوں کے سائے منڈلانے والے تھے کہ

امتِ محمدی کا سب سے بڑا شخص اور سب سے پہلا خلیفہ یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ہی آزاد کردہ غلام یعنی حضرت بلالؓ بن حارث کو ''سیدنا'' یعنی اے ہمارے سردار کہہ کر مخاطب کرے گا۔

ایک آزاد کردہ غلام کی یہ توقیر، یہ تکریم، یہ تعظیم اور یہ عظمت تو پہلے کسی غلام نے سوچی بھی نہ تھی اور نہ اس کا خیال بھی آیا تھا۔ مگر جب یہ غلام دربار رسالت مآب میں پیش کر دیا گیا تو پھر یہ غلام کوئی عام غلام نہ رہا بلکہ تمام مسلمانوں کا سب سے محترم سب سے مکرم شخص بن گیا جس کو تمام اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تکریم و تعظیم سے مخاطب کیا کرتے تھے۔

اب وہ کوئی غلام یا کوئی عام شخص نہ تھے بلکہ نہایت ہی باعزت اور قابل قدر شخصیت کے حامل شخص تھے کہ اب وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آچکے تھے۔ اب ان کی عزت عام مسلمانوں سے بھلا کیونکر زیادہ نہ ہوتی، اب تو ان کا تمام تر وقت دربار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی گزرتا تھا۔ یہ سعادت بھلا اور کسی کو نصیب ہو سکتی تھی۔ جی نہیں یہ سعادت تو بس حضرت سیدنا بلالؓ ہی کو حاصل ہوئی۔

جو بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آجاتا ہے وہی عزت و تکریم کا حقدار بن جاتا ہے پھر اس کو کسی دنیاوی عزت و جاہ کی ضرورت نہیں رہ جاتی جیسا کہ امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

سر پر رکھنے کو مل جائے اگر نعلین پاکِ حضور
ہم بھی سمجھیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

آدابِ محفل میلاد

حاضرینِ ذی شان اور مہمانانِ ذی وقار، میرے واجب الاحترام بانیانِ محفلِ میلاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو صمیمِ قلب سے اس روحانی اور وجدانی محفل پاک میں شرکت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

عام طور پر آپ نے بھی اور اس گنہگار نے بھی لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جی جو لوگ محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں وہ محض دنیا دکھاوا کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خلوص نام کی تو کوئی چیز ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اسی موضوع پر کچھ اظہار خیال پیرانِ عظام اور علمائے کرام کی موجودگی میں کردیا جائے اگرچہ میں ایک کم علم اور کم فہم سا بندہ ہوں۔

عرض کرنا چاہوں گا کہ روایاتِ مصدقہ سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد صدیوں سے ثابت ہے اور ہمارے تمام بزرگوں نے اس کا خصوصیت کے ساتھ بڑے ہی ذوق وشوق کے ساتھ اہتمام کیا ہے۔

حاضرینِ ذی شان عرض کرنا چاہوں گا کہ وقت کے تقاضے بدل چکے ہیں اور یقیناً وقت بھی بدل چکا ہے۔ اب وہ صورت حال ہی نہیں رہی کہ ایک کمرہ میں چند قندیلیں روشن کر لیں اور محفلِ میلاد منعقد کر لی۔ یہ بھی طریقہ تھا اور یہ طریقہ بلاشبہ ہمارے بزرگوں کا ہی تھا مگر یہ اس دور کا تقاضا

تھا۔ اب وہ بدل چکا ہے اقدار بدل چکی ہیں اور بجلی کی فراوانی نے پوری کائنات کو جگمگ جگمگ کر رکھا ہے تو پھر کیوں نہ محافلِ میلاد پر برقی قمقموں سے اجالا و چراغاں کیا جائے۔ جبکہ اس سے کہیں زیادہ تو ہم اپنی نجی تقریبات پر چراغاں کر لیتے ہیں۔

اگر محفل میلاد پر محض چند گھنٹوں کے چراغاں پر اعتراض ہے تو پھر آپ کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم لوگ شادیوں وغیرہ پر کم از کم تین روز تو ضرور لائٹنگ کرتے ہیں۔ اور اگر شادی والا گھر گلی کے آخر پر ہے تو شروع گلی سے ہی چراغاں کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔ کیا اس پر کسی نے کبھی کوئی اعتراض کیا ہے۔ جی نہیں اس پر تو سبھی یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ جی شادی کب روز روز ہونا ہوتی ہے۔ جی بھر کر دل کے ارمان پورے کرنا چاہیئے۔ صرف یہی نہیں دیگر خرافات بھی موجود ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس آپ یہ دیکھیں کہ محافل میلاد میں شریک ہونے والے تمام حاضرین صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس دکھائی دیتے ہیں اور پوری محفل میں کوئی بھی ایک شخص سگریٹ وغیرہ کے شغل میں مشغول نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ محفل سڑک پر یا کسی پارک میں ہی کیوں نہ منعقد ہو رہی ہو آپ یقیناً کسی کو بھی سگریٹ نوشی میں مصروف نہیں دیکھیں گے۔ اس کے باوجود کہ کسی بھی جگہ سگریٹ نوشی سے اجتناب کا کوئی طغریٰ یا بورڈ آویزاں نہیں ہوتا اور نہ ہی اسٹیج سے بار بار اعلان ہوتا ہے۔ وجہ صرف یہی ہے کہ محافلِ میلاد میں شریک ہونے والے تمام شرکاء دلی طور پر ایک پاک محفل میں شریک ہوتے ہیں۔

جی ہاں! تمام لوگ سرکارِ دو عالم، نور مجسم، فخر العالمین، آقائے کے نامدار باعثِ وجہِ وجودِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی محفل میں شریک ہونے کے لئے آتے ہیں وہ اپنے طور پر یہ یقین لے کر آتے ہیں کہ یہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پاک ہے۔

حاضرین گرامی قدر! یہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ صرف شرکاء ہی یہ یقین نہیں رکھتے ہیں کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پاک میں حاضر ہونے کے لئے آ رہے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی اسی قسم کے جذبات و احساسات رکھتے ہیں جو اس محفل پاک کا انعقاد کرتے ہیں یا وہ لوگ بھی جو کہ اس محفل کا انتظام کرتے ہیں۔ ان سب کے اذہان میں یہ بات راسخ ہوتی ہے کہ وہ لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلِ پاک کا انتظام وغیرہ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب محافل میلاد کے پوسٹر یا دعوتی کارڈ وغیرہ چھاپے جاتے ہیں تو ان پر واضح طور پر لکھا جاتا ہے کہ محفل پاک میں شریک ہونے والے باوضو ہو کر تشریف لائیں۔

میں اعتراضات کرنے والوں سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ سب کچھ شو بازی ہے کیا یہ سب کچھ دنیا دکھاوا ہے۔ کیا ان لوگوں کو ان محافل کے انعقاد کرنے کے بدلے میں کوئی میڈل وغیرہ ملتا ہے یا یہ کہ ان کو اس کے بدلے میں کوئی جاگیر وغیرہ ملتی ہے تو اس کا مختصر ترین جواب یہی ہوتا ہے کہ نہیں جی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ بات تو ہوتی ہے اپنے عقیدے اور اعتماد کی۔ بندہ وہی کچھ حاصل کر سکتا ہے کہ جس

کی تمنا اس کے دل میں ہو۔

آیئے محفل میلاد شریف کے آداب کے حوالہ سے چند اشعار پڑھتے ہیں۔ میں یہ ضرور چاہوں گا کہ آپ بھی میرے ساتھ پڑھیں مگر وہ اس طرح کہ جب شعر ختم ہو تو آپ نے یک زبان ہو کر بہ صمیم قلب صرف یہ پڑھنا ہے کہ "چاہیئے"۔

باوضو اِس محفل اقدس میں آنا چاہیئے۔
مومنو! جنت میں گھر اپنا بنانا......... چاہیئے

کرتے ہیں اس نام پر حُور و ملک گوہر نثار
تم کو یہاں نقد دل اپنا لٹانا .... چاہیئے

مسلکِ گوہر سے جو چاہو دامن اپنا تم بھرو
عشقِ احمد میں سدا آنسو بہانا......... چاہیئے

بدلے میں اِس کے جنت میں پاؤ گے محل
اس سے بہتر بھلا اور کیا ٹھکانہ......... چاہیئے

آتشِ دوزخ سے بچنا چاہتے ہو تم اگر
عشقِ نبی میں دل کو جلانا......... چاہیئے

بولہب سا کافرِ دیں، پائے تخفیفِ عذاب
اے شادیٔ میلاد تجھ پر گھر کو لٹانا......... چاہیئے

حشر میں ہوگا جس دم سوا نیزہ پہ آفتاب
نیک اعمالوں کا وہاں پر شامیانہ...... چاہیئے

نزع کی سختی سے ڈر اور قبر کی وحشت سے تو
جز عمل وہاں پر کسے یاور بنانا...... چاہیئے
آسرا ہے آپ کا ہمیں اے شفیع عاصیاں
کس کو پھر سوائے آپ کے حامی بنانا .... چاہیئے
اے فدا اب صدق دل سے چاہیئے پڑھو درود
تحفہ کچھ لے کر حضورِ شاہ میں جانا .... چاہیئے

☆......☆......☆

آمد ہے آج

آمد ہے آج کس شہِ عالی وقار کی
رحمت برس رہی ہے پروردگار کی

مبارک ہو! مبارک ہو! اے حاضرین محفل کہ آپ اور ہم سب آقائے نامدار، محبوبِ کردگار، باعثِ وجہہ وجودِ کائنات یعنی محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلِ میلاد پاک میں حاضر ہیں اور اس محفل کی برکات کو اپنے اپنے دامان میں جو کہ خالی ہیں سمیٹ رہے ہیں۔

آج ہم اس ذاتِ اقدس کی محفل میں حاضر ہیں کہ جس کی آمد کی بشارت تمام مذاہب میں قبل از وقت ہی دے دی گئی تھی۔ جس کی آمدِ مطہرہ کے منتظر نا صرف انسان بلکہ کائنات کی ہر ہر شئے تھی۔

جس کا انتظار درخت کر رہے تھے
جس کا انتظار پہاڑ کر رہے تھے
جس کا انتظار مرغزار کر رہے تھے
جس کا انتظار شیر کر رہے تھے
جس کا انتظار تمام جن وانس کر رہے تھے

جس کا انتظار یہودی کر رہے تھے

جس کا انتظار عیسائی کر رہے تھے

جس کا انتظار ہندو کر رہے تھے

جس کا انتظار بدھ کر رہے تھے

جس کا انتظار زمین و آسمان کر رہے تھے

اور بھلا کیوں نہ کرتے کہ ان کا آقا، ان کا مولی، ان کا غم خوار، ان کا غمگسار، ان کا نجات دہندہ اس کائنات میں اپنا ظہور کر رہا تھا۔ حضورِ انور، محبوب رب العزت کی ولادتِ پاک نے ان سب کے انتظار کو خوشی و انبساط میں بدل ڈالا۔

آمد ہے آج کس شہِ عالی وقار کی
رحمت برس رہی ہے جو پروردگار کی

آمد چمن میں آج ہے اُس نوبہار کی
رنگت بدل رہی ہے ہر اِک گلعذار کی

عرشِ بریں پہ کس کے یہ آمد کی دھوم ہے
جنت جو سج دکھاتی ہے اپنی بہار کی

گلشن میں اُس کی زلفِ معنبر کی دھوم ہے
غنچوں سے بو مہکتی ہے مشکِ تیار کی

بادل فدا یہ جان ہے احمد کے نام پر
تسبیح رنج پڑھ یہی لیل و نہار کی

☆......☆......☆

محفلِ پاک رسولِ کریمؐ

حاضرینِ گرامی قدر۔ رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا خوانی کے لئے منعقدہ اس محفل پاک میں آپ اور ہم اس وقت شامل ہیں۔ ہماری یہ خوش نصیبی کہ اس وقت ہمارے درمیان ملکِ عزیز کے نامور علمائے کرام، مشائخِ عظام اور ثنا خوانانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں۔

میرے محترم حاضرین کرام! یہ عرض کرتا چلوں کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق ہی کسی بھی مسلمان کی پہچان قرار دیا جا سکتا ہے۔ عام لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کی بدولت دنیا میں درجۂ کمال حاصل کیا۔

آج یہ بندۂ ناچیز آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک بہت ہی معروف روایت پیش کرتا ہے کہ جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور عقیدت رکھنے والوں نے ہزاروں برس پہلے بھی فیضِ لازوال حاصل کیا تھا۔

روایت کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ زمانۂ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت ہی فاسق و فاجر اور پرلے درجہ کا بدکردار تھا۔ اس کی عمر دو سو برس

سے بھی متجاوز تھی اور اس نے ہمیشہ ہی برے کام کیے تھے۔ تمام لوگ اس کی بداعمالیوں سے نالاں و عاجز تھے۔

آخر ایک روز وہ مر گیا جب وہ مر گیا تو اس کے لواحقین نے اس کی میت کو اُٹھا کر گندگی میں پھینک دیا۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ امین، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ آج ہمارے دوست نے اس دنیا سے انتقال کیا ہے اور لوگوں نے اس کی میت کو گندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا ہے۔ کسی نے بھی اس کی تجہیز و تکفین کی طرف دھیان نہیں دیا جو کہ بالکل لازم چیز ہے۔

اے موسیٰ! تم بنی اسرائیل سے کہو کہ اگر اپنی اپنی مغفرت چاہتے ہو تو اس شخص کی نماز جنازہ پڑھو اور تجہیز و تکفین کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی حیرانی سے پوچھا کہ اے رب العالمین آخر کیا وجہ ہے کہ اس بدکردار و بداعمال کے کفن دفن اور نماز جنازہ کا مجھے حکم دیا جا رہا ہے تو ارشادِ باری تعالیٰ ہو کہ اے موسیٰ! اگرچہ اس شخص نے قریب دو سو برس تک گناہ کئے اور کبھی بھی اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا مگر ایک عمل اس کا بہت ہی لائق تحسین تھا کہ جب وہ توریت کی تلاوت کرتا تھا تو جب میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نام اسمِ گرامی آتا تھا تو وہ آبدیدہ ہو جاتا تھا اور اس کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا کرتا تھا۔ اے موسیٰ! ہمیں اس کی بس یہی ادا پسند آئی اور اس کی اس ایک تعظیم کی برکت سے ہم نے اس کے دو سو برس کے گناہ معاف فرما دیئے۔

عزیزانِ گرامی! اگر محض ایک تعظیم کی برکت سے کسی کے دو سو برس

کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور ایک نبی کو اس کی تجہیز و تکفین کا حکم باری تعالیٰ ہو سکتا ہے تو اگر کوئی بندہ پوری زندگی ہی تعظیم مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بسر کرے تو پھر اس کے گناہ بھلا کیوں معاف نہ ہوں گے۔

حاضرینِ محترم! آیئے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صدقِ دل سے التجا کریں۔ جس جس صاحب کو ان اشعار میں اپنی صورتِ حال دکھائی دے وہ میرے ساتھ پڑھے۔

جگا دو میری قسمت بھی خدارا، یا رسول اللہ
دکھا دو مجھ کو روضے کا نظارہ، یا رسول اللہ

میری دنیا سنور جائے، میری عقبیٰ سدھر جائے
اگر ہو جائے رحمت کا اشارہ، یا رسول اللہ

تمہارا نام نامی ہے سکونِ قلب کا باعث
نظر کا نور ہے روضہ تمہارا، یا رسول اللہ

زمانہ چھوٹ جائے، روٹھ جائے خلق تو کیا غم ہے
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن تمہارا ، یا رسول اللہ

جبینِ شوق مس ہوتی ہے، جب روضہ کی جالی سے
چمک جاتا ہے قسمت کا ستارا، یا رسول اللہ

تمنائے سکندر ہے، دمِ آخر شہِ بطحیٰ
رہے وردِ زباں کلمہ تمہارا یا رسول اللہ

(سکندر لکھنوی)

☆......☆......☆

میرے آقا دی محفل

بڑا سوچ سمجھ کے کہنا واں
تیری ذات بنا میں کجھ وی نئیں
تیرے ناں نال میری بات بنی
تیرے نام بنا میں کجھ وی نئیں

حاضرینِ ذی وقار! ساریاں تعریفاں بے شک وشبہ مالکِ کل تے خالقِ کل نوں ای زیبا نیں جنہیں تمام کائنات تخلیق فرمائی تے اوہدے وچ طرح طرح دی مخلوقات نوں تخلیق فرمایا۔ ایس کائنات وچ ساڈے سوہنے رب کریم غفور الرحیم نیں انساناں نوں وی صدقۂ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا فرمایا۔

سوہنے رب نیں انساناں نوں چونکہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے طفیل تخلیق فرمایا سی چنانچہ اللہ کریم نے انساناں نوں اشرف المخلوقات دا رتبہ عطا فرما کے اونہوں فضلیت تے بلند مرتبہ ساریاں مخلوقاں اُتے عطا فرمادتا۔ یقیناً ساریاں تعریفاں اوسی رب لئی نیں۔

رب کریم غفور الرحیم نے انساناں دی رہنمائی واسطے اونہاں وچوں ای نبی پیغمبر مبعوث فرمائے۔ جیہڑے اپنی قوماں نوں سدھی راہ دسدے

سن۔ پر نبی تے رسول اپنی اپنی قوم نوں اودھی راہ وکھا کے ٹر گئے۔ سب توں آخر وچ ساڈے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوں اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا جنہاں دے نُور نوں ربِ کریم نے سب توں پہلاں بنایا سی۔

ساڈے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے آن دیاں پیشین گوئیاں ساریاں آسمانی کتاباں تے صحیفاں وچ موجود نیں یعنی سارے نبی تے رسول اپنے اپنے امتیاں نوں ایہو گل کہندے آئے کہ ساڈے بعد احمد ناں دے رسول نیں آنا اے، تے تُسی اونہاں دی ضرور ضرور پیروی کرنا۔ اے خبر یا پیشن گوئی یا خوشخبری سارے مذہباں دے عالماں نوں چنگی طرح معلوم سی۔

حاضرین محترم ساڈے نبی کریم مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُتے اللہ رحیم نے قرآن کریم فرقانِ حمید نازل فرمایا۔ ایہہ آسمانی کلام تمام پچھلیاں کلاماں تے کتاباں دا نچوڑ تے اونہاں قوماں دے حالات تے واقعات دی خبر دیندا اے۔ صدیاں ہزاراں سالاں بعد جدوں پُرانے واقعات بیان کیتے گئے تے یہودی اتے نصرانی عالماں نوں بڑی حیرانی ہوئی۔ سچائی سامنے آن دے باوجود وی اوہناں نے اسلام توں منہ پھیر یا۔ ہاں اے وی گل ٹھیک ای اے کہ جے او اسلام دی سچائی تسلیم کر لیندے تے فِر اوہناں دی گل بھلاں کنے سُننی سی۔

قرآن کریم فرقان حمید دی تلاوت ایس ویلے ہون لگی اے۔ تے میں تہانوں ساریاں نوں بڑے ای ادب نال گزارش کرناواں کہ تُسی سارے

ای ورے ذوق وشوق نال ایس کلام الٰہی نوں سماعت فرماؤ۔ میں نے تہاڈی خدمت وچ گزارش ای کیتی اے پراے اللہ کریم غفور الرحیم دا حکم وی اے جیہڑا قرآن کریم دے وچ آیا اے۔

اِک گل ہور وی عرض کرنی چاہواں گا کہ جدوں تلاوت شروع ہو جاوے تے فیر تسی سارے آپس وچ گلاں کرناں بند کر دینا تے میری درخواست انتظامیہ نوں وی اے کہ جنی دیر تلاوت ہووے اوہ وی بیٹھ کرتے باادب ہو کر کلامِ پاک نوں سماعت کرن۔ جدوں تلاوت ختم ہو جاوے تے فیر جِس طرح مرضی کم کر دے رہنا۔ تسی قرآن کریم دا پورا پورا ادب کرو تے قرآن کے صدقے نال اللہ کریم تہاڈا ادب لوکاں کولوں کروائے گا۔

ایس گل توں یقیناً تسی وی آگاہ ہووو گے کہ بئی قرآن دا پڑھنا وی ثواب اے، قرآن دا سننا وی ثواب اے تے قرآن دی تلاوت وی ثواب اے۔ اپنے کسی فعل دے نال تے کتے بے خبری دے وچ ایس ثواب توں کوئی محروم نہ رہ جاوے ایس گلے ایس عاجز تے مسکین نے تہاڈی خدمت وچ اے چند گلاں کر دیتاں نیں۔

☆......☆......☆

رسول اللہ آتے ہیں

فلک پر شور ہے برپا رسول اللہ آتے ہیں
ہر اک عرشی ہے یوں کہتا .... رسول اللہ آتے ہیں

جمال پاک دیکھو چل کے اپنے فخر بیٹے کا
کہا آدم نے اے حوا........... رسول اللہ آتے ہیں

بچھاؤ فرش آنکھوں کا، تصدق جان و دل سے ہو
یہ بولا غول حوروں کا...... رسول اللہ آتے ہیں

جو آئے بہرِ استقبال، آمد کی خبر سن کر
تو کہا ادریسؑ نے دیکھا........... رسول اللہ آتے ہیں

تجلی طور پر دیکھی جو تھی وہ دیکھ اس دم
کہا جبرئیل نے موسیٰ........... رسول اللہ آتے ہیں

خلیل اللہ کو بھی یہ خبر جبرئیل کر آئے
کہ سب مخلوق کے مولا........... رسول اللہ آتے ہیں

جلا دیتے ہیں مردوں کو، غلاموں کے غلام ان کے
زیارت کر لو اے یحییٰؑ........... رسول اللہ آتے ہیں

یہ تھا ساماں سب اُس سرور عالم کی آمد کا
یہی شب ہے شبِ اسریٰ.......... رسول اللہ آتے ہیں
شفاعت کی اجازت لے کر جب آئیں گے محشر میں
گناہ گاروں میں غُل ہوگا...... رسول اللہ آتے ہیں
یہ ہے میلاد کی محفل، تمہیں لازم ہے اے یارو
بچھاؤ چشم و دلِ اس جا...... رسول اللہ آتے ہیں
لکھوں کیا حال اے مشتاق سردارِ دو عالم کا
ہر اک خوش ہو کے کہتا ہے.......... رسول اللہ آتے ہیں

☆......☆......☆

الصلوٰۃ والسلام

اے شفیع روزِ محشر الصلوٰۃ والسلام
اے حبیبِ رب اکبر الصلوٰۃ وسلام
اے رسولِ بندہ پرور الصلوۃ والسلام
اے نبی پاک اطہر الصلوٰۃ والسلام
آب کوثر تم پلا گے مجھے روز جزا
اے میرے ساقیِ کوثر الصلوٰۃ والسلام
تجھ سے روشن ہے زمین و آسمان و مہرو ماہ
اے سمائے دین کے اختر الصلوٰۃ والسلام
روضۂ وحدت کا شاہا تو گلِ شاداب ہے
تجھ سے ہے عالم معطر الصلوٰۃ والسلام
کون دکھلاتا ہمیں راہِ خدائے دو جہاں
تو نہ ہوتا گرچہ راہبر، الصلوٰۃ والسلام
عرش پر رکھنا قدم جس دم شب معراج میں
شور برپا تھا فلک پر، الصلوٰ والسلام
نام کو سن کر تیرے اے بادشاہِ انس و جاں
کہتا ہے خود رب اکبرؔ الصلوۃ والسلام
(حضرت اکبرشاہ وارثی)

جلوۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے وہ ایک جلوۂ اِدھر اُدھر، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف
کبھی عرش پر کبھی فرش پر، کبھی اِس طرف کبھی اُسی طرف

کہیں ذات حق، کہیں مصطفیٰ، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف
ہے کہیں بشیر کہیں بشر، کبھی اس طرف کبھی اُسی طرف

کہیں ایسا کوئی مکاں نہیں کہ جہاں وہ جانِ جہاں نہیں
ہیں سب اس سے تازہ شجر، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف

یہی خیر ہے کہیں شر نہ ہو، کوئی بے گناہ اُدھر نہ ہو
وہ چلے ہیں کرتے ہوئے نظر، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف

تری مہر سے کسی کام کا نہ جگر رہا ہے نہ دل رہا
تبھی برچھی بن کے نظر ادھر، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف

ترے رنگ حسن کو دیکھتا یہ پھرا ہے اکبر مبتلا
کبھی دشت میں کبھی کوہ پر کبھی اس طرف کبھی اس طرف

(حضرت اکبر وارثی)

☆......☆......☆

یا تم جانو یا ہم جانیں

یہ پیار محبت کی رمزیں یا تم جانو یا ہم جانیں
یا تم سمجھو یا ہم سمجھیں یا تم جانو یا ہم جانیں

بندوں سے ہمارے کہہ دینا جیسا بونا ویسا لینا
جودی جائیں وہ لے جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تم نے ہم کو پہچان لیا ہم نے بس تم کو جان لیں
اب یہ پردے بھی اُٹھ جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں

جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جو سننا تھا وہ سن بھی لیا
اب جو جانیں وہ پہچانیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تحقیق جو قیل وقال ہوئی وہ سب مصداق حال ہوئی
کچھ تم کہہ دو کچھ ہم کہہ دیں یا تم جانو یا ہم جانیں

اکبر اب ہوش میں آ جاؤ بس بس نہ زیادہ کھلواؤ
اسرارِ حقیقت کی باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

☆......☆......☆

وہ جمال اپنا دکھا گئے

ہوا کچھ خیال تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دامِ غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفیٰؐ کہ جو سوئے عرشِ عُلا گئے
وہ گناہگاروں کا غم لیئے، وہ شفاعتوں کا علم لیئے
وہ ملک نے جن کے قدم لئے، لو زمیں پہ عرش سے آ گئے
یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے
ہو درود تم پہ ہزارہا میرے راہ نما میرے ناخدا
میرا پار بیڑا لگا گئے میری ڈوبی نیا ترا گئے
ہمیں زندگی کی خبر نہیں رہے شام تک تو سحر نہیں
چلو اکبر اب تو گذر نہیں یہاں کس خیال سے آ گئے
(حضرت اکبر وارثی)

☆......☆......☆

او وی ویلا آوے یار

او وی ویلا آوے یار، میں مدینے ہوواں
جے کر کرم کرن سرکار، میں مدینے ہوواں
تیرے شہر مدینے آواں، سبز گنبد نوں ویکھی جاواں
بھاویں مل جاون دن چار، میں مدینے ہوواں
جے ہووے سرکار دی مرضی، بن کے نوکر رواں میں دروی
دیواں ساری عمر گزار، میں مدینے ہووں
محبوبا مدنی مٹھارا، درد ونڈاوان والیا یارا
آوے کرماں والا وار، میں مدینے ہوواں
مَن گھن میں تتڑی دِیاں عرضاں، ہجر دیاں مک جاون مرضاں
تیرا ہو جاوے دیدار، میں مدینے ہوواں
غم دی لہر وچ ڈُب نہ جاواں، واسطہ آل تیری دا پاداں
میرا کردے بیڑا پار، میں مدینے ہوواں
کردے سوہنیا کرم نوازی، تیرے در تے آئے نیازی
تیرا وسدا رہوے دربار، میں مدینے جاواں

(عبدالستار نیازی)

☆......☆......☆

روضۂ مولا دیکھو

لو چلو حاجیو اب روضۂ مولیٰ دیکھو
جس کی رکھتے تھے بہت دل میں تمنا دیکھو
سر کھلے ہوں گے در شہ پہ تڑپتے ہوں گے
چل کے سودائیوں کا اُن کے بھی سودا دیکھو
روضۂ پاک کا دل بھر کے نظارہ کر لو
اس لئے حق نے دیا دیدۂ بینا دیکھو
مثل والے کے کیا جس کی جُدائی نے تمہیں
زندہ ہو جاؤ چلو اپنا مسیحا دیکھو
آبِ زمزم تو پیا تم نے یہاں جی بھر کے
اب چلو لطف وہاں آب بقا کا دیکھو
رُخِ انور پہ فدا جن کے ہیں خورشید و قمر
جا بجا ان کے چلو نقشِ کفِ پا دیکھو
مثلِ بلبل کے فدا تم بھی ہو ہر دم ابرار
آؤ جی بھر کے مزارِ گلِ رعنا دیکھو

(محمد ابرار حنیف)

اغثنی یا رسول اللہ

نہ زردارم نہ پر دارم اغثنی یا رسول اللہ
یقیناً بے کسوں کے مہرباں ہوں یا رسول اللہ
اغثنی یا رسول اللہ

تمہیں ماوا و ملجاؤ وسیلہ یا رسول اللہ
تمہیں تو خود پناہِ دو جہاں ہو یا رسول اللہ
اغثنی یا رسول اللہ

نہ بیٹھے جسم پر مکھی، نہ قد پاک کا سایہ
کہوں تو نور ہو یا نور جاں ہو یا رسول اللہ
اغثنی یا رسول اللہ

میری حاجت خدا سے تم ہی دلوا دو دو عالم میں
کہ تم ہی والئی کون و مکاں ہو یا رسول اللہ
اغثنی یا رسول اللہ

شفاعت عاصیوں کی سونپ دی اللہ نے تم کو
شفیع المذنبین تم بے گماں ہو یا رسول اللہ

اغثنی یا رسول اللہ

دعا کرتا ہے یہ ارتضا ہر وقت ہر آن دم
تمہارے وصف میں ناطق زباں ہو یا رسول اللہ

(سید ارتضیٰ علی کرمانی)

☆☆☆

اے عاشقو مژدہ ہو

اے عاشقو! مژدہ ہو کہ اب آئے محمدؐ
قربان دل و جاں سے ہوں شیدائے محمدؐ
موسیٰؑ سے کہو اب یدِ بیضا کو چھپا لیں
ہے جلوہ نما یہاں پر کفِ پائے محمدؐ
عیسیٰؑ نہ کریں فخر کبھی اعجاز کا اپنے
قُم کہنے پہ تیار ہیں لب ہائے محمدؐ
طوبیٰ کی نہ کیوں شاخیں جھکیں روئے زمین پر
ہے سرورِ رواں اب قدِ رعنائے محمدؐ
اے شمس و قمر جا کے چھپو تحت الثریٰ میں
ہے نور فگن یاں رُخِ زیبائے محمدؐ
خود اپنے لئے آپؐ کیا پیدا جہان میں
برسوں سے خدا کو تھی تمنائے محمدؐ

مدّاحِ نبی خود، ہے خداوندِ دو عالم
ہو کس سے یہاں رتبۂ والائے محمد
کیوں بزم میں بُو پھیلی ہے یہ مُشکِ حُسن کی
کیا کھل گئی وہ زُلفِ چلیپائے محمد
پوچھے گا خُدا حشر میں ممتاز جو کچھ بات
کہہ دوں گا کہ ہوں عاشقِ عشاق محمد

(سید قمقام علی ممتاز)

☆......☆......☆

اودھے ہتھ مہار

اودھے ہتھ مہار زمانی اے
اودھی دو جگ تے سلطانی اے
اتھے کم عقل انسانی اے
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
اینوں ہستی دا عنوان آکھاں
رب سچے دی برھان آکھاں
یا اکھیاں دا قرآن آکھاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

ہووے جن و بشر کہ شاہ و گدا
ڈٹھی جس وی نصیر اوشانِ خدا
اُڈھے ہوش تے مونہوں بول پیا
سبحانِ اللہ ما اجملک، ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں جا اڑیاں

☆☆☆

فلک خوبصورت سجایا

فلک خوبصورت سجایا نہ ہوندا
کسے شے دا وی ایتھے سایہ نہ ہوندا
نہ اے عرش و کرسی نہ چن نہ تارے
شب و روز دے اے نہ ہوندے نظارے
حیاتی مماتی نہ مویا نہ زندہ
نہ جن و بشر نہ کوئی پرندہ
نہ حوراں دے قصے نہ آدم نہ حوّا
نہ یعقوب و یونس نہ یوسف زلیخا
نہ تختاں تے تاج تے سلطان ہوندے
نہ گلیاں محلاں دے دربان ہوندے
نہ ملدی کسے نوں وی زندگانی
ہوا اے نہ ہوندی نہ ہوندا اے پانی
نبی ولی غوث قطب نہ ابدال ہوندے
نہ ہوندے مہینے نہ اے سال ہوندے

بارہ ربیع الاوّل دا جے نہ ہوندا مہینہ
تے کون جان دا سی او مکہ مدینہ
ثنا خوان ہوندے نہ اے نعت خوانی
نہ میلاد ہوندا نہ اے خوش بیانی
نہ عرشی نہ فرشی نہ خاکی نہ نوری
زمانے تے کج وی نہ ہوندا ظہوری
کسے شے دا وی ایتھے سایہ نہ ہوندا
جے رب نے محمدؐ بنایا نہ ہوندا

☆......☆......☆

سایہ نہ تھا

محمد کی مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں
یہ تھی رمز جو اس کے سایہ نہ تھا
کہ رنگِ دوئی واں مایا نہ تھا
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب
ہوا صرف پوشش میں کعبہ کی سب
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہل نظر
سبھ مایہ نورِ کحلِ البصر
سبھی نے لیا پتیوں پر اُٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا
سیاہی کانپلی کی ہے یہ سبب
وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب

☆......☆......☆

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے بھی دِل میں ہوگی محبت حضورؐ کی
اُس کو ہی مِل سکے گئی شفاعت حضورؐ کی

روتا ہے زار زار کیوں، تُو ہجر و فراق میں
طیبہ میں لے کے جائے گی، الفت حضورؐ کی

میں ہی نہیں ہوں تنہا، اس آس میں پریشان
لاکھوں کے دل میں ہوگی حسرت حضورؐ کی

مایوس نہ ہو اُفتادِ روز و شب کے بعد
سن ہی لیں گے آقا ایکدن ہر بیکس و مجبور کی

میں تو نہیں ہوں واقفِ اسرارِ روز و شب
دیکھوں گا کب میں جا کے وادی حضورؐ کی

میں تو ہوں ایک عاصی و بدکردار و ناتواں
مجھ کو تو بخشوائے گی مدحت حضورؐ کی

ارتضٰی تُو ہے ایک ادنیٰ ثنا خوانِ مصطفیٰؐ
تجھ پر بھی ہوگی دیکھنا رحمت حضور کی

(سید ارتضٰی علی کرمانی)

عشق نے خواب میں دیدار دکھایا تیرا

عشق نے خواب میں دیدار دکھایا تیرا
سامنے آنکھوں کے آیا رُخِ زیبا تیرا
گر نہ دُنیا میں، آقا ہوگا نظارہ تیرا
حشر تک سر میں رہے گا میرے سودا تیرا
دیکھا جب دیدۂ باطن سے تجھی کو دیکھا
یا نبی ہر شجر و گل میں ہے جلوہ تیرا
صبح تک دل کو تڑپتے ہوئے پایا ہم نے
خواب میں شب کو جو دیکھا رُخِ زیبا تیرا
حُسن یوسف کا نہ نظروں میں سماتا ہرگز
دیکھ لیتی جو زلیخا رُخِ زیبا تیرا
عرش پر حق نے بلایا شبِ معراج تجھے
اے محمد! یہ ہے درجہ، یہ ہے مرتبہ تیرا
میرے مولیٰ، میرے آقا! اے میرے رؤف الرحیم
التجائیں کر رہا ہے ارتضٰی، والہ و شیدا تیرا

(سید ارتضٰی علی کرمانی)

حصہ

مناقب
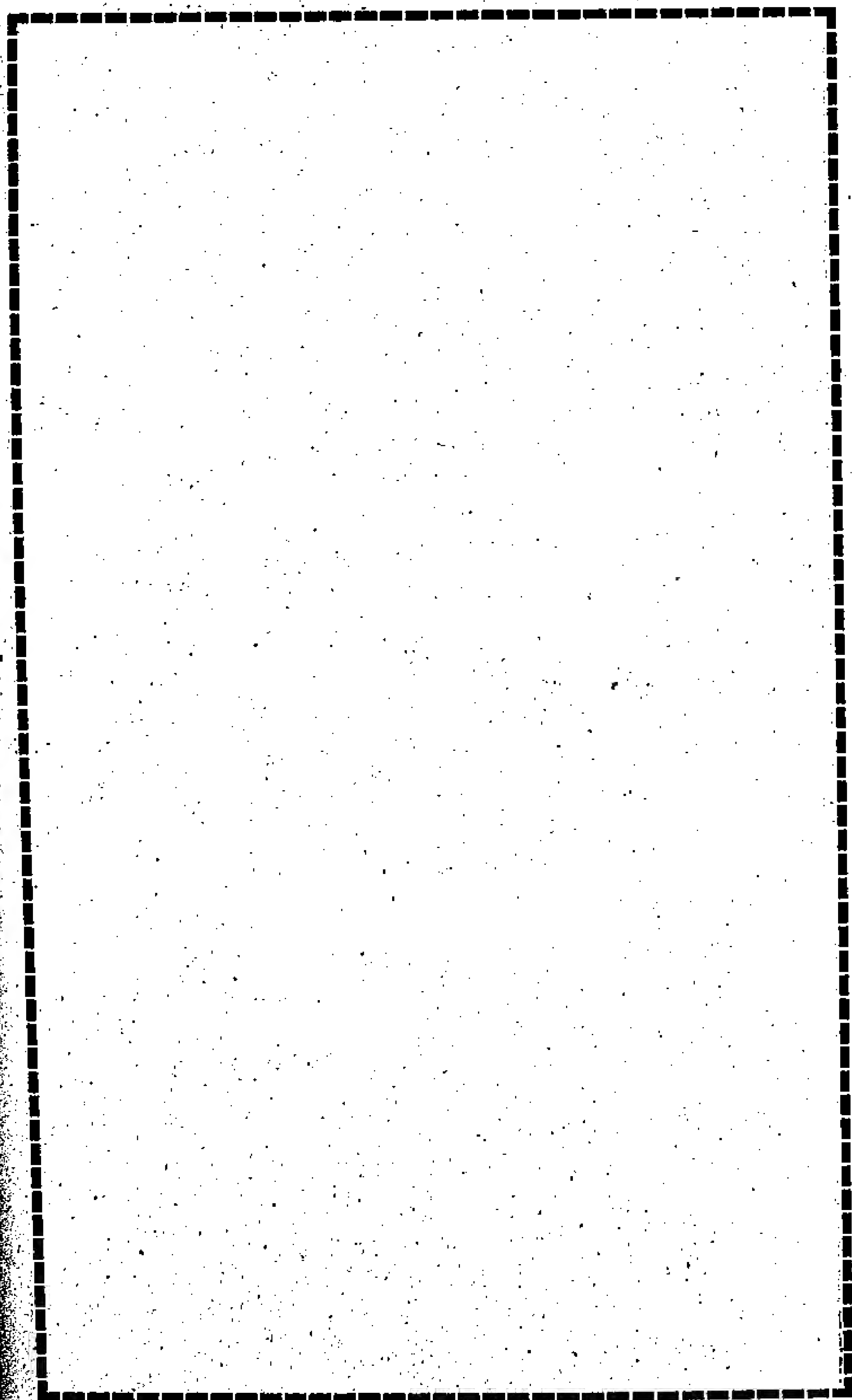
من کُنتُ مولٰی

من کنتُ مولی — علی علی
من کُنتُ مولٰی — علی علی
میرے نبی نے بولا — علی علی
میں جس کا مولٰی ہے اس کا مولی — علی علی

دم مست قلندر، میرے دل کے اندر
ہر درد کا چارہ، ہے ورد ہمارا — علی علی
میرے نبی کا دلبر، زہرہ کا شوہر — علی علی
صدیق کا نعرہ
علی علی
عمر کا نعرہ
علی علی
عثمان کا نعرہ
علی علی
ہے ورد ہمارا، ہر درد کا چارہ — علی علی

مینوں جان توں پیارا، میں نوکر تیرا
تو مولیٰ میرا، موجوں کی روانی ہے بہتا پانی
میری جان جوانی، میرا دلبر جانی علی علی

جب مر جاؤں مولیٰ، میرے کفن پہ لکھنا علی علی
میری قبر پہ لکھنا علی علی

اِک بھوکا آیا، مجھے لنگر دے دے
میرا مولیٰ بولا، اسے قنبر دے دے
میرا قنبر بولا، اے میرے مولیٰ، جو کچھ بھی ہے
وہ اونٹ پہ رکھا، میرا مولیٰ بولا، اسے اونٹ ہی دے
پھر قنبر بولا، اے میرے مولیٰ، وہ اونٹ کھڑا ہے
قطار کے اندر، میرا مولی بولا، قطار ہی دے دے

دیوانہ بولا.......... میں رجھ گیا مولیٰ
تیری جوڑی جیوے، تیرا شبر جیوے
شبیر وی جیوے، تیرا غازی جیوے
سجاد وی جیوے، تیرا موسیٰ جیوے
تیرا قاسم جیوے، تیرا صادق جیوے
تیری زہرہ جیوے، تیری زینب جیوے

تیری جوڑی جیوے، ذرا جھوم کے بولو

ہے تیرا مولیٰ ہے میرا مولی علی علی

کعبے میں آیا علی علی ملجا ہی ملجا............علی علی

وہ ایک سچائی............علی علی............سرکار کا بھائی علی علی

تلوار والا............علی علی............للکار والا............علی علی

ذرا جھوم کے بولو............علی علی............ذرا پیار سے بولو............علی علی

للکار کے بولو............علی علی............چلا کے بولو............علی علی

سُنی کا نعرہ............علی علی............عاشق کا نعرہ............علی علی

داتا کا نعرہ............علی علی............میرے غوث کا نعرہ............علی علی

بابا کا نعرہ............علی علی............خواجہ کا نعرہ............علی علی

باہو کا نعرہ............علی علی............میرا پیر پکارے............علی علی

فضائل علی مولاؑ

حاضرینِ گرامی قدر ہمارے آقا و مولیٰ یعنی محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ اگر تمہیں مومن و منافق کے درمیان پہچان کرنا ہو کہ کون مومن ہے اور کون منافق تو اس کے لئے ایک طریقہ بہت ہی آسان ہے۔ پوچھا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمیں وہ طریقہ تو بتلا دیں۔

سرکار دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرنا چاہو تو اُس شخص کے سامنے "علی المرتضیٰ" کا ذکر کیا کرو، اگر اس کا چہرہ کھل اُٹھے تو وہ بندہ مومن ہوگا اور اگر اس کا چہرہ مرجھا جائے تو پھر جان لو کہ وہ بندہ مومن نہیں ہے بلکہ وہ تو منافق ہے۔ کیونکہ منافق کے سامنے جب علی المرتضیٰ کا ذکر کیا جائے تو اسے سخت ناگوار گزرتا ہے۔ تو پھر میرے بھائیو! میرے بزرگو! آیئے ہم سب مل کر علی علی کرتے ہیں۔

رنگ پور اندر رنگ دی گل کرنی
جتھے یار ہووے اوتھے رنگ ہوندا
ٹلی وانگ ٹلنکے اندر محفلاں دے
جیہڑا مولیٰ علیؑ دا ملنگ ہوندا

جیہڑا داتا دے در توں منگدا نئیں
او دوہاں جہاناں وچ تنگ ہوندا
سردار اوہنوں فرشتیاں نے پوچھنا نئیں
جدے کفن تے علیؓ دا رنگ ہوندا

میرے عزیز! بھائیو ہمارے درمیان ملکِ عزیز کے نامور علمائے کرام و مشائخ عظام بھی تشریف فرما ہیں۔ بندہ یقیناً کم علم ہے مگر میں بات احادیث کی کروں گا۔ حضرت سید جلال الدین علیہ الرحمۃ روضۃ الاحباب میں صحیح مسلم و بخاری وغیرہم سے نقل فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع ادا فرما کر مدینہ عالیہ کی طرف لوٹے تو خُم غدیر پر جو جحفہ کے نواح میں ہے آپ نے نماز پیشین اوّل وقت میں پڑھ کر روئے مبارک صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کی جانب کر کے ارشاد فرمایا اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یعنی کیا نہیں ہو تم میں اولیٰ و افضل جو مومنوں کو ان کی عظیم الشان فضیلتوں سے یاد رکھیں۔

اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ سنو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے ان میں ایک تو قرآن کریم ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ میرے بعد تم لوگ ان دونوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو اور کس طرح کا سلوک کرتے ہو یہی نہیں بلکہ تم ان کے حقوق کو کس طرح اپنی نگاہوں میں رکھتے ہو۔

یہ دونوں چیزیں اُس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی جب تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔ اس کے بعد سرکار دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا کہ یاد رکھنا کہ اللہ عزوجل میرا مولا ہے اور میں تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کا مولا ہوں۔

اس کے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُلْ مَنْ
خَذَلَهُ وَ دَارِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ

ترجمہ: اس کا کچھ یوں ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ یاالٰہی! اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علی کے ساتھ دشمنی رکھے۔ اور مدد فرما اس کی جو علی کی مدد کرے اور چھوڑ دے اس کو جو علی کو چھوڑ دے اور حق کو اس کے ساتھ رکھ جس جگہ بھی اس کا حق ہے۔ یا جس کا وہ مستحق ہے۔

مستند روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے بعد سیدنا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کرم کو صدقِ دل سے مبارکباد دی کہ اے علیؓ! مبارک ہو تمہیں کہ تم ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولا ہو۔

اور یاد رہے کہ روضتہ الاحباب ہی میں مرقوم ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبینا نے طور سینا پر جاتے ہوئے تمام بنی اسرائیل کو جمع فرما کر حضرت ہارون علیہ السلام کو ان پر اپنا وصی بنایا تھا اسی بات کا اظہار حضور سرور عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کی بابت

یوں ارشاد فرمایا کہ:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزَلِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اَلّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

یعنی اے علیؓ! تو مجھ سے وہی نسبت رکھتا ہے جو کہ ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔ جیسا کہ موسیٰؑ کے بعد انبیاء ہوئے۔ اس ضمن میں اور اُسی مقام سے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:

افتخارِ ہر نبی و ہر ولی
در جہانِ آمد وجود آن علی

اور اسی طرح ہم جیسے نکمے یوں عرض کرتے ہیں کہ:

علیؓ! کہ عرشِ بریں پہ لکھا ہوا ہے نام بلند ان کا
علیؓ! کہ افلاک کی فضاؤں میں دوڑتا سمندر ان کا
نہ حور نہ غلماں کو ڈھونڈتا ہوں نہ باغِ رضواں کی جستجو ہے
ریاضِ ذکرِ علیؓ سے دو ایک پھول چننے کی آرزو ہے
علیؓ! کہ زیرِ فلک جنہوں نے شعور پایا ہے سب سے پہلے
علیؓ! نے دنیا میں دین کا بھی نور پایا ہے سب سے پہلے
خدا کے گھر میں ہوئے ہیں پیدا وہ شاہ روئے زمین میں گویا
عزیز پیغمبر خدا ہیں پناہِ دنیا و دین ہیں گویا
گروہِ فرعون و سامری کو دکھائی راہِ نجات انہوں نے
صنم کدوں میں رکھا نہ باقی نشان لات و منات انہوں نے

حضور ہیں خاتمِ نبوت، تو مرتضیٰؓ خاتمِ ولایت
ہے فرض ہر ایک اہلِ دین پر علیؓ کی اور آل کی محبت
ہر ایک پر لازم ادب ہے ان کا، قرآنِ ناطق لقب ہے ان کا
خدا کا غصہ غضب ہے ان کا، جہاں میں جو کچھ ہے سب ہے ان کا
نماز پڑھتے ہوئے، ہوئے ہیں شہید خونچکاں سے
خدا کے گھر سے جہاں میں آئے، خدا کے گھر میں گئے جہاں سے

☆......☆......☆

مولا علی مشکلکشا

اے بادشاہِ لافتیٰ، اے تاجدارِ ھل اتیٰ
مولا علیؑ مرتضیٰ، حیدر وصیِ مصطفیٰ

دے کر شرابِ معرفت متوالا کر دیجئے مجھے
آلِ عبا کا واسطہ، صدقہ رسول اللہ کا

آوارہ و گمراہ ہوں، ناکارہ ہوں بیکار ہوں
گو آپ کے لائق نہیں، مشہور ہوں پر آپ کا

نابینا، بینا ہوگیا، بینا کو سوجھی دور کی
آنکھوں میں جس کے پڑ گئی اڑ کر تمہاری خاکِ پا

بیدمؔ تمہارا مبتلا، ہے سخت میں پھنسا
مولا علی مولا علی مشکلکشا، مشکلکشا

(حضرت بیدم وارثی)

☆......☆......☆

اِن کُوفیوں نے کیسا ستایا حسین کو

اِن کُوفیوں نے کیسا ستایا حسین کو
دھوکے سے ظالموں نے بلایا حسین کو

فاقے کیئے تھے، زہرہ نے،اُمت کے واسطے
امت نے ان کی، کیسا ستایا حسین کو

آیا خیال ساقیِ کوثر کا کچھ ذرا
پانی ہی تین روز نہ پلایا حسین کو

سب جانتے تھے فاطمہ کا ہے یہ لاڈلا
سینے پہ مصطفیٰ نے سلایا حسین کو

پیاسے شہید ہوگئے امت کے واسطے
پانی کا ایک گھونٹ نہ پلایا حسین کو

اِک وقت وہ بھی آئے گا ارتضیٰ یہ دیکھنا
سارے کہیں گے اپنا ہمارے حسین کو

(سید ارتضیٰ علی کرمانی)

☆......☆......☆

غم حسین کو سینے میں بسا رکھا ہے

غمِ حسینؑ کو سینے میں بسا رکھا ہے
یعنی اِک درد کی دنیا کو چھپا رکھا ہے
چلے مدینہ سے، سب کو حیران و ششدر چھوڑ کر
مگر نانا کے دین کو، سینے سے لگا رکھا ہے
سب کر رہے حج ، مگر عمرہ ہی کر لیا
شہادت کی جگہ پہنچنے کا کیا اہتمام کر رکھا ہے
اثنائے راہ میں مسلم کا جب ملا مکتوب
کہا حسین نے ، اب زندگی میں کیا رکھا ہے
میرے رفیقو! جہاں چاہو چلے جاؤ ابھی
نہ شرماؤ کہیں ، چراغوں کو بجھا رکھا ہے
میدانِ کربلا میں ، ہمیں ہوں گے اب شہید
اعداء نے اپنا لشکر، ہم پر لگا رکھا ہے
شمر نے دیکھا جو لشکر کو بھاگتے ، بولا
تمہیں حسین نے ، دیوانہ بنا رکھا ہے

کوئی نہ بڑھتا تھا، قتل حسین کو لیکن
بولا شمر کہ ٹھہرو یہ خنجر میں نے تھام اُٹھا ہے
دمِ آخریں، حسین ابنِ علی نے یہ کہا
نانا کے دین کو ، میں نے سنبھال رکھا ہے
نیزے کی نوک پر حسین ابن علی نے یہ کہا
قرآن پڑھتے ہیں یوں ، جسم میں کیا رکھا ہے
حسین ابن علی ، محشر میں ہمیں بھی بخشوانا
ورنہ ارتضٰی بے چارے کے اعمال میں کیا رکھا ہے

(سید ارتضٰی علی کرمانی)

☆......☆......☆

یاں ہو رہا ہے، ذکرِ مبارک حسین کا

یاں ہو رہا ہے، ذکر مبارک حسین کا
کربل کی ریت پر ہے، خون ٹپکا حسین کا

روتی بلکتی رہ گئی صغریٰ، مدینہ میں
تھاما کبھی، پکڑا کبھی جامہ حسین کا

رنگ آسماں کا سرخ، جو دیکھا، صغریٰ نے یہ کہا
وائے محمدا، گر گیا لاشہ حسین کا

ساجد کو پابجولاں جو دیکھا، زینب نے یہ کہا
پوتا ہے علی کا، ہے یہ بیٹا حسین کا

سب اشقیاء تھے دور کھڑے امامِ حسین سے
شمرِ لعین بن رہا تھا قاتل حسین کا

خیموں کو آگ لگ گئی، نہ آسماں پھٹا
گھر لٹ رہا تھا کربل میں، امام حسین کا

قیدی بنا کے لے گئے سکینہ بیمار کو
چہرہ نہیں دکھایا بابا حسین کا

دربار تھا یزید کا، زینب نہیں ڈری
ملعون، کیوں ہے دیکھتا، چہرہ حسین کا
اے فاسقو! تم جشن مناتے ہو کس طرح
پڑھتے ہو جس کا کلمہ، ہے وہ نانا حسین کا
زینب سرِ برہنہ، بولیں یزید سے
تاحشر ہوگا چرچا، ہمارے حسین کا
پورے دمشق میں صف ماتم تھی بچھ چکی
گھر گھر میں ہو رہا تھا نوحہ حسین کا
خبر مدینہ میں قتل حسین کی، جوگئی
ہر ایک بشر تھا، نوحہ خواں حسین کا
کس کی ہے مجال، کہ کرے مدح بابا حسین کی
یہ عاصی، ارتضٰی، تو ہے بس اک ریزہ خواں حسین کا
(سید ارتضٰی علی کرمانی)

☆......☆......☆

میرے حسین تجھے سب سلام کرتے ہیں

میرے حسین تجھے سلام کرتے ہیں
کئی خاموشی سے کئی لبِ بام کرتے ہیں

نیاز بانٹ کر، ختم دلا کر، آنسو بہا بہا کر
وہی خوش نصیب ہیں، جو تیرا ذکر عام کرتے ہیں

کہیں ہیں مجلسیں، کہیں نوحے، کہیں ماتم
کیسے سعید ہیں، جو تیرا ذکر مدام کرتے ہیں

یزید مر گیا، مگر سوچ اس کی باقی ہے
اسی کے چیلے، ظلم، صبح و شام کرتے ہیں

یزیدیت ہے وہاں، ظلم ہے جہاں یارو
امن کی چاہ میں، حسینی عمریں تمام کرتے ہیں

تھا مختصر سا قافلہ، امام حسین کا
لاکھوں کے لشکر ان کا کیوں قتل عام کرتے ہیں

فاسق کے ہاتھ پر نہ کروں بیعت میں کبھی
نانا کے ہر حکم کا، ہم احترام کرتے ہیں

اے فاسقو! کرنا ہے قتل، کر لینا
ہم اپنے سجدۂ آخر کو، امت کے نام کرتے ہیں
ہوا جو ظلم و ستم، کربلا میں، اے ارتضیٰ
اسی کی یاد میں، ہم اپنی صبح، اپنی شام کرتے ہیں
(سید ارتضیٰ علی کرمانی)

☆......☆......☆

غم خواروں کو سلام

یا حسین ابن علی تیرے غم خواروں کو سلام
تیرے غم میں، آبدیدہ، دل فگاروں کو سلام
والہانہ، پا برہنہ، جو تیرے غم میں پھریں
یا حسین ابن علی، ان تیرے پیاروں کو سلام
کربل کی ریت پر، جو ہوگئے تجھ پر قربان
ان شہیدوں، غازیوں اور جانثاروں کو سلام
خیموں کو لوٹ کر، بے آسرا کر دیا جنہیں
دخترانِ اہل بیت مصطفیٰ کی، ان پکاروں کو سلام
شام کے بازار میں، بن کر گئے قیدی جب سادات
یا الٰہی! سر برہنہ پا برہنہ ان قطاروں کو سلام
جو سروں سے نوچی گئیں، کربلا کی ریت پر
یا الٰہی پاک تر، ان پاکیزہ رداؤں کو سلام
پابجولاں جو گئے، یزید کے دربار میں
یا الٰہی! جانے والے ان پیاروں کو سلام

میرے پیارے راحیل شاہ اور ان کے سب پیارے کہیں
بھیج مولیٰ! حسین کے سب جانثاروں کو سلام

یا الٰہی! صدقۂ رسول و بتول و علی و حسنین
حسین کے سب نام لیوا، اور پیاروں کو سلام

یا الٰہی صدقۂ رسول و بتول و علی و حسنین
پنجتن کے سب نام لیوا اور پیاروں کو سلام

بخش دے یا رب صدقۂ حسین ابن بتول
پیش کرتا ہے ارتضیٰ تیرے پیاروں کو سلام

(سید ارتضیٰ علی کرمانی)

☆......☆......☆

رب جانے تے حسین جانے

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

شاہ است حسین، بادشاہ است حسین
دین است حسین، دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد، دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

حاضرین گرامی قدر ذرا دھیان سے سنئے گا، عشق و محبت سے سنئے گا

مفتیانِ دین سے کہتی تھی یہ کربلا
بدعت ان کا ذکر؟ جو جینا سکھا گیا
تم سے تو ایک بابری مسجد نہ بچ سکی
میرا حسین ساری شریعت بچا گیا

سامعین: ہم یہ برملا کہتے ہیں کہ:

بات کس قدر حسین، جو کہہ گئے معین الدین
دین کی پناہ حسین ہے، میرا بادشاہ حسین ہے

سامعین! ہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ:

لا الہ تو پڑھ لیا، اب لے مزہ تاثیر کا
لا الہ کی تہہ کے نیچے، خون ہے شبیر کا
لا الہ کے پڑھنے والو لا الہ سے پوچھو لو
لا الہ تو بچ گیا، گھر لٹ گیا شبیر کا

اسی لئے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ:

رب جانے تے حسین جانے

جی ہاں آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں نبیؐ کا خیال آ جائے تو نماز ہی نہیں رہتی۔ تو پھر سنئے کہ چودہ سو سال پہلے جب امام عالی مقام حسین پاک رضی اللہ عنہ ہمارے کریم آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے نہیں تھے بلکہ اس وقت نماز پڑھا رہے تھے نماز پڑھ نہیں رہے تھے۔ یعنی آپ اکیلے نماز نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوری جم[illegible]ت تھی۔

تو ذرا سوچیئے تو سہی کہ اس وقت نبی کریم رؤف الرحیم صلی ا[illegible] آلہ وسلم کے خیالِ اقدس میں کون تھا کہ آقا کریم صلی اللہ [illegible] سلم کی نماز بھی ادا ہوگئی اور تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم [illegible]معین کی نماز بھی ادا ہوگئی۔

ارے ہاں! سُنی کتنا خوش نصیب ہے کہ اگر نماز میں [illegible] سینؓ کے نانا کا آ جائے تو نمازِ سنی کی بھی ہو جاتی ہے۔

تو پھر سنئے کہ حسین پاکؓ اپنی مرضی سے اترے۔ [illegible]ضرت جبرئیلؑ آئے عرض کیا آقا رب کہتا ہے کہ جب تک حسینؓ آپ کی پشت پر سوار ہے

اور خود ہی نہ اترے تو آپ نے اپنا سرِ اقدس سجدے سے اُٹھانا نہیں ہے۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 72 مرتبہ جی ہاں 72 مرتبہ تسبیح سبحان ربی اعلیٰ پڑھی۔ حسین پاک اپنی مرضی سے اترے۔

آپ کی خدمتِ عالیہ میں شعر پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ شاعر کہتا ہے کہ:

کے مقدس کا زین بیٹھا ہے، میری بتول کے جیون کا چین بیٹھا ہے
میرے محبوب سجدے کو ذرہ لمبا کردے، تیری پشت پہ میرا حسین بیٹھا ہے

یہاں سے چل کر میرے حسین لجپال اپنی والدہ ماجدہ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا پیاری امی جان میرے لیئے نانا کی عبادت رُک گئی۔ میں ان کی پشت پر سوار ہی رہا اور نانا سجدے میں پڑے رہے۔ پیاری امی جان کا چہرہ سُرخ ہوا۔ لجپال حسین پاکؓ نے امی حضور کا دامنِ اطہر پکڑا، چھوٹی سی عمر ہے۔

مگر اس چھوٹی سی عمر میں بھی حسین پاکؓ نے عرض کیا۔ پیاری امی جان! فکر نہ کرنا تیرا پتر وعدہ کرتا ہے کہ میرے لئے اگر میرے نانا جان نے ۷۲ مرتبہ تسبیح سر سجدے میں رکھ کر پڑھتے رہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان کربلا میں ۷۲ تن قربان کر کے یہ ثابت کر دوں گا کہ حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اس لیئے تو ہم کہتے ہیں کہ:

رب جانے تے حسین جانے

☆.....☆.....☆

عرض کرتی تھی

عرض کرتی تھی رو رو کے صغرا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
چھوڑے جاتے ہو یاں کس پہ تنہا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
ہیں مدینہ کی سنسان گلیاں، یاں برادر نہ خواہر نہ اماں
کون بے کس کو دے گا دلاسا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
تم سے کوئی سواری نہ لوں گی، کربلا تک میں پیدل چلوں گی
اب جُدائی نہیں ہے گوارا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
اپنے محمل کو ٹھہرایئے گا، آؤ گے کب یہ فرمایئے گا
بے تمہارے رہوں گی نہ زندہ، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
کون فریاد زاری سُنے گا، کون بیکس کو تسکین دے گا
مجھ کو لیتے جلوے چلو ساتھ بابا مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
راستے میں کراہوں تو کہنا، کچھ دوا تم سے چاہوں تو کہنا
اب نہیں ہوں میں بیمار حاشا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
گھر میں کس طرح تنہا رہوں گی، میں تو اصغر کو جانے نہ دوں گی
یا تو تم اس کو بھی چھوڑو یہیں یا مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا
کیا لکھوں غم کا اکبر فسانہ، ہوگیا تھا قافلہ روانہ
رہ گئی کہتی ہیہات صغرا، مجھ کو لیتے چلو ساتھ بابا

(اکبر وارثی)

عاشقِ صادِق

سیّدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حاضرین گرامی قدر! آج ہماری یہ خوش قسمتی ٹھہری کہ آج ہمارے درمیان عالمِ اسلام کے عظیم الشان مشائخ، علمائے ذی وقار اور عظیم المرتبہ دانشوران موجود ہیں۔ بعض تو ہماری اسٹیج کی زینت ہیں مگر بعض ایسے بھی ہیں کہ جوعوام الناس میں خود کو پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ احقر آپ تمام حضرات کی خدمتِ اقدس میں عاشق صادق یعنی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس بیان کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ یہ کلام تقریباً ایک سو برس پہلے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا آیئے ملاحظہ فرمایئے!

ایک مؤذن تھا نبی کا بلال
ہجر سے اس مہ کے گھٹا جونِ ہلال

دامِ محبت میں گرفتار تھا
شیفتۂ طرۂ طرّار تھا

تشنۂ سر چشمۂ دیدار تھا
نرگسِ بیمار کا بیمار تھا

خستہ ہوا بعد از وفات نبی
آہ کبھی کرتا تھا روتا تھا کبھی

کہتا تھا افسوس کدھر جاؤں میں
اس سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤں میں

حیف مدینہ میں رہے یہ بلال
آنکھ سے دیکھے نہ وہ حسن و جمال

مرگ سے بدتر ہے میری زندگی
جینے سے اب مجھ کو ہے شرمندگی

لطف نہیں پاتا ہوں جینے میں اب
میں نہیں رہنے کا مدینہ میں اب

شیفتۂ کاکلِ شب خام کو
زلف جو یاد آئی چلا شام کو

چھوٹ گیا دیس جو محبوب کا
شام کا ملک آنکھوں میں تاریک تھا

لوگ لگے پوچھنے تم کون ہو
آئے ہو اس دیس میں کس کام کو

کس لیئے آئے یہاں کیا کام ہے
رہتے ہو کس دیس میں کیا نام ہے

کس لیئے روتے ہو تم زار زار
کس کے لئے ہوئے ہو تم بے قرار

کیوں تمہیں بھایا ہے فقیری لباس
کس کے لئے رہتے ہو ہر دم اداس

اس دل شیدا میں ہے کس کا روگ
کون ہے وہ کس پہ لیا ہے یہ جوگ

سن کے یہ تقریر دیا یوں جواب
عارضہ تو عشق ہے خانہ خراب

کیا کہوں پھر تم سے کہ میں کون ہوں
تازہ ہے دل پر مرے داغ جنوں

کام نہ دیکھو مرا ناکام ہوں
نام نہ پوچھو مرا گم نام ہوں

دیس ہمارا بھی کبھی آباد تھا
یہ دل ناشاد بھی کبھی شاد تھا

فقر تو مقبول ہے دربار کا
خاص ہے تمغہ مری سرکار کا

اوڑھتا کمبل تھا مرا بادشاہ
جس کو نہ تھی دولتِ دینا کی چاہ

کیسا شہنشاہ وہ عالی خصال
جیتے تھے ہم دیکھ کر جس کا جمال

قافلہٗ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

نام زباں پر مرے آتا نہیں
دل میں مرے شوق سماتا نہیں

کہتا ہے مسجد میں کوئی جو اذان
نام کے سنتے ہی نکلتی ہے جان

عاشق ماتم زدہ سے جب پتا
شام کے لوگوں کو اذان کا چلا

بولے یہ سب جان گئے ہم تمہیں
کچھ کہو پہچان گئے ہم تمہیں

نام ہے شاید کہ تمہارا بلال
ہجر پیمبر ہے لہو آشفتہ حال

کیوں نہیں کہتے کہ سدھارے رسول
جس کے سبب سے ہو تم اتنے ملول

کیوں نہیں کہتے رہو کہ رشکِ چمن
یعنی مدینہ ہے تمہارا وطن

کہنے لگا خیر جو کچھ ہوں سو ہوں
تھوڑی جگہ دو تو یہاں پڑ رہوں

بولے وہ سب لوگ کہ مثلِ نظر
آپ کا آنکھوں میں ہماری ہے گھر

رہیئے یہاں شوق سے آرام سے
ہم کو خبر دیجئے ہر کام سے

بولا کہ ناکام کا ہے کام کیا
دل جو ہو بیمار تو آرام کیا

کھانے پینے کی نہ تھی کچھ خبر
رونے ہی سے بس کام تھا آٹھوں پہر*

خاک پہ بسمل سا تڑپنے لگا
ضعف سے ناگاہ جو غش آگیا

آگ سی بھڑکی دلِ بیتاب میں
دولتِ دیدار ملی اس کو خواب میں

حُسن خدا داد نظر آیا اُسے
چاند سا مکھڑا نظر آیا اُسے

شام کو رونق ہوئی اس نُور سے
حق کی تجلی تھی عیاں طُور سے

دوش پہ وہ کاکلِ شب خام تھی
دل کے پھنسانے کے لئے جو دام تھی

دوش پر بکھرے ہوئے جو بال تھے
ابروئے باریک جو خم دار تھے

قد نہ تھا سرتا بقدم نور تھا
شمع سے سایہ بھی گریزاں ہوا

پاؤں پہ رکھ کے سرِ عجز و نیاز
عرض لگا کرنے کہ اے بندہ نواز

جب سے مدینہ سے سدھارے حضور
جینے سے بیزار ہوں میں ناصبور

آپ مجھے بھول گئے اس قدر
بندۂ مسکیں کی نہ لی کچھ خبر

رحم سے ارشاد ہوا اے بلال
ہوش میں آ تیرا کدھر ہے خیال

وصل میرا گر تجھے مقصود تھا
میں تو تیرے پاس ہی موجود تھا

پھر یہ ستم تُو نے کیا کس لئے
میرا وطن چھوڑ دیا کس لیئے

خاک سے اُٹھ قصد مدینہ کا کر
عمرِ دوروزہ یہ وہاں کر بسر

چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت
شہؑ کو نہ پایا نہ زمرد کا تخت

تازہ مزا وصل کا یاد آ گیا
جوۂ تاریک میں وہ گھبرا گیا

پھر وہی وحشت تھی وہ اضطراب
پھر دل وحشی سے کیا یوں خطاب

یہاں بھی جنوں کا نہیں جاتا خلل
چل دل دیوانہ اب مدینہ کو چل

روضۂ محبوب کی وہ ٹھنڈی ہوا
تن سے لگی غنچۂ دل وا ہوا

جب دل شیدا کو ہوا اضطراب
مرقدِ انوار سے کیا یوں خطاب

اے مدنی برقع و مکی نقاب
سایہ نشین چند بودِ آفتاب

دل نے کہا کہ مجھ کو جانا ہے ضرور
بنتِ رسولِ عربی کے حضور

باپ کی بُو باس اُسی گُل میں ہے
جزو میں بھی ہے وہ گُل میں ہے

شمع حریم نبوی ہے بتول
آئینہ مصطفوی ہے بتول

سیدۂ پاک کے گھر پر گیا
چوم کے چوکھٹ کو یہ کہنے لگا

نورِ نبی لیجئے میرا سلام
ڈیوڑھی پہ حاضر ہے تمہارا غلام

گھر سے صدا آئی کہ وہ ہیں کہاں
وہ بھی سدھاریں سُوئے باغِ جناں

جب سُنی اس غمزدہ نے یہ خبر
بس سرِ شوریدہ تھا اور سنگ در

نعرہ لگا کرنے جو وہ خستہ تن
گھر سے نکلو اے حسین و حسن

دیکھ کر حسنین کو رونے لگا
رو رو کے لگا کہنے وا احسرتا

پیشِ پدر فاطمہ زہرا گئیں
چھوڑ کر ان بچوں کو تنہا گئیں

پہنچے ملاقات کو سب خاص و عام
خلق کا گرد اُس کے ہوا اک اژدھام

کرتا تھا اصرار یہ پیر و جواں
آج سنا دیجئے ہم کو اذاں

کہتا تھا کس طرح کہوں میں اذاں
میری اذاں کا نہ رہا قدرداں

کسی کو سناؤں کہ پیمبر نہیں
دل نہیں قابو میں کہ دل بر نہیں

نام جو آتا تھا تو بتاتا تھا میں
ان کی طرف ہاتھ اُٹھاتا تھا میں

اتنے میں حسنین بھی بولے کہ ہاں
ہم بھی ہیں مشتاق سناؤ اذاں

حکم سے شہزادوں کے مجبور تھا
بام پہ مسجد کے وہ غمگین چڑھا

جس گھڑی اللہ اکبر کہا
کٹتا تھا لوگوں کا چھری سے گلا

پھر جو کہا اشہد اَن لا الہ
گم ہوا اللہ بھی مانند آہ

آیا زباں پر جو محمد کا نام
بس لیا ہاتھوں سے کلیجہ کو تھام

کہتے ہیں کہ کوٹھے سے گرا وہ بے خبر
جیسے جاں سے جاتا ہے کوئی بشر

چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں
شربتِ دیدار پلاتے ہیں یوں

حیف ہے ہم پھرتے ہیں شام و سحر
حرص کا کاسہ لئے یوں دربدر

رحمتِ عالم ہمیں بلوائیے
رحم ہمارے احوال پر فرمائیے

شربتِ دیدار پلا دیجئے
بہر خدا ہماری دوا کیجئے

ہم کو نہیں چاہیئے باغِ اِرم
سر ہو مرا اور وہ خاک قدم

حلیمہؓ دائی

ایک عاشق تھی حلیمہ دائی
جس نے گھر بیٹھے یہ دولت پائی

وہ کچھ اس رمز سے آگاہ نہ تھی
اس کی قسمت میں یہ دولت تھی لکھی

یعنی اُس شاہ کو لائی گھر میں
نور اللہ کو لائی گھر میں

نور سے کیوں نہ معمور ہو وہ گھر
جلوہ افروز ہو جہاں، پیغمبرؐ

کس طرح گھر نہ ہو نورانی
جس کی جبرائیل کرے دربانی

آستانہ ہوا وہ شام و سحر
سجدہ گاہِ ملک جن و بشر

در و دیوار سے آتی تھی صدا
کہ حلیمہ پہ ہُوا فضلِ خدا

شکر کرتی تھی خدا کا پیہم
کہ نہ تھے مستحق اِس فضل کے ہم

حق نے بخشی مجھے دولت عجیب
مجھ حلیمہ کے کہاں تھے یہ نصیب

دودھ اُس گُل کو پلاتی تھی وہ
گل سی پھول نہ سماتی تھی وہ

کبھی مکھڑے کی بلائیں لیتی
صدقے ہو ہو کے دعائیں دیتی

چومتی تھی کبھی پیشانی کو
کبھی اُس چہرۂ نورانی کو

کبھی نہلاتی تھی خوش ہو ہو کر
پانی پیتی تھی قدم دھو دھو کر

اردگرد پھرتی تھی کبھی سو سو بار
جیسے ہو شمع پہ پروانہ نثار

کبھی آنکھوں میں بٹھا لیتی
کبھی سینہ سے لگا لیتی

خواب سے کرتی تھی جس دم بیدار
آنکھوں سے تلوؤں کو ملتی ہربار

بخت عالم ہے تو اے دلبر جاگو
جاگنا بخت کا ہے بہتر جاگو

تا نہ لگ جائے کہیں اپنی نظر
آپ بھی دیکھ نہ سکتی جی بھر

قد وہ بوٹا سا تھا بس زیب نظر
جیسے تتلی کا ہو آنکھوں میں گھر

جان و مال اپنا فدا کرتی تھی
جی سے خدمت میں رہا کرتی تھی

ایک دن اس شہہ دین پرور نے
اوجِ وحدت کے مہ انور نے

اس سے پوچھا کہ بتا اے مادر
دن کو بھائی میرا جاتا ہے کدھر

بولی ماں کہنے پہ صدقے دائی
وہ تیرا دودھ شریک بھائی

بکریاں دن کو چراتا ہے وہ
شام کو گھر میں پھر آتا ہے وہ

دن کو تجھ سے جدا رہتا ہے
گھر کے کاموں میں پھنسا رہتا ہے

ماجرہ سارا جو یہ سن پایا
تب شہنشاہؐ نے یوں فرمایا

میں بس کل صبح سے اس کے ہمراہ
جاؤں گا جانبِ صحرا واللہ

بکریاں تیری چراؤں گا میں
روٹیاں مفت نہ کھاؤں گا میں

وہ دل افکار بلائیں لے کر
بولی اے لختِ جگر نورِ بصر

تیرے سب حکم بجا لاؤں گی
پر تجھے صحرا میں نہ جانے دوں گی

الغرض اُس نے کہا بہتیرا
ایک بھی عذر پذیر نہ ہوا

پس ہوا حکمِ خدا اے جبرئیل
عازمِ دشت ہے محبوب جلیل

گل سے ہر نخل منور ہو جائے
دشت خوشبو سے معطر ہو جائے

شاخِ ہر غنچہ و گل نور بنے
ہر شجر دشت کا شجر طور بنے

بکریاں سبزہ کی خواہش جو کریں
سنبلِ گلشن فردوس چریں

شاخِ طوبیٰ کی چھڑی بنواؤ
بکریاں ہانکنے کو لے جاؤ

خار سے پاک یہ جنگل ہو جائے
سبزہ اُس راہ کا مخمل ہو جائے

جس طرف وہ قد بے سایہ چلے
سایہ کو ابرِ گرانمایہ چلے

الغرض وہ شہ لولاک لما
رونق افروز بیاباں جو ہوا

ہر جڑی بوٹی تھی سرگرم سلام
ہر شجر سے تھا شجر کا یہ کلام

اپنی امت کا جو ہے چرواہا
دیکھو وہ آتا ہے کملی والا

ایک دن دائی حلیمہ تنہا
گھر میں بیٹھی تھی کہ لڑکا اس کا

ہانپتا کانپتا مضطر آیا
رو کر اُس خستہ سے یوں کہنے لگا

بیٹھی کیا کرتی ہے گھر میں آرام
چل محمد کا ہوا کام تمام

دو حریفوں نے کیا ان کو ہلاک
چھری سے سینہ کر ڈالا چاک

خاک پر ہم نے لٹاتے دیکھا
چھری کو سینہ پہ چلاتے دیکھا

سن کے یہ بات حلیمہ دائی
گر پڑی خاک پہ اور چلائی

ہائے جانی میرے پیارے افسوس.
چھوڑ کر مجھ کو سدھارے افسوس

میں تو کہتی تھی کہ جنگل کو نہ جا
لعل تو نے میرا کہا نہ مانا

اب کدھر ڈھونڈھنے جاؤں تجھ کو
اب کہاں دیکھنے پاؤں تجھ کو

پھر جو ہوش آیا کچھ اس بیکل کو
خاک سے اُٹھ کے چلی جنگل کو

اشک آنکھوں سے رواں تھے پیہم
آہ کے ساتھ اُٹھاتی تھی قدم

دم بدم کرتی تھی فریاد و بکا
اس طرح مانگتی جاتی تھی وہ رب سے دعا

یا الٰہی میرے دلبر کی خیر ہو
خیر ہو اس مہ انور کی خیر ہو

اس اندوہ و قلق میں ناگاہ
آ گیا سامنے وہ غیرت ماہ

ہنس کے فرمایا کہ مضطر مت ہو
میں سلامت ہوں تو اتنا مت رو

گرچہ سینے کو میرے چاک، کیا
کیا ہوا دل کو مرے چاک کیا

آبِ رحمت سے مرا دل دھویا
زنگ آئنہ سے بالکل کھویا

دل نور سے معمور ہوا
جس قدر لوث تھا سب دور ہوا

وہ جگر سوختہ سب بھول گئی
شادی سے گل کی طرح پھول گئی

گھر میں حیرت زدہ لائی لیکن
دل میں کچھ سوچ کر بولی اک دن

میرے جانی تیرے صدقہ جاؤں
چل تجھے گھر تیرے پہنچا آؤں

(شہید)

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ

عزیزانِ گرامی قدر، حضور سلطان الفقر یعنی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ پا فقیرا جھاتی ہو
نہ کر منت خواج خضر دی اندر تیں حیاتی ہو

یعنی اے انسان، اے سالک اے عقیدت مند یہ جو تیرا جسم ہے وہ محض ایک گوشت پوست کا جسم ہی نہیں ہے جیسا کہ اس جسم کے بارے میں سائنس کے کچھ اور اصول ہیں جبکہ روحانیات کچھ اور کہتی ہے۔ مگر صوفیائے کرام کے مطابق یہ جسم اگر کسی صالح کا ہے تو یہ گھر بلاشبہ ایسا گھر ہے کہ جس میں اللہ رب العزت خود موجود ہے۔ اس کی مثال آپ خانہ کعبہ سے بھی دے سکتے ہیں کہ جو بظاہر ایک کمرہ ہے جو کہ اندر سے بالکل خالی ہے مگر صاحب نظر کو اس خالی کمرے میں کیا کیا کچھ دکھائی دیتا ہے یہ تو وہی بتلا سکتا ہے۔

حضور سلطان الفقر سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"اے انسان! اے اللہ کے بندے تو اللہ
عزوجل کو کیوں ادھر اُدھر ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ

تو تیرے اندر ہی موجود ہے کیونکہ تیرا جسم ہی
اللہ کا گھر ہے۔ جیسے اللہ کا گھر خانہ کعبہ ہے۔
اب ذرا اپنے اندر جھانک کر تو دیکھو تجھے اللہ
عزوجل ضرور مل جائے گا۔"

عزیزانِ گرامی! پہلے مصرعہ کا یہی باکمال ترجمہ بھی ہے۔ اب مسئلہ تو یہ ہے کہ اپنے اندر دیکھنا یعنی جیسا کہ سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ "یا فقیرا جھاتی" یعنی اے فقیر ذرا اپنے اندر دیکھ۔ اس کو بزرگوں نے خود احتسابی کا نام بھی دیا ہے کہ اپنا احتساب یا اپنے اعمال کا تجربہ خود کیا جائے۔

یہ مرحلہ یقیناً کوئی عام مرحلہ نہیں ہے اس کے لئے بندے کو بڑے ہی کٹھن اور دشوار گزار مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جا کر بندہ اپنا احتساب خود کر سکتا ہے۔ اس میں تو کوئی کسی بھی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں ہے کہ جب بندہ اپنے اعمال کی فکر کرتا ہے تو پھر وہ اپنی بداعمالیوں کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ یعنی جب بھی اس سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہونا ہوتی ہے وہ فوراً رک جاتا ہے۔ پھر اس کا ہر کام ہر عمل ہر خواہش اور ہر ارادہ خوشنودی رضا کے الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ:

نہ کر منت خواج خضر دی، اندر تھیں حیاتی ہو

یعنی اے سالک اے دید یارے عقیدت مند سکندر کی طرح تو ہرگز حضرت خواجہ خضر کی منت مت کر کہ وہ تجھے آب حیات ہلا دے۔ تیرے لیے بہتر تو یہی ہے کہ تو اپنے دیکھ اور اپنے آپ کو قرب خداوندی

کا اہل ثابت کر پھر تجھے معلوم ہوگا کہ تیرا حضرت خضر کی منت کرنا بے سود ہے پھر کیونکہ اصل حیات تو تیرے اندر ہے۔

ایک بات تو طے شدہ ہے کہ جن کاملین کو قربِ خداوندی نصیب ہو جاتا ہے ان کا دل پھر دنیا تو تو اچاٹ ہو جاتا ہے اور وہ دنیا سے تقریباً کنارہ کش ہو کر رہ جاتے ہیں اور اکثر اوقات ان پر استغراقی کیفیت طاری رہتی ہے۔ بزرگوں کا کہنا یہ ہے کہ وہ دراصل جمالِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور یہی تو اصل حیات ہے۔

اس سے اگلے شعر میں حضور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

شوق دا دیوا بال انھیرے، لبھی دست کھڑاتی ہو
مرن تھیں آگے مر رہے جھاں، حق رمز پچھاتی ہو

آپ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر اے سالک زہندے غفلتوں کے اندھیروں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اب بھلا اس میں تمہیں حق تو نظر نہیں آئے گا۔ تمہارے لیئے تو مناسب یہی ہے کہ بہت ہی رزق و شوق کے ساتھ اپنے من کے اندھیرے کو نور الٰہی سے دور کرو تو تمہیں حق دکھائی دے گا مگر نہ تم یونہی اندھیرے میں ہی ہمیشہ سرگرداں رہو گے۔

اے سالک، اے دید بارے عقیدت مند جب تمہارے اندر کے اندھیرے تمہارے شوق سے دور ہو جائیں گے تو پھر تمہیں آبِ حیات کی ہیں بلکہ وصالِ حق کی تمنا پیدا ہو جائے گی۔ پھر تم آبِ حیات کے خیال سے دور نکل جاؤ گے اور حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس میں گم ہو

جاؤ گے۔

جب کوئی سالک اپنے اندر کی سیاہی کو یا اندھیرے کو دور کر دیتا ہے تو پھر اس کا جی زندہ رہنے کو کرتا ہی نہیں ہے پھر تو وہ وصالِ یار میں گم ہو جاتا ہے۔ اب وہ حق تعالیٰ اور اپنے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں رکھنا چاہتا اب وہ اگر جیتا بھی ہے تو بس حق تعالیٰ کے دیدار اور قرب کی تمنا لئے ہوئے جینا ہے۔ دوسرے مصرعہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جن کاملین نے حق کو پہچان لیا ان کی زندگی بس ایسے ہی ہوتی ہے ان کو تو ہر وقت وصالِ حق کی تمنا ہوتی ہے یعنی وہ لوگ زندہ رہنے سے زیادہ وصال یعنی موت کی تمنا کرتے ہیں۔

☆☆☆

شانِ حضرت داتا گنج بخشؒ

گنج بخش، فیضِ عالم، مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

چوتھی صدی ہجری کے آخری سالوں کی بات ہے کہ جب ہجویر میں ایک نومولود نے سادات کے ایک علمی اور ادبی گھرانہ میں آنکھ کھولی۔ یہ نومولود مشہور و معروف ولی کامل حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کا اصل نام علی بن عثمان ہے جبکہ آپ نے شہرت دوام داتا گنج بخش سے حاصل کی۔

حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے والدِ گرامی قدر حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ بہت عبادت گزار ہستی تھے۔ وہاں کے تمام لوگ ان کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ کا تعلق ساداتِ کرام سے تھا۔ آپ والد گرامی کی طرف سے حسنی سید اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی بہت عبادت گزار اور نیک خاتون تھیں۔ آپ کے والدینِ کریمین میں خاندانی شرافت، عالی ظرفی کی مکمل عکاسی ہوتی تھی۔

حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے والدین ہمہ وقت عشقِ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار رہتے اور کبھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہوتے۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کا نام علی تجویز کیا گیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ کا شجرہ نسب نویں پشت میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم سے جا ملتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی تعلیم و تربیت کا آغاز اس دور کے رواج کے مطابق گھر سے شروع کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے والدین خود علوم دینی و دنیاوی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ جیسا کہ اس دور کا رواج تھا کہ بچہ جب قدرے بڑا ہوتا تو اس کو کسی عالمِ دین کے پاس حصولِ علم کے لئے بھیج دیا جاتا جہاں پر وہ علم بھی حاصل کرتا اور اس کی تربیت بھی ہو جاتی۔ یہ صورتِ حال حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے ساتھ پیش نہیں آئی کیونکہ آپ کے والدین ہی بہت بلند ہستیاں تھیں جن سے لوگ اکتساب علم کیا کرتے تھے۔ عورتیں آپ کی والدہ ماجدہ سے اور مرد حضرات آپ کے والدِ ماجد سے اکتساب علم کرتے تھے۔ پھر بھلا آپ کو کسی اور جگہ جانے کی ضرورت کیونکر پیش آ سکتی تھی۔

ابتدائی تعلیم حاصل کر کے آپ کو حصولِ علم و فضل کے لئے دور دراز کے شہروں اور دیہاتوں کا سفر بھی کرنا پڑا۔ افسوس کہ کتبِ تاریخ میں ہمیں یہ نہیں معلوم ہو پاتا ہے کہ آپ کس سن ہجری میں گئے۔

مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ملک شام، عراق، بغداد، ایران، آذربائیجان، خراسان و بخارا میں اس سلسلہ میں سیاحت کی اور کم و بیش تین سو علمائے کرام اور مشائخِ عظام سے فیوض و برکات حاصل کیں۔

حصولِ علم و فضل کے سلسلہ میں جب آپ مختلف شہروں کی سیاحت فرما رہے تھے تو آپ کی ملاقات اس دور کے رفیع الشان بزرگوں سے بھی ہوئی اور ان کا ذکرِ خیر آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' میں بھی فرمایا ہے۔

اگرچہ آپ نے سینکڑوں بزرگوں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا مگر آپ نے جو تجربات اور مشاہدات اس دوران حاصل کیئے تھے ان سے یہ بات آپ پر ضرور عیاں ہوگئی کہ راہِ سلوک پر گامزن ہونے کے لئے کسی ولیِ کامل کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونا ضروری امر ہے۔ آپ کی تلاش تو روزِ اوّل سے ہی جاری تھی چنانچہ ایک روز آپ جب حضرت ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کو محسوس ہوا کہ گویا آپ منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔

حضرت ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بہت ہی بلند رتبہ شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر تھے اور آپ بہت ہی رفیع الشان معلم بھی تھے۔ جب آپ مرشدِ کامل کے حضور حاضر ہوئے تو مرشد کامل نے ارشاد فرمایا۔ ''آؤ علی! ہم تو بڑے دنوں سے آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔'' آپ نے بیعت کے لئے عرض کیا تو مرشدِ کامل نے بیعت سے سرفراز فرمایا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شادی کی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کی زوجۂ محترمہ کا وصال ہوگیا اور ان کی کوئی اولاد نہ تھی جبکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کے دو صاحبزادگان بھی تھے اور آپ نے اپنی زوجۂ محترمہ کو تمام جائداد وغیرہ دے کر چھوڑ دیا تھا اور سلوک کے راستے

پر گامزن ہو گئے۔ پھر آپ نے کوئی نکاح نہ کیا۔

آپ کے مرشدِ کامل کا وصال جب ہوا تو ان کا سر آپ کے زانو پر تھا۔ آپ کو مرشد کامل نے دورانِ علالت یہ فرمایا تھا کہ آپ ملک ہندوستان چلے جائیں اور وہاں پر موجود لوگوں کو فیوض و برکات سے نوازیں۔ چنانچہ آپ اپنے احباب حضرت شیخ احمد سرخسیؒ اور حضرت شیخ ابوسعید ہجویریؒ کو ساتھ لے کر ملک ہندوستان کی طرف گامزن ہوئے۔

اب یہاں سے ایک اور بحث جاری ہوتی ہے کہ آپ کی آمد سے قبل لاہور شہر میں آپ ہی کے ایک پیر بھائی یعنی حضرت میراں حسین زنجانی علیہ الرحمۃ پہلے ہی سے موجود تھے۔ اس سلسلہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ لاہور شہر کی طرف آئے تو لاہور کے ایک دروازہ سے حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ نکل رہا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ ساتھ تھے۔

لاہور کی تاریخ کے حوالہ سے یہ بات ثابت ہے کہ یہاں سب سے پہلی مسجد حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے بنوائی تھی۔ اگر حضرت میراں حسین زنجانی علیہ الرحمۃ پہلے سے یہاں موجود ہوتے اور ان کے ہزاروں مریدین بھی ہوتے تو لازمی بات ہے کہ پہلی مسجد انہی کی بنوائی ہوئی ہوتی۔ دوسری بات شہر کے حوالہ سے اور قلعہ وغیرہ کے حوالہ سے تذکرہ نگاروں اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کا یہ خیال ہے کہ جہاں آج پرانا لاہور واقع ہے وہاں ہزار برس پہلے دریا بہتا تھا۔

اس کی مثال یوں دی جاتی ہے کہ حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ بھی

دریا کے کنارے قیام پذیر ہوئے تھے اور اسی طرح حضرت میراں حسین زنجانی علیہ الرحمۃ بھی دریا کے کنارے قیام پذیر ہوئے تھے۔ اب اگر دونوں بزرگوں کے آستانوں کو ایک لیکر بنا کر دیکھا جائے تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جہاں آج قلعہ اور شہر واقع ہیں یہاں ہزار سال پہلے یقیناً دریا تھا۔ اگر آپ صرف تین ساڑھے تین سو سال پہلے دیکھیں تو قلعہ کے بالکل ساتھ دریا بہتا تھا تو کیا ہزار برس پہلے بھی دریا ہی ہوگا لیکن بلکہ دریا کے کنارے تو حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا آستاں ہے۔

اس سلسلہ میں ہمیں سفینۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر ۱۴۶ پر یہ تحریر حاصل ہوتی ہے کہ ''حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بخارا میں' حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہمدان میں' حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ سے تبریز میں اور حضرت شیخ میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ سے بلخ سے واپسی پر لاہور میں ملاقات فرمائی۔ (واللہ عالم بالصواب)

شہر لاہور میں آپ کی تشریف آوری گویا اسلام کی اس خطہ میں ابتدا تھی۔ یہاں پر موجود بڑے بڑے جادوگروں نے آپ کے آگے سرتسلیم خم کر کے خود کو مشرف بہ اسلام کر لیا۔ اور دینی ودنیاوی سعادتوں کے حقدار بن گئے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ انہی جادوگروں کی اولادوں نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا یعنی آپ کے پردہ فرمانے کے بعد دین متین کی ترویج وتبلیغ انہی نومسلموں نے کی۔ لاہور شہر میں سب سے پہلی مسجد حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے ہی تعمیر کروائی تھی۔

حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا آستان بلا شک وشبہ بے چاروں کی چارہ گاہ، بے آسروں کا آسرہ ہے۔ یہاں سے خواص وعوام اپنے اپنے قد کے مطابق فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ یہاں سے فیض حاصل کرنے والوں میں اگر مجھ جیسے کم علم وکم فہم شامل ہیں تو یہاں سے فیض حاصل کرنے والوں میں حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور شیخ الکبیر حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ جیسی رفیع الشان شخصیات بھی شامل ہیں۔

☆......☆......☆

دربار داتا گنج بخش

گو نہیں ہوں لائقِ دربار داتا گنج بخش
ہوں مگر میں عاشق بیمار، داتا گنج بخش

چاروں کونوں سے چلے آتے ہیں سائل بے حساب
اس قدر پُر فیض ہے سرکار، داتا گنج بخش

منتظر مدت سے ہیں آنکھیں ہماری اے خدا
اب دکھادے جلوۂ انوار، داتا گنج بخش

باوضو بیٹھو مراقب میں اگر اے عاشقو
پاؤ گے لا ریب پھر دیدار، داتا گنج بخش

یا الٰہی ہے جی میں، بعد از فنا
ہو مزار اپنا پس دیوار، داتا گنج بخش

کیوں نہ خوش ہوں نعت خواں از بس مثال عندلیب
سر بسر ہے پُر فضاد گلزارِ داتا گنج بخش

ہے یہ توصیف گلِ رخسار و زلفِ عنبریں
ہیں مہکتے اس لئے اشعار، داتا گنج بخش

نقشۂ جنت سراسر دیکھ لو لاہور میں
قابل دیدار ہے دربار داتا گنج بخش
مغفرت ہو جائے تیری سب اگر کر دیں دعا
جتنے ہیں قمقام یہ زوار داتا گنج بخش
(حضرت سید قمقام علی مبشری)

☆......☆......☆

غوثِ اعظمؒ

مشکل میں میری کیجئے امداد غوثِ اعظمؒ
سن لے علی کا صدقہ فریاد.......... غوثِ اعظم

لایا ہوں غم سے در پر فریاد غوثِ اعظم
ہو کچھ تو میرے حق میں ارشاد...... غوثِ اعظم

نخلِ مُراد میرا، سر سبز ہو خدارا
تم سے چمن چمن ہے بغداد .... غوثِ اعظم

نُور نظر نبی کے، لختِ جگر علی کے
حسنینِ باصفا کی اولاد.......... غوثِ اعظم

سن کر مری گذارش کیجئے میری سفارش
عرضی پہ میری حق سے ہو صاد.......... غوث اعظم

پیران پیر ہو تم، اب دستگیر ہو تم
در در پھروں میں کب تک برباد...... غوثِ اعظم

مولا علی کا صدقہ امداد جلد کیجئے
کب تک اُٹھاؤں غم کی افتاد.......... غوثِ اعظم

تیرا غلام ہو کر غیروں کی کھائے ٹھوکر
انصاف کر کے دل میں ہو داد...... غوث اعظم

اکبر اسیرِ حرماں ہے در پہ تیرے نالاں
کر دو جہاں کے غم سے آزاد .... غوثِ اعظم

(حضرت اکبر شاہ وارثیؒ)

☆......☆......☆

اے مُرشدِ طریقت

اے مُرشدِ طریقت، خوشرنگ رنگ، رنگ دے
ڈھل جائے نقشِ کثرت خوش رنگ ، رنگ دے
دل میں سرور آئے آنکھوں میں نور آئے
ہو شوخ جس کی رنگت، خوشرنگ رنگ، رنگ دے
یا تو شراب دے دے یا تو جواب دے دے
یا ساقئ طریقت خوشرنگ رنگ، رنگ دے
واعظ کا ہے بہانہ، حوروں سے دل لگانا
مانگے ہے کون جنت، خوشرنگ رنگ، رنگ دے
برسوں خمار آئے جس کا نشہ نہ جائے
دے ایسا جام شربت، خوشرنگ رنگ، رنگ دے
رنگین رنگ والے، جو رنگ ہوں نرالے
خوش خام، خوبصورت خوشرنگ رنگ، رنگ دے
اے ہادئ طریقت اکبؔر پر ہو عنایت
ہو جائے غرقِ وحدت، خوشرنگ رنگ، رنگ دے

(حضرت اکبر شاہ وارثیؒ)

قصیدہ درشانِ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب

حاضرینِ محترم! اولیائے کرام کی بلاشبہ بہت ہی بلند شان ہوتی ہے۔ آج جو ہم اسلام میں داخل ہیں تو صرف انہی بابرکت و مقدس ہستیوں کی ہی بدولت ہیں وگرنہ چند سو برس پہلے ہمارا یہ خطہ بھی کفر گڑھ تھا اور یہاں پر مندروں کی گھنٹیوں اور ناقوسوں کی آوازیں صبح وشام سنائی دیتی تھی۔

ہم نے جب آنکھ کھولی تو ہر چہار جانب اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیں تو بے شک وشبہ یہ اولیائے کرام علیہ الرحمۃ کا ہی شاندار کارنامہ ہے۔ انہی پاکباز و باکمال ہستیوں میں سے ایک ہستی کا قصیدہ پیش کرنے جا رہا ہوں۔ آپ لکھنو بھارت کے ایک گمنام قصبہ دیوئی میں پیدا ہوئے مگر یہ گمنام قصبہ آپ کے دم قدم کے صدقہ سے پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہو کر دیوہ شریف بن گیا یعنی حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب۔ یہ قصیدہ حضرت اکبر شاہ وارثی صاحب نے لکھا تھا اور یہ عاجز آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت کرتا ہے۔

والیِ کون و مکاں ہیں، وارثِ عالی جناب
سجدہ گاہِ قدسیاں ہیں، وارثِ عالی جناب

رہنمائے سالکاں ہیں، وارثِ عالی جناب
واقفِ سرِّ نہاں ہیں، وارثِ عالی جناب

فخرِ بزم عارفاں ہیں، وارثِ عالی جناب
سرورِ ہر دو جہاں ہیں، وارث عالی جناب

آستاں بوسی کو حاضر کیوں نہ ہو روح الامین
آل فخرِ مرسلاں ہیں، وارثِ عالی جناب

انتظامِ خلق مردانِ خدا کو ہے سپرد
ان پہ لیکن حکمراں ہیں، وارثِ عالی جناب

فرش سے تا عرش روشن ذرہ ذرہ کیوں نہ ہو
آفتاب دو جہاں ہیں، وارثِ عالی جناب

ہے یہ اللہ آپ کی میراث جدی اس لیے
دستگیر دو جہاں ہیں، وارثِ عالی جناب

شبلیِ دوراں، جنیدِ وقت، معروف جہاں
قطب دیں، غوثِ زماں ہیں، وارثِ عالی جناب

خوب ہے ان کا مقدر، ان کی قسمت، کا بخت
جن پہ ہوتے مہرباں ہیں، وارثِ عالی جناب

تشنگانِ جامِ وحدت، آؤ بھر لو خُم کے خُم
چشمۂ فیضِ رواں ہیں، وارثِ عالی جناب

شہر میں صحرا میں گلشن میں حرم میں دہر میں
ہر جگہ دیکھو عیاں ہیں، وارثِ عالی جناب

خود ہی کعبہ خود ہی قبلہ خود نمازی خود نماز
خود مؤذن خود اذاں ہیں، وارثِ عالی جناب

جس نے دیوانہ بنایا ، جس نے بے خود کر دیا
وہ میرے مٹھن میاں ہیں وارث عالی جناب
یہ قصیدہ پڑھ کے اکبر مانگ لو اپنی مراد
آج تم سے شاداں ہیں، وارثِ عالی جناب

☆......☆......☆

شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حاضرین گرامی قدر! مشائخِ عظام اور علمائے اہل سنت و دانشوران ذی وقار آپ اور ہم محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت تقریب میں صدقِ دل سے موجود ہیں۔ اس وقت یہ بندۂ عاجز آپ کی خدمتِ اقدس میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ ذکر ہم سب کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگا۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہ مبارک ہستی ہیں کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے تو اگرچہ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے سرِ تسلیم خم کیا مگر خراسان کی پہاڑیوں میں محوِ عبادات و ریاضات حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ یا شیخ نہ صرف گردنوں پر بلکہ میری سر آنکھوں پر۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب لاتعداد واقعاتِ کرامات نہ صرف یہ کہ کتابوں میں مذکور ہیں بلکہ زبان زدِ عام بھی ہیں۔ آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ تمام اہل اسلام آپ کی عزت و تکریم یکساں کرتے ہیں۔ آپ کو یقیناً اہل اسلام کے تمام مسالک میں غیر متنازعہ ہستی تسلیم کیا جاتا ہے۔ تمام

مسالک کے اکابرین آپ کے اقوال کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

تمام اولیائے کرام نے جو کہ آپ کے بعد تشریف لائے آپ کی مدح سرائی ضرور کی ہے۔ میں اس وقت حضرت سلطان باھو سرکار علیہ الرحمۃ کی ایک رباعی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ:

بغداد شہر دی کیا نشانی، اُچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پُرزے پُرزے، جیویں درزی دِیاں لیراں ھُو
انہاں لیراں دی گل کفنی پا کے، رلساں سنگ فقیراں ھُو
شہر بغداد دے ٹکڑے منگساں باھو، کرساں میراں، میراں ھُو

اللہ اللہ ایک ولی کامل عرصہ دراز کے بعد ایک ولی کامل کے لئے کس درجہ عقیدت و الفت اور شیفتگی کا اظہار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ وصف اور یہ کیفیت صرف اور صرف صاحب نظر اصحاب باصفا میں دکھائی دے سکتی ہے۔

اس رباعی کے پہلے مصرعہ میں آپ فرماتے ہیں کہ بغداد شہر کی پہلی نشانی تو یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے درخت میں مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُس میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس مدفن ہے۔

دوسرے مصرعہ میں آپ فرماتے ہیں کہ فراقِ شیخ میں میرا وجود گویا لا تعداد ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ آپ نے اس کی مزید وضاحت یوں کہ کہ میرا جسم گویا درزی کی دکان میں موجود کپڑوں کی کترون کی مانند ہو چکا ہے۔ آپ اگر کسی درزی کی دکان پر جائیں تو آپ وہاں پر چھوٹے چھوٹے کپڑے کے لاتعداد ٹکڑے دیکھیں گے جو کہ بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے

ہیں اور بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی کسی کام میں نہیں لائے جاسکتے۔ حضور سلطان العارفین نے اس مصرعہ میں اپنی عاجزی وانکساری کا کیا خوب اظہار کیا ہے۔

حاضرین محترم! اگلے مصرعہ میں آپ فرماتے ہیں کہ ان بے وقعت ٹکڑوں یعنی اپنے ہی جسم کے ٹکڑوں کو میں گویا بطورِ کفن پہن لوں اور اپنے شیخ کے شہر میں ایک فقیر کے روپ میں گشت کروں۔ یہی نہیں کہ محض فقیر بن جاؤں بلکہ اس مقدس شہر کے فقیروں میں شامل ہو کر میں بھی ان کا حصہ ہی بن جاؤں۔ پھر میری حیثیت ہی ختم ہو جائے اور لوگ مجھے اس شہر کا فقیر کہنے لگیں۔

حصولِ فیض وسعادت کوئی معمولی بات تو ہے نہیں کہ راہ چلتے ہی مل جائے۔ اس کے لئے اپنا آپ ختم کرنا پڑتا ہے اور اپنے آپ کو شیخ کے تصور میں کلیتاً گم کرنا پڑتا ہے۔ اسی کے بعد فیض کی تمنا کی جاسکتی ہے۔

اگلے اور آخری مصرعہ میں حضور سلطان العارفین قدس سرہ، عرض کرتے ہیں کہ اے کاش ایسا ہو کہ میں بغداد شہر میں بھیک مانگتا پھروں اور میراں میراں کے نعرے مارتا رہوں۔ یہ کسی بھی سالک کی اپنے شیخ کے ساتھ محبت اور الفت کی حد ہے کہ وہ ان خدمات واحساسات کا اظہار کرے اور پھر یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ ان احساسات کا اظہار کر کون رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے وقت کا ولی کامل ان جذبات واحساسات کا اظہار کر رہا ہے۔

بزرگوں کا ادب کرنے سے ہی دین و دنیا کی عزت حاصل ہوتی ہے۔ آج تو دیکھا یہی جا رہا ہے کہ ذرا کسی کو تھوڑی بہت عزت حاصل ہوئی اور وہ صاحب خود کو سب سے بلند مقام پر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور

چاہتے ہیں کہ سب لوگ تو ان کی عزت کریں اور وہ کسی کی نہ کریں۔ ارے بھائیو! بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ تم تو کسی کی عزت نہ کرو اور سب لوگ تمہارے آگے پیچھے پھرتے رہیں۔ عزت کرو گے تبھی تمہاری عزت کی جائے گی۔

یہ بات اس طرح بھی کہی جاسکتی ہے کہ آپ اگر اپنے بزرگوں کی عزت کرتے ہوں گے تو پھر یقیناً آپ کے چھوٹے آپ کی اقتداء آپ کی عزت ضرور کریں گے اور جب وہ دیکھیں گے کہ آپ کسی کی عزت نہیں کرتے تو پھر وہ بھی آپ کی عزت نہیں کریں گے۔ جو کہ یقیناً آپ کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔

☆......☆......☆

محی الدین جیلانی

نہیں کوئی تیرا ثانی، محی الدین جیلانی
کہ ہو محبوبِ سبحانی، محی الدین جیلانی

شبِ معراج میں حضرت گئے عرشِ اعلیٰ
ملے ہو آپ روحانی، محی الدین جیلانی

بنایا قطب تم نے چوروں کو ہے اک دم میں
تیری درگاہ ہے لاثانی، محی الدین جیلانی

مثالِ مہر و ماہ، روشن ہوئی ہے دونوں عالم میں
تمہاری شکل نورانی، محی الدین جیلانی

مسیحا کی طرح تم نے جِلائے سینکڑوں مُردے
بفضلِ پاکِ یزدانی، محی الدین جیلانی

شہنشاہی سے بہتر ہے، مجھے یہ دین و دنیا میں
ملے گر تیری دربانی، محی الدین جیلانی

مریدوں کو تمہارے، غم میں نہیں قبر و محشر میں
کہ ہو تم غوثِ صمدانی، محی الدین جیلانی

نہیں کچھ جھوٹ اس میں، ہے عیاں کہ یہ سارے عالم پر
کہ ہو تم قطبِ ربانی، محی الدین جیلانی
تمنا ہے کسی شب خواب میں قمقام کو آ کر
خُدارا شکل اپنی تم دکھلاؤ محی الدین جیلانی
(حضرت سید قمقام علی مبشری)

☆......☆......☆

یاغوث اعظم

میں ہوں آپ کا مبتلا غوث اعظم
دکھا دو وہ منہ چاند سا.......... غوث اعظم
مرا مرض ہے لا دوا غوثِ اعظم
تیرا در ہے دارالشفا.......... غوث اعظم
خدا و محمد علی فاطمہ سے
نہ پاتا ہوں تجھ کو جدا.......... غوث اعظم
نکل آئی ڈوبی ہوئی دم میں کشتی
زہے زورِ دستِ دعا.......... غوث اعظم
تمہاری عنایت سے، چشم کرم سے
ہزاروں ہوئے اولیاء، .... غوث اعظم
اُسی در کے امید رکھتے ہیں سارے
زمانے کے شاہ و گدا.......... غوثِ اعظم
میں لاؤں کہاں آپ سا دو جہاں میں
مددگار و مشکلشا.......... غوث اعظم

نہ دیکھا علی و محمد کو جس نے
وہ دیکھے رُخ پر ضیاء......... غوث اعظم
رہا جاں کنی کی مصیبت سے ہوا وہ
تیرا نام جس نے لیا .... غوث اعظم
فدا ہے فداء زلف و عارض پہ دل سے
یہ کیفیؔ غلام آپ ...... غوثِ اعظم

☆......☆......☆

یا غوثِ اعظم دستگیر

اے چارۂ بے چارگاں، یا غوث اعظم دستگیر
وائے دستگیر بیکساں، یا غوث اعظم دستگیر

حاجت روائے ماتوی مشکل کشائے ماتوی
از ہمیں خواہم اماں، یا غوثِ اعظم دستگیر

اے خواجۂ غم خوارِ ما، غم راز دل بردار ما
ما راز غم زدے رہاں، یا غوثِ اعظم دستگیر

اے بادشاہِ دوسرا، محبوبِ رب کبریا
للہ بما شو مہرباں ، یا غوث اعظم دستگیر

از درد ہجرت مضطرم، برحال زارم کن کرم
فرما رحم برختہ جاں، یا غوث اعظم دستگیر

ایں نفسِ امارہ مرا، کردہ ذلیل از حد شہا
للہ مارا دہ اماں یا غوث اعظم دستگیر

چوں بے سرو ساماں منم، گریاں منم، نالاں منم
امداد کن شانِ زماں ، یا غوث اعظم دستگیر

☆......☆......☆

خواجۂ قطب الدین بختیار کاکیؒ

اسرارِ خفی ہیں تم پہ جلی یا حضرت خواجہ قطب الدین
روشن ہیں رازِ مصطفوی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو خدمت میں موجود ہوا اک آن میں وہ مسعود ہوا
ہر فرد و بشر کو نعمت دی یا حضرت خواجہ قطب الدین

ہے دور بلا مقبولوں کی ہوتی ہیں سیری پھولوں کی
گلزار ہے تم سے مہرولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

تم نے بھر بھر پیمانے سے توحید کے لنگر خانے سے
دی گنج شکر کو شیرینی یا حضرت خواجہ قطب الدین

مادر کے شکم میں یاد کیئے پندرہ سپپارے قرآں کے
صورت پہ قرباں جن و پری حضرت خواجہ قطب الدین

یہ عجز کہ تربت خام رہے پاؤں مدفن میں سمیٹ لیئے
مرشد کی ایسی عظمت کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو مقصد لے کر آتے ہیں وہ سب اس در سے پاتے ہیں
بدمست، شرابی بھنڈاری حضرت خواجہ قطب الدین

کر دو مجھ کو بھی بختاور کچھ کاک رحمت سے دے کر
یا مختار کاکی اوشی یا حضرت خواجہ قطب الدین
اپنا متوالا کر دیجئے خالی کیا جاؤں بھر دیجئے
رحمت کے پھولوں سے جھولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

(اکبر وارثی)

☆......☆......☆

خواجہ غریب نواز

اے چشم نبی کے نُورِ نظر، سلطان الہند غریب نواز
تم سب ولیوں کے ہو افسر، سلطان الہند غریب نواز
کیا کیا انعام باری ہے اِک فیض کا دریا جاری ہے
لُٹتی ہے دیگیں بھر بھر کر سلطان الہند غریب نواز
کیوں دیر لگائی ہے خواجہ، آخر تو تیرا ہوں آ جا
بھر دے مینا دیدے ساغر، سلطان الہند غریب نواز
گردابِ بلا میں ہے کشتی، از بہر بزرگانِ چشتی
تم آ کے لگا دو ایک ٹھوکر سلطان الہند غریب نواز
سرتاج شہنشاہی ہو انوارِ ذات الٰہی ہو
فیضان تمہارا ہے گھر گھر تو سلطان الہند غریب نواز
بے کس ، بے بس، بیچارہ ہیں، عاجز ناقص ناکارہ ہیں
لو ہم سے بے خبروں کی خبر سلطان الہند غریب نواز
اے مہر حقیقت کے منظر، سلطان الہند غریب نواز
ذرے ہیں تیرے شمس وقمر سلطان الہند غریب نواز

فرماں بردار ہیں سب تیرے، ہیں دل پر نقش لقب تیرے
آقا، مولا، خواجہ، سرور، سلطان الہند غریب نواز
میں بھی مقصد اپنا پاؤں، روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
شیرینی، پنکھا، گل، چادر، سلطان الہند غریب نواز
مل جائے کچھ تو خدا کے کیلئے، پھیلائے ہاتھ دعا کے لئے
آیا ہوں در پہ گدا بن کر سلطان الہند غریب نواز
(حضرت اکبر شاہ وارثی)

☆......☆......☆

یا غریب نواز

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
سنو مری، مرے مشکلشا غریب نواز
تمہارے دامنِ عالی نے ہاتھ آتے ہی
بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز
معین دین و عطائے رسول والیٔ ہند
امیر و خواجۂ گلگوں قبا غریب نواز
کہاں سگ پھرے در در کی ٹھوکریں کھاتا
تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز
سُنی ہے آپ کی بندہ نوازیوں کی دھوم
کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز
تمہارا ہوں میں تمہیں سے ہے التجا میری
تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز
لحد میں روزِ قیامت میں، دین و دنیا میں
تمہارے نام کا ہے آسرا، غریب نواز
تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری
تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز
کچھ اپنے بیدم خستہ کو بھی عطا کیجئے
سخی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز

(حضرت بیدم وارثی)

خواجہ اجمیری کی چادر

یہ سیّد الاولیاء کی چادر ہے
ہند کے راہ نما کی پاک چادر ہے
رکھو سر پر لگاؤ آنکھوں سے
خواجۂ دوسرا کی پاک چادر ہے
کیوں نہ حوریں نثار ہوں اس پر
یہ میرے دلربا کی پاک چادر ہے
اس پہ ہے ظل خواجہ عثمان ہارونی
یہ حبیب کبریا کی پاک چادر ہے
جس نے چھاگل میں بھر لیا ساگر
اُسی بحر سخا کی پاک چادر ہے
صندل و عطر و گل مہکتے ہیں
مہر رنگیں ادا کی پاک چادر ہے
دھوم ہے رنگ ہے زمانے میں
گل کے مشکلکشا کی پاک چادر ہے
جو تجھے مانگنا ہو مانگ لے اکبرؔ
تیرے حاجت روا کی پاک چادر ہے
(اکبر وارثی)

رنگِ مُرشد

ہر گُل میں رنگِ مرشد، جلوہ دکھا رہا ہے
بُلبُل کا دم تڑپ کر آنکھوں میں آ رہا ہے
در پردۂ معانی کہتا ہے من رانی
انساں کی آئینہ میں صورت دکھا رہا ہے
دیکھو نکل کے در پہ بسمل تڑپ رہے ہیں
شعلہ تمہارے غم کا دل کو جلا رہا ہے
یہ لے چلے تمنا کبھی تم نے ہی نہ پوچھا
کہ تو کس کے غم میں بیٹھا آنسو بہا رہا ہے
یہ کہاں کا بانکپن ہے تیری انکھڑیوں کے قرباں
ترچھی نظر سے ہم پر برچھی چلا رہا ہے
کیا لطف زندگی کا یہ مزہ ہے عاشقی کا
ہم غم کو کھا رہے ہیں غم ہم کو کھا رہا ہے
آ آ کے اے طبیبو دیکھو نہ لاشِ اکبر
کیوں دیکھتے ہو نبضیں اب اس میں کیا رہا ہے

(اکبر وارثی)

خواجہ مسعود الدین گنج شکرؒ

فرد الحق فرد الافراد، تو ہے ولئی مادر زاد
تجھ پر فدا ہیں غوث اوتار جن و بشر تیرے متوالے

تازہ کی عرفاں کی کشت، تجھ سے چمن چمن ہے چشت
تو نے کھولا در بہشت جو نکلے وہ جنت پالے

قطب الدین کے دلدار، ہند الولی کا تم پر پیار
تم ہو ولیوں کے سردار مردہ طیر جلانے والے

ذاتِ خدا میں تو مقبول، صبا تیرے چمن کا پھول
تجھ پر عاشق نبی رسول حور و ملک ترے متوالے

اکبر تیرا مدحت سنج اس سے دوئی کا کھودے رنج
دے وحدت کے شکر کا گنج، گنج شکر بانٹنے والے

(اکبر وارثی)

☆......☆......☆

حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمدؒ

میرے وارث ہو تم مولا علاؤ الدین علی احمد
مجھے اب کیا کمی ہے یا علاؤالدین علی احمد

ترے قدموں میں ہے گنگا علاؤ الدین علی احمد
مگر دشوار ہے جمنا علاؤ الدین علی احمد

کراتی ہے وضو جو تیرے مہمانانِ چشتی ہیں
بہشتی ہوگئی گنگا علاؤ الدین علی احمد

پہاڑوں سے چلے ہردوار ، آئی آکے کلیر میں
تیری چوکھٹ کو آ چوما علاؤ الدین علی احمد

نہ ہو کیوں واصل ذاتِ خدا جب لاڈلا ٹھہرا
فرید الدین بابا کا علاؤ الدینؒ علی احمد

مضامینِ کتابِ معرفت کا ایک دفتر ہے
ترے گولر کا ہر پتا علاؤ الدین علی احمد

ادھر سے روز شوقِ دید میں سورج نکلتا ہے
جدھر ہے تیرا دروازہ علاؤ الدین علی احمد

رہے جاری قیامت تک، کبھی تم اپنے لنگر سے
اِدھر بھی پھینک دو ٹکڑا علاؤ الدین علی احمد

ہیں سونے کا کلس، یا دل ہیں نورانی فرشتوں کے
منور ہے قبا تیرا علاؤ الدین علی احمد

خدا کا قول ہے، میں صابروں کے ساتھ رہتا ہوں
مبارک صبر کا ثمرہ علاؤ الدین علی احمد

میرے والی، میرے وارث، میرے مخدوم صابرؒ ہیں
میرے کعبہ، میرے قبلہ علاؤ الدین علی احمد

☆......☆......☆

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی
ہے شایان تم پہ شانِ کجکلاہی
ہے تو ایسا امیر ملکِ عرفاں
کہ خسرو ہیں تیرے در کے سپاہی
تو وہ خورشیدِ وحدت ہے کہ تیری
تجلی گاہ ہے ماہ تابہ ماہی
تیرا وعدہ ہے تیرے سلسلے میں
وبا سے ہو نہیں سکتی تباہی
وضو کر لے جو تیری باوری میں
رہے باقی نہ داغِ رو سیاہی
حضوری میں وہاں تر دامنی کو
حیا میں ڈوب مر اے بیگناہی
وہ کی گنجِ شکر بابا نے پوری
کہ جو بات ان مرے یوسف نے چاہی

مرے مہر و تبرک کے بہانے
مجھے نعمت کے دے دے چاند شاہی
ہے چشتی، وارثی، فخری، نظامی
کرے پھر کیوں نہ اکبر بادشاہی

(اکبر وارثی)

☆......☆......☆

شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلویؒ

اے نُور چراغ لم یزل مخدوم نصیرالدین ولی
میرے وارث میرے والی مخدوم نصیر الدین ولی
حاصل ہے جمالِ دیں تم سے روشن ہے کمالِ دیں تم سے
اے جانِ نبی اے شان علی مخدوم نصیر الدین ولی
تُم نورِ جمالِ قطب الدین رنگ بُستان خواجہ فرید الدین
اے شاہِ نظام الدین ولی مخدوم نصیر الدین ولی
روضہ پہ نُور برستا ہے آوازہ چاند پہ کستا ہے
ہو کیوں نہ چراغاں میں دہلی مخدوم نصیر الدین ولی
ناسُوت میں دم کر کے ہر سُو چرتے پھرتے ہیں تیرے آہو
لاہوت کے بن کی ہریالی مخدوم نصیر الدین ولی
اس در پہ ہے جان کھونے کو دہلیز پہ قربان ہونے کو
دل کیوں نہ کہے دہلی دہلی مخدوم نصیر الدین ولی
مل جاؤ اکبر عاصی سے کالی ہے فرطِ معاصی سے
ہو وصل تو مل جائے وصلی مخدوم نصیر الدین ولی

کلام حضرت باہوؒ

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلّن پر آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو
ایہہ تن میرا چشماں ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھُو
لوں لوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں، اک کھولاں ایک کجّاں ھُو
ایتیناں دیکھیاں مینوں رج نہ آوے میں ہور کتے ول بھجّاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھُو
بغداد شہر دی کی اے نشانی، اچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پرزے پرزے، جیویں درزی دیاں لیراں ھُو
اُنہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ھُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منکساں ، کرساں میراں میراں ھُو
تسی پھری پر دل نہ پھریا ، کیہہ لیناں تسی پھیڑ کے ھُو
علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا، کیہہ لیناں علم نوں پڑھ کے ھُو

چلّے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا، کیہہ لینا چلیاں وڑ کے ھُو
جاگ بناں دودھ جمدے نہ باھو، بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ھُو
پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے، اس پیر نوں کیہہ پھڑنا ھُو
مُرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کیہہ کرنا ھُو
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کیہہ پھڑنا ھُو
جے سِر دِتیاں حق حاصل ہووے باھو اس موتوں کی ڈرنا ھُو
ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ھُو
لوں لوں دے وچہ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ھُو
ظاہر، باطن، عین عیانی، ھُو ھُو پیا سنیوے ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ھُو
ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ھُو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ھُو
جس منزل نوں عشق پچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں باھو ایمانوں دیوں دھروئی ھُو
اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں ناں گیا حجابوں پردا ھُو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں تے طالب ہویوں زر دا ھُو
سے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ھُو
باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باھو ایہہ چور اندر دا ھُو

اللہ صحی کیتوسے جداں چمکیاں عشق اگوہاں ھُو
راتیں دیہاں دیوے تاتکھیرے نت کرے اگوہاں سوہاں ھُو
اندر بھاہیں اندر بالن اندر سے وچ دھواں ھُو
باھو شوہ تداں لدھیو سے جداں کیتو سے سوہاں ھُو
ایہہ دنیا زن حیض پلیتی کیتی مل مل دھوون ھُو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ روون ھُو
جنہاں دے گھر وچ بوہتی دنیا اوکھے گھوکر سوون ھُو
جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باھو واہندی ندی نکل کھوون ھُو
الست بربکم سنیا دل میرے جند قالو بلا کو کیندی ھُو
حب وطن دی غالب ہک پل سون نہ دیندی ھُو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق دا راہ مریندی ھُو
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باھو توڑے کر کر زاریاں روندی ھُو
(ب) بسم اللہ اسم اللہ دا ایہ بھی گہناں بھارا ھُو
نال شفاعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چھٹسی عالم سارا ھُو
حدوں بے حد درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوں جیندا ایڈ پسارا ھُو
میں قربان تنہا توں باھو جنہاں ملیا نبی سوہارا صلی اللہ علیہ وسلم ھُو
جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ھُو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ھُو

کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ھُو
مرن تو اگے مر گئے باھُو تاں مطلب نوں پایا ھُو
چڑھ چناں تے کر رشنائی ذکر کریندے تارے ھُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاندے ونجارے ھُو
شالا مسافر کوئی نہ تھیوے ککھ جہنا توں بھارے ھُو
تاڑی مار اوڈا ناں باھُو اساں آپے اڈن ہارے ھُو
دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ھُو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ھُو
چوداں طبق دلے دے اندر تمبو وانگوں تانے ھُو
جودل دا محرم ہووے باھُو سو اوہی رب پچھانے ھُو
سن فریاد پیراں دیا پیرا عرض سنیں کن دھر کے ھُو
بیڑا اڑیا میرا وچ کپراندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھُو
شاہ جیلانی، محبوب سبحانی، میری خبر لیو جھٹ کر کے ھُو
پیر جہاندے میراں باھُو اوہی کندھی لگدے تر کے ھُو
میں کوجھی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اس نوں بھانواں ھُو
ویہڑے ساڈے وڑدا ناہیں پئی لکھ وسیلے پانواں ھُو
ناں میں سوہنی ناں دولت پلے کیوں کر یار مناواں ھُو
ایہہ دکھ ہمیشاں رہسی باھُو روندڑی ہی مرجانواں ھُو

ہسن دے کیتے رودن لیوئی، تیتوں دتا کس دلاسا ھُو
عمر بندے دی اینویں وہانی جویں پانی وچ پتا سا ھُو
سوڑی اسامی سٹ کھتے سن پلٹ نہ سکسیں پاسا ھُو
تیتھوں صاحب لیکھا منگسی باھو رتی گھٹ نہ ماسا ھُو

(حضرت سلطان باھوؒ)

☆......☆......☆

حصہ

رباعیات

شانِ حسین

اُڈے جہیے شہباز نیں فضاء اندر
سب توں وکھری پرواز حسین دی اے
گفتار کردار تے ہر اک شے
واللہ قابل ناز حسین دی اے
جدوں کوئی قرآن دی گل کردا
مینوں لگدا آواز حسین دی اے
انج تے حاکم نماز ہر کوئی پڑھدا
پر سب توں وکھری نماز حسین دی اے

☆......☆......☆

سلاطینِ عالم اپنی جگہ ہیں
زمانے کا سلطان اپنی جگہ ہے
بدلتی رہی آسمانی کتابیں
محمد کا قرآن اپنی جگہ ہے

☆......☆......☆

قرآن تیری نعت کا دِیوان نظر آیا
تیری صورت و سیرت کا عنوان نظر آیا
ماذاغ ہیں آنکھیں تو والشّمس ہے رُخ ناصر
قرآن کے چہرے پہ قرآن نظر آیا

☆......☆......☆

پھر آرزو ہے کہ شیشۂ دل چُور چُور ہو
اور کوئی شے تو قابلِ نظر حضور ہو
یا رب اِک التجا ہے کہ محشر میں جو بھی ہو
ایک رسول پاک کی محفل ضرور ہو

☆......☆......☆

عشق سے خالی جن کے سینے ہوتے ہیں
بینا ہو کر بھی وہ نابینا ہوتے ہیں
محفل نعت میں آتے ہیں بس لوگ وہی
جن کے دِل ہر وقت مدینے ہوتے ہیں

☆......☆......☆

بات جب ہم خدا سے کرتے ہیں
ابتداء صلی علیٰ سے کرتے ہیں
نقل مولا ہے کوئی شرک نہیں
پیار جو مصطفیٰ سے کرتے ہیں

جان و دِل سب نثار کرتے ہیں
ہم مدینے سے پیار کرتے ہیں
بھیجتے ہیں درود آقاؐ پر
کیا حسین کاروبار کرتے ہیں

☆......☆......☆

حُسن و سرور کی بات ہوتی ہے
جب کہیں محفل نعت ہوتی ہے
عُشاق بھیجتے ہیں درود آقا پر
راضی مصطفیٰ کی ذات ہوتی ہے

☆......☆......☆

الٰہی مرتے دم منہ سے محمد مصطفیٰ نکلے
بدن سے روح بھی کہتی ہوئی صلی علیٰ نکلے
اگرچہ ہے تلاطم خیز بحرِ معصیت لیکن
کرم سے آپ کے ڈوبا ہوا، بیڑا میرا نکلے

☆......☆......☆

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
حسین جمیل ملیح و وجیہہ ظل اللہ
جو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلفِ سیاہ
خطت کلامِ کلیم رُخت کلام اللہ
چہ خط چہ رُخ چہ جبین لا اِلٰہ الا اللہ

چھٹے گا ہم سے نہ تا حشر گوشۂ مشہد
کہ جان دے کے یہ پائی ہے دولتِ سرمد
عبث علاج میں بیدمؔ کے ہے یہ جد و کد
قتیلِ خنجرِ عشق تو برنمی خیزد
اگر مسیح بگوید کہ قم باذن اللہ
(بیدم وارثی)

☆☆☆

محمد پہ دِل کو فدا کر چکے ہیں
جو فرضِ خدا تھا ادا کر چکے ہیں
نہ دوزخ میں جائے گا کوئی بھی مومن
یہ وعدہ رسولِ خُدا کر چکے ہیں
کہاں تک بھلا ہم سے وصف نبی ہو
صفت اُن کی سب انبیاء کر چکے ہیں

☆......☆......☆

اے پیارے نبی، احمد مختار خبر لو
در پر کھڑا ہے طالب دیدار خبر لو
میں سخت گنہگار و خطاوار ہوں مولا
بدکاری کا بے شک ہوں سزاوار، خبر لو
(محمد حسین فدا)

☆......☆......☆

الٰہی تو مالک ہے پروردگار
ہے بندہ تیرا تجھ سے امیدوار
محمد کا جو دوست ہو یا خدا
تو بے شک اُسے آگ سے مت جلا
جو لیتا ہے خدا اور محمد کا نام
تو کر آگ دوزخ کی اُس پر حرام

☆......☆......☆

بات بگڑی اسی در پہ بنی دیکھی ہے
جھولی منگتوں کی اسی در پہ بنی دیکھی ہے
میری نظروں میں نیازی کوئی جچتا ہی نہیں
جب سے سرکارِ مدینہ کی گلی دیکھی ہے

☆......☆......☆

وہ دیکھنے والوں سے جدا دیکھ رہا ہے
خالق تو محمد کی ادا دیکھ رہا ہے
محبوب کی نظریں ہیں گنہگار کی جانب
محبوب کے چہرے کو خدا دیکھ رہا ہے

☆......☆......☆

بول جیہڑے پیار وچ بولے وی قبول نیں
مانشے وی قبول نیں تولے وی قبول نیں

شاہ ولی اللہ دے باپ کو لوں پچھ لوو
آقاؐ نوں شیلاؤ والے جھولے وی قبول نئیں

☆......☆......☆

سوہنے دی گل بات نہ مکے
ذکر والی رات نہ مکے
سجدے پئے پئے میں آقا نوں ویکھاں
فیر ساری عمر میری، اے رکعات نہ مکے

☆......☆......☆

اُن کی نعتوں کا کبھی لب سے حوالہ نہ گیا
ہوگئی شام مگر اُن کا اجالا نہ گیا
میں نے اِک بار کہا کہ جھولی میری خالی ہے
مجھ کو اتنا کچھ دیا کہ مجھ سے سنبھالا نہ گیا

☆......☆......☆

نظر کا تیر سینہ و جگر سے پار ہوتا ہے
نظر کے سامنے جس وقت رُوئے یار ہوتا ہے
وفا کے شہر میں آہوں کا کاروبار ہوتا ہے
مٹا دیتا ہے جو خود کو اسے دیدار ہوتا ہے
کہا اقبال نے کیا خوب اس بارے میں ناصر
کہ دانہ خاک میں مل کر گُل و گلزار ہوتا ہے

☆......☆......☆

مدحتِ رسولؐ کے گوہر رول رہا ہوں
میزانِ عقیدت پہ اُنہیں تول رہا ہوں
چھوٹا ہوں مگر بول بڑے بول رہا ہوں
تعریف محمد میں زباں کھول رہا ہوں

☆......☆......☆

ادب یہ ہے جب اُن کا نام آ جائے
اُسی لمحے لبوں پہ درود آ جائے
کاش طیبہ سے ابھی یہ پیغام آ جائے
کہ ہمارے پاس ہمارا غلام آ جائے

☆......☆......☆

غم حبیب کو سینے میں پال رکھا ہے
خدا کا شکر ہے گودڑی میں لعل رکھا ہے
ہر کڑے وقت میں امداد فرمائی
حضور نے میرا کتنا خیال رکھا ہے

☆......☆......☆

کوئی کہندہ گلاں تے باتاں دا دور اے
کوئی کہندہ ظلماں آفاتاں دا دور اے
کوئی کہندہ باراتاں دا دور اے
کوئی کہندہ دن نوں وی راتاں دور اے
جے ناصر نوں پچھو تے سارے نیں جھوٹھے
فقط میرے مصطفیٰ دیاں نعتاں دا دور اے

الف اللہ دل رتہ میرا.......... مینوں بعد دی خبر نہ کائی
بے پڑھیا مینوں سمجھ نہ آوے.......... لذت الف دی آئی
ع تے غ دا فرق نہ جاناں.......... اے گل الف سمجھائی
بُلھے شاہ قول الف دے پورے
جیہڑے دل دی کرن صفائی

☆......☆......☆

وحدہ، لا شریک ہے رب اساڈا
پردہ پوش ہے لنگ ملنگیاں دا
پتھر وچ پالدہ کیڑیاں نوں
ٹورا ٹورا دا لُولیاں لکیاں دا
ہر کوئی چنگیاں نال پیار کردا
حامی نہیں کوئی گندیاں مندیاں دا
وارث شاہ اساں فقیراں دی کیویں گذر ہوندی
جے کر رب ہوندا صرف چنگیاں دا

☆......☆......☆

جے وارث نہ ہوندا مدینے دا والی
کدی پار ساڈا سفینہ نہ ہوندا
نہ ہوندیاں کدی وی معطر فضاواں
جسے سوہنے دا سوہنا پسینہ نہ ہوندا
اے چن تارے، بے نور ہونے سن سارے
جے ماں آمنہ دا نگینہ نہ ہوندا
غریباں نوں ملنے سی در در دے دھکے
جے دنیا تے اجمل مدینہ نہ ہوندا

اے صبا لے چل مدینہ میں خدا کے واسطے
دل تڑپتا ہے آقا حبیبِ کبریائے واسطے

لائے یہ بندہ کہاں سے بھلا حق تعالیٰ کی زبان
میرے آقا میرے مولیٰ تری صفت و ثنا کے واسطے

لے جائیں گے ہم اس جہاں سے داغ عشق مصطفیٰ
اور پھر کیا چاہئے روز جزا کے واسطے

ہم جام کوثر، ساقئ کوثر سے لیں گے روزِ حشر
بخش دے گا ہم کو مولیٰ، مصطفیٰ کے واسطے

☆☆☆

اختتـــــــــام

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

غرض یہ کہ دونوں معراجوں میں فرق واضح ہے۔

وہ کلیم کی معراج تھی اور یہ حبیب کی معراج ہے

وہاں تجلی صفات تھی یہاں تجلی ذات

تو حضراتِ گرامی قدر!

دونوں معراجوں میں بھی فرق ہے اور دونوں ذاتوں میں بھی فرق ہے۔

وہ کلیم اللہ کی معراج تھی یہ حبیب اللہ کی معراج ہے

وہ کلیم ہے...... یہ حبیب ہے

کلیم اور ہوتا ہے...... حبیب اور ہوتا ہے

کلیم وہ جو رب سے کلام کرے...... حبیب وہ جس سے رب کلام کرے

کلیم وہ جو خود جائے ...... حبیب وہ جو بلایا جائے

کلیم وہ جو کوہِ طور پر جائے...... حبیب وہ جو براق پر چڑھ کر جائے

کلیم وہ جو رب کی رضا چاہے...... حبیب وہ جو براق پر چڑھ کر جائے

کلیم وہ جو رب کی رضا چاہے...... حبیب وہ جس کی رب رضا چاہے

کلیم وہ جس کو طور پر جوڑے اتارنے کا حکم آئے

حبیب وہ جو جوڑوں سمیت عرش اولیٰ تک چلا جائے

☆☆☆

عالمین کا سورج

لنا شمس ولآ فاق شمس
و شمسنا تطلع بعد العشاء

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ ایک ہمارا سورج ہے اور ایک دنیا والوں کا سورج ہے۔ ہمارا سورج اس وقت طلوع ہوتا ہے جب ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔

حضرات گرامی قدر!

یہ زمین کا سورج ہے
وہ عالمین کا سورج ہے
یہ سورج کائنات میں گھومتا ہے
اس سورج کے گرد کائنات گھومتی ہے
یہ سورج مشرق سے طلوع ہوا
وہ سورج عرشِ بریں سے طلوع ہوا
یہ سورج غروب ہو جاتا ہے
وہ سورج عروج پہ رہتا ہے
یہ سورج چلتا ہے تو نیچے آ جاتا ہے
وہ سورج چلتا ہے تو عرشِ اولیٰ سے بھی اوپر جاتا ہے

یہ سورج تیز روشنی سے جلا دیتا ہے
وہ سورج تیز روشنی سے جلا، دیتا ہے
اس سورج کی چمک بلندیوں پہ پڑتی ہے
اس سورج کی چمک بستیوں پہ بھی پڑتی ہے
اس سورج کی روشنی بادل روک لیتے ہیں
اس سورج کی روشنی کوئی نہیں روک سکتا
اس سورج کی روشنی ناگوار ہوتی ہے
اس سورج کی روشنی خوشگوار ہوتی ہے
یہ سورج اشارے سے آنے والا ہے
وہ سورج اشارے سے بلانے والا ہے
یہ سورج منبعِ احیاء ہے
وہ سورج پیکرِ مصطفیٰ ہے

☆☆☆

مکہ کی فتح کے موقع پر

جب مکہ فتح ہوا تو آقا ﷺ نے اپنے غلام حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بلالؓ کعبے کی چھت پہ کھڑا ہو جا اور اذان کہہ دے۔

تو حضرت بلالؓ کعبے کی چھت پہ چڑھ گئے۔

اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ

میں نے مدینے میں اذان دی تو رخ کیا کعبے کی طرف
میداں میں اذان دی تو رخ کیا کعبے کی طرف
بیاباں میں اذان دی تو رخ کیا کعبے کی طرف
سفر میں اذان دی تو رخ کیا کعبے کی طرف
حضر میں اذاں دی تو رخ کیا کعبے ک طرف
مسجد نبوی ﷺ میں اذان دی تو رخ کیا کعبے کی طرف
آقا ﷺ جہاں جہاں بھی اذانیں دیتا رہا
رخ کرتا رہا کعبے کی طرف
تو آج اس کعبے کی چھت پہ کھڑا ہوں اور اذان کہنے کے لئے
اپنا رخ کس طرف کروں
تو میرے آقا ﷺ نے فرمایا بلالؓ
تو نے پہلے اذانیں دیں تو رخ کیا کعبے کی طرف

اور آج تو اس کعبے کی چھت پہ کھڑا ہے تو تیرا مصطفیٰ ﷺ تجھے یہ حکم دیتا ہے کہ اپنا رخ میری طرف کر کے اذان کہہ دے۔

تو امام احمد رضا خان بریلویؒ بول اُٹھے۔

☆☆☆

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا بھی کعبہ دیکھو

☆☆☆

کعبہ کی عظمتیں مجھے تسلیم ہیں مگر
سجدوں کے واسطے تیرا دربار چاہیئے

☆☆☆

قمر اچھا ہے فلک پہ نہ ہلال اچھا ہے
گر چشمِ بینا ہو تو دونوں سے بلالؓ اچھا ہے

☆☆☆

چار یار دی شان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی آلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

عزیزانِ گرامی! ویسے تو حضور ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شان والے ہیں۔

سب اصحاب نبی دے سوہنے سب دی شان اُچیری

نبی دے یاراں اُتوں صدقے سو واری جند میری

ناں مقصود اصحاب دا کروا روشن رات ہنیری

یار بنیں اصحاب دا جے ہے قسمت چنگی تیری

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رفعت والے ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عظمت والے ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رحمت والے ہیں

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنّت والے ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم انعام والے ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اکرام والے ہیں۔

تمام صحابہ ﷡ شان والے ہیں۔

تمام صحابہ ﷡ ایمان والے ہیں۔

تمام صحابہ ﷡ نور والے ہیں۔

تمام صحابہ ﷡ مکرم ہیں تمام صحابہ معظم ہیں۔

لیکن تمام صحابہ ﷡ میں بدر والوں کا مقام اعلیٰ ہے۔

اہلِ بدر میں عشرہ مبشرہ کا مقام اعلیٰ ہے۔

عشرہ مبشرہ میں چار یاروں کا مقام اعلیٰ ہے۔

عزیزانِ محترم!

اب ہم آج کی اِس مقدس و مُعطر محل میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے اُن چار اصحاب کا ذکر بالخصوص کریں گے جن کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے خاص اعزازات سے نوازا۔ اِن میں سے ہر ایک صحابی بڑی شان و عظمت کا مالک ہے کسی بھی صحابی کے اعزازات کو بیان کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہونا چاہیے کہ دوسرے کی توہین و تنقیص کی جائے اور نہ ہی کسی شخص کے پاس وہ پیمانہ ہے جس سے اِن پاکیزہ نفوس کے مقام و مرتبہ کو ماپا جا سکے۔

حضراتِ محترم!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ارشاد فرمایا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دِل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا

فضل و رضا چاہتے۔ (سورۃ الفتح آیت ۲۹)

اس آیت کریمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے چار اصحاب کا بالخصوص اور دیگر اصحاب کا بالعموم ارشاد فرمایا ہے۔ مفسرین کرام نے اس کی وضاحت اپنی اپنی تحقیق کے مطابق فرما رکھی ہے عظیم مفسر قرآں علامہ علاؤ الدین بغدادی تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗ سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

تَرٰىهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ سے مراد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا سے مراد بقیہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ (تفسیر خازن جلد۴ ص ۱۷۳)

وہ شہکارِ نبوت مصطفےٰ کے نُوری اختر ہیں
رسولِ پاک کی اُمت میں وہ ہر اِک سے بہتر ہیں
نوازا ہے انہیں مقصود اللہ نے محمد نے
ہدایت کے ستارے ہیں یہ چاروں اپنے رہبر ہیں

حضراتِ محترم! آیتِ کریمہ اور اُس کی تفسیر آپ نے سماعت فرمائی اِس آیۂ کریمہ سے بھی خلفاء راشدین کی خصوصی عظمت وشان کا اظہار ہو رہا ہے۔

اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ خلافت میں اوّلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ اِس لئے با اعتبارِ خلافت ہی پہلے خلیفہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ تمام احباب نہایت ذوق وشوق سے

تشریف رکھیں کیونکہ آج کی محفل عاشقانِ مصطفےٰ کے ذکر کی محفل ہے۔
نبی کے دیوانوں کے سامنے اصحابِ مصطفےٰ کا ذکر کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ صدائیں سبحان اللہ کے نعروں سے نہ گونجیں۔ آپ سب حضرات صحابہ کرام کے اذکار سے قلوب کی راحت کا سامان کریں آج جو بھی ثنا خوان مائیک پر آئے گا وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بالخصوص چار یاروں کی منقبت پیش کرے گا۔ اس لئے آپ سب جاگتے ہوئے اِن مقدس گھڑیوں سے لطف اندوز ہوں کیا خبر یہ گھڑیاں دوبارہ ملیں نہ ملیں۔

سچے سُچے نے نبی دے یار سارے
اُچا مرتبہ نبی دے یاراں دا اے
سانوں خوف کی روزِ حساب دا اے
عشق مل گیا نبی دے یاراں دا اے
ایہہ زمین کی اے آسمان اُتے
ہُندا تذکرہ نبی دے یاراں دا اے
مینوں ملدے مقصود مقصود سارے
مینوں آسرا نبی دے یاراں دا اے

حضراتِ محترم! سب صحابہ کرام شان و عظمت کے مالک ہیں اور آسمانِ نبوت کے آفتاب سے کرنیں لے کر چمکتے ہوئے ستارے ہیں ان سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض کفر و ضلالت کا نشان ہے۔

کملی والے دے چارے نے یار سوہنے
دل وچ جنہاں دے نال محبت رکھناں
جیہڑے دشمن اصحابِ رسول دے نے

اوہناں نال ہمیشہ توں نفرت رکھناں
خادم ہاں حضور دے خادماں دا
دل وچہ نبی دے یاراں دی چاہت رکھناں
رب دا شکر مقصودؔ ہاں سدا کردا
کیوں کہ نبی دے یاراں دی نسبت رکھناں

حضراتِ گرامی قدر!

کچھ اصحابِ ثلاثہ کے منکر ہیں اور کچھ لوگ مولائے کائنات کے ساتھ بغض رکھتے ہیں یہ دونوں گروہ گمراہ ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں!

جو بھی منکر ہوا ہے چاروں کا
مصطفٰے و خدا کے پیاروں کا
وہ ہے مقصودؔ آتشِ دوزخ
جو نہ ہو کر رہا ہے چاروں کا

(محمد مقصود مدنی)

☆☆☆

ہر بے اصول کے لئے فطری اصول زندہ ہے
چبھن میں خاروں کی رہ کر بھی پھول زندہ ہے
جشنِ میلا منا کر ہم بتاتے ہیں زمانے کو
ہم ہی وہ لوگ ہی کہ جن کا رسول زندہ ہے

عظمت چار یار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابوبکر صدیق دی ویکھ عظمت جان یار دے اُتوں لٹائی جس نے
نال نبی دے سچی وفا کیتی کنڈ نئیں یار نُوں کدی وکھائی جس نے
ہو مقصود قربان سرکار اُتوں عظمت ربّ کولوں وکھری پائی جس نے
جدوں دین نُوں مالؔ دی لوڑ پئی سی
واری یار تو ساری کمائی جس نے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عُمر فاروق دا ویکھ رُتبہ جنہوں منگن لئی نبی دُعا کیتی
آلِ پاک تھیں عمر پیار کیتا سوہنے نبی دے نال وفا کیتی
اوہنوں کہنواں خطا دا ہے پتلا جیہڑا آکھے کہ عُمر خطا کیتی
نام لیا مقصود جان عُمر دا اے
میری دُور اے رب نے بلا کیتی

☆☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

شانان والاں عثمان ذیشان سوہنا جہنے دین اُتوں جان وار دِتی
ڈُبن لگی سی کشتی اسلام والی خُون دے کے عثمان نے تار دِتی
ڈُلھیا خونِ عثمان قرآن اُتے جان دِتّی تے نال وقار دِتی
خُون اپنا دے کے مقصودؔ مدنی
رُخ دین دی سُرخی نکھار دِتی

☆☆☆☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ

نام علی دا دیندا اے نُور دل نوں ، نام علی دا ڈُبیاں تار دا اے
نام علی دا مُشکل وچ کم آوندا، نام علی دا بخت سنوار دا اے
نام علی دا کیف و سرور دیوے نام علی دا قلب نکھار دا اے
نام علی مقصودؔ ہے وِرد میرا
نامِ علی میرا سینہ ٹھار دا اے

☆☆☆

حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

حضراتِ محترم! آج سرکار کے پیاروں کا ذکر ہوگا بالخصوص چار یاروں کا ذکر ہوگا آپ سب میرے ساتھ مل کر نعرہ لگائیں۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یا رسول اللہ

نعرۂ حیدری — یا علی

نعرۂ خلافت — حق چار یار

چار یاروں میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اعلیٰ ہے

کون صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! جن کی عظمت کے اظہار کے لئے قرآن پاک میں آیات نازل ہوئیں۔

جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا۔

جن کی عظمت کے ترانے ہر ایمان والا گا رہا ہے۔

جو یارِ غار بھی ہیں اور یارِ مزار بھی۔

جنہوں نے ہر مشکل میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ساتھ دیا۔

جنہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کر دیا

کون سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ!

جن کی صداقت پر قرآن نے مہر لگائی۔
جن کی رفعت پر حضور نے مہر لگائی۔
جن کی عظمت پر مولا علی نے مہر لگائی۔
جن کی خلافت پر آئمہ اہل بیت نے مہر لگائی۔

کون سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ!

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یاروں میں بے مثال۔
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثاروں میں بے مثال۔
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں بے مثال۔
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفاداروں میں بے مثال۔

حضرت صدیق نوں عظمت ملی
مُصطفےٰ لجپال دی قُربت ملی
دین اُتوں اپنا سب کُجھ واریا
آپ نوں مقصود ہر برکت ملی

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل صحابہ ہیں۔
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محسن اسلام ہیں۔
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابی نیک نام ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ صحابہ کے امام ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ رب اکبر کا انعام ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ ہر مومن کی پکار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ صحابہ کے سردار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ رسول اللہ ﷺ کے شہکار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ سراپا نور و انوار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ سراپائے محبت و پیار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ رُوئے اسلام کا نکھار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ اسلامی مملکت کے شہر یار ہیں۔

صدیق اکبر ﷛ مولائے کائنات کے دلدار ہیں۔

ابوبکر صدیق نبی دا سوہنا سچا یار اے
پاک نبی توں جس نے اپنا وار دتا گھر بار اے
ابوبکر دا کون ہے ثانی سوہنا یارِ غار اے
جنّت وچ مقصود لے جاندا ابوبکر دا پیار اے

حضرات محترم!

حضرت ابوبکر صدیق ﷛ وہ یارِ غار ہیں جنہوں نے اپنی زندگی محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں فدا کر کے ایسی حیاتِ طیبہ حاصل کر لی جسے دوام ہی دوام ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے یارِ غار کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے ایسا انعام دیا کہ آپ کو قیامت تک کے لئے اپنے پہلو میں جگہ عطا فرما دی۔

حضراتِ محترم!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جانثار ساتھی ہیں جن کے ایثار و قربانی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی بیان فرمایا ہے۔

کر ہر دم صدیق تھیں پیار
جس نے یار توں واری جان

یارِ غار دی اُچی شان
یارِ غار توں میں قُربان

ابوبکر تھیں بُغض نہ رکھ
حق دی گل نُوں حق ای جان

سُتا نال اے وچ مزار
ملیا اِنج مقصودؔ فیضان

حضراتِ محترم! ہم اُن روایات کو نہیں مانتے جن سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات آپ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ کرام کی تنقیص کا کوئی بھی پہلو نکلتا ہو۔

ہم محبت والے ہیں ہم اُن روایات کے قائل ہیں۔
جن میں عشق مصطفےٰ کا پہلو نمایاں ہے۔
جن میں آلِ رسول کی تکریم کا پہلو نمایاں ہے۔
جن میں اصحابِ رسول کی عظمت کا بیاں ہو۔

حضراتِ گرامی! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک و تالی نے عظمت وشان عطا فرما رکھی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں!

صدیق نبی دا جانی ایں
صدیق دا ہور نہ ثانی ایں

جو رب صدیق نوں بخشیاں نے
اوہ شاناں کسے نہ پایاں نے

سانوں نور صدیق توں ملدا اے
مقصود اوہ ساڈے دِل دا اے

اوہدی شان دے وچ قرآن دیاں
کئی نوری آئیتاں آیاں نے

حضراتِ محترم!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔

(ریاض النضرہ ترجمہ علامہ صائم چشتی جلد اول صفحہ ۱۴۱)

خضرِ راہِ وفا پیارا صدیق ہے
مُصطفیٰ پر فِدا پیارا صدیق ہے

پہلا مُسلم ہے وہ پہلا مومن ہے وہ
رہبر و رہنما پیارا صدیق ہے

غار میں جان آقا پہ قُربان کی
یار پر مَر مِٹا پیارا صدیق ہے

پہلوئے یار میں لیٹا آرام سے
خُوش مقدر بڑا پیارا صدیق ہے

غازیٔ بدر بھی غازیٔ اُحد بھی
کفر سے لڑ رہا پیارا صدیق ہے

عزم بالجزم ہے پُختہ صدیق کا
صاحبِ اِتقا پیارا صدیق ہے

ہادیٔ دین و مقصودِ محبوب بھی
مرحبا مرحبا پیارا صدیق ہے

حضراتِ محترم! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان وریٰ الوریٰ ہے جہاں دیکھو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔

آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔
آپ نے صاحبزادی کا نکاح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔
آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کا شرف حاصل کیا۔
آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔

آپ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حکم پر گھر کا سارا مال راہِ خدا میں دے دیا۔

حضراتِ محترم!

محبتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جزوِ ایمان ہے اور جو سرکارِ مدینہ ﷺ کے پیاروں سے بغض رکھتا ہے وہ ایمان سے خالی ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں!

وفا دارِ محمد مصطفیٰ صدیقِ اکبر ہے
رہِ عشق محبت کی ضیاء صدیقِ اکبر ہے

محبت جس کی ضرب المثل ہے اطرافِ عالم میں
وہ محبوبِ حبیب کبریا صدیق اکبر ہے

اُٹھا کر مال سارا دین کی خاطر جو لے آیا
سخاوت میں جو سب سے بڑھ گیا صدیقِ اکبر ہے

محبت آلِ احمد سے ہے کی صدیق نے ہر دم
میرا مقصود دل اور مدعا صدیق اکبر ہے

☆☆☆

حضرت سیّدنا عُمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضراتِ محترم!

حضرت سیدنا فاروق اعظم ﷛ کی تمام حیاتِ مبارکہ اتباعِ مصطفیٰ میں گزری ایک مرتبہ آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہیں سے گزر رہے ہیں ایک جگہ پر پہنچے تو وہاں گردن جھکا کر کمر کو خمیدہ کرتے ہوئے گزرے۔

آپ کے ساتھی آپ کے ہمراہ چلتے رہے کسی نے عرض کی امیر المومنین آپ اس جگہ سے خمیدہ کمر کے ساتھ گردن جھکا کر کیوں گزرے جب کہ وہاں نہ تو کسی درخت کی شاخ تھی جو جھکی ہوئی ہو اور نہ کوئی اور وجہ۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم ﷛ کی چشمانِ مبارک میں آنسو آگئے فرمایا! اے میرے جانثار ساتھیو! ایک مرتبہ میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ اسی جگہ سے گزرا تھا اُس وقت یہاں ایک درخت تھا جس کی شاخ جھکی ہوئی تھی حضور آگے چلتے تھے میں ادباً پیچھے چل رہا تھا سرکار اپنی جگہ سے اُس شاخ کی وجہ سے ذرا جھکتے ہوئے گزرے اور میں بھی آپ کے ہمراہ گزرا ٹھیک ہے کہ آج اس جگہ پر وہ درخت نہیں ہے لیکن یہاں سے گزرتے ہوئے مجھے سرکار کا گزرنا یاد آگیا میں نے کہا خواہ درخت نہیں بھی ہے لیکن آقا کی سنت تو ادا کرتا چلوں۔

حضرات گرامی!

یہ ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کی عظمت کی گواہی آسمان کے ستارے دیتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آسمانِ خلافت کے قمر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فاروق میانِ خیر وشر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رموزِ عشق ومحبت سے باخبر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دُعائے مصطفیٰ کا ثمر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ میں معتبر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دشمنوں پر رب کا قہر ہیں۔

رسولِ پاک کے پیارے عمر فاروق اعظم ہیں
خلافت کے حسیں روشن قمر فاروقِ اعظم ہیں

عمر فاروق کے رُقعہ سے فوراً نیل چلتا ہے
خدا کی بارگاہ میں مُعتبر فاروقِ اعظم ہیں

عمر فاروق کے سائے سے بھی ابلیس ڈرتا ہے
کہ فاروقِ میانِ خیر و شر فاروقِ اعظم ہیں

خلافت جن کی افریقہ سے لیکر چین تک پھیلی
خلیفۂ حجاز و کاشغر فاروقِ اعظم ہیں

جنہیں اللہ سے سرکارِ دو عالم نے مانگا تھا
دُعائے مصطفیٰ کا وہ ثمر فاروقِ اعظم ہیں

رسولِ پاک کی سچی غلامی کا صلہ دیکھو
جدھر سرکارِ دو عالم اُدھر فاروقِ اعظم ہیں

مجھے مقصود اُلفت مل گئی حضرت عُمر کی ہے
مری سب مشکلوں میں چارہ گر فاروقِ اعظم ہیں

حضرات محترم! حضرت عمر فاروق ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ باکمال نظر عطا فرمائی تھی کہ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے اپنے لشکر کی نگرانی فرما رہے تھے اور جب لشکرِ اسلام کو شکست ہونے لگی تو مدینہ سے خطبہ دیتے ہوئے اپنے لشکر کے سالار کو مخاطب ہو کر فرما رہے تھے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ اور پھر لشکرِ اسلام نے پہاڑ کی طرف سے کفار پر حملہ کیا اور فتح حاصل کر لی۔

اور یہ فاتح لشکر جب مدینہ منورہ واپس آیا تو اِس بات کی گواہی دی کہ اُنہوں نے حضرت عمر فاروق ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جنگی حکمتِ عملی اپنائی اور فتح حاصل ہو گئی۔

حضراتِ محترم!

آج کچھ لوگ بات کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں آؤ دیکھو نبی کے غلام کی شان کہ سینکڑوں میل دُور سے اپنے لشکر کو دیکھ رہے ہیں۔

عُمر ہدایت کا ستارا ہے۔
عُمر غریبوں کا سہارا ہے۔
عُمر اللہ و رسول کا پیارا ہے۔
عُمر ہر بے چارے کا چارا ہے۔
عُمر نے دینِ اسلام کو نکھارا ہے۔
عُمر عدل و انصاف کا روشن منارا ہے۔
عُمر سے بغض خسارا ہی خسارا ہے۔
عُمر بحرِ معرفت کا دھارا ہے

عرب دا ستارا اے فاروق اعظم
خدا دا پیارا اے فاروقِ اعظم

میں فاروق اعظم دے در دا گدا ہوں
تے میرا سہارا اے فاروقِ اعظم

ہے راہیاں نوں رستہ محبت دا دس دا
منور منارا اے فاروقِ اعظم

جہدا عدل مشہور ہے سب جہاں تے
اوہ عادل نیارا اے فاروق اعظم

میں مقصود قربان فاروق اُتوں
میرے غم دا چارا اے فاروقِ اعظم

حضراتِ محترم! حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان کا احاطہ کون کرسکتا ہے وہ فاروق اعظم جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ سے مانگا۔

جن کی بدولت اللہ نے اہل اسلام کو قوت و شوکت عطا کی۔
جن کا تقویٰ و پرہیز گاری ضرب المثل ہے۔
جن کے عدل کو زمانہ مانتا ہے۔

ابنِ خطاب فاروق پیارا نبی دا اوہ شہکار اے
منگدا رب دے کولوں اوہنوں عرب دا شاہ اسوار اے
اوہ مقصود ہے ساڈے دل دا نبی دا اوہ دلدار اے
خادم اونٹھ تے اوس بٹھا کے پھڑ لئی آپ مہارا اے

☆☆☆

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضراتِ محترم! میرے اُستاد گرامی حضرت علامہ صائم چشتی " عظمت صحابہ کی بات ایک فارسی منقبت میں یوں فرماتے ہیں۔

شُد مثالِ نجم اصحاب رسول
فَرق عثمان و علی کردن فضول
الفتِ عثمان صائم دین است
باغیِ عُثمان مُرتد و جهول

کون حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کی عظمت کی گواہی قرآن پاک دیتا ہے۔
وہی حضرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو سخاوت میں بے مثال۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو طلعت میں بے مثال
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو رفعت میں بے مثال۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو حیاداری میں بے مثال۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو اسلام کی پاسداری میں بے مثال۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جنہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو دامادِ مصطفیٰ بھی ہیں محبوب مصطفیٰ بھی۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو خلیفۂ سوم برحق ہیں۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی خلافت علی منہاج النبوت ہے۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی عظمت کی بات قرآن یوں کرتا ہے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میری اور بیٹیاں بھی ہوتیں اور عثمان کے نکاح کے دوران وفات پا جاتیں تو یکے بعد دیگرے اپنی صاحبزادیاں عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

نُور کی تنویر عثمانِ غنی
حُسن کی تصویر عثمانِ غنی

با کرامت باسعادت با حیاء
سُنیوں کے پیر عثمانِ غنی

پیش کرتے ہیں درِ محبوب پر
اپنی سب جاگیر عثمانِ غنی

خُون اُن کا تھا گرا قُرآن پر
مظہرِ تطہیر عثمانِ غنی

جان دے کر قصرِ حق اسلام کا
کر گئے تعمیر عثمانِ غنی

ناز ہیں مقصودِ دین اسلام کا
صاحبِ توقیر عثمانِ غنی

کون عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ!

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کہا۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے عثمان کے لئے دو جنتیں ہیں۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی شہادت کی خبر حضور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے پہلے سے دی۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کا مقام عقل سے ماورئی ہے۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی محبت عین اسلام ہے۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی عداوت عین کفر ہے۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کے دشمن کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھانے سے انکار کر دیا۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کا محب جنتی اور جن کا عدو جہنمی ہے۔

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کہ جب اُن پر حملہ ہوا تو حسنین کریمین اُن کے باڈی گارڈ بنے۔

ڈھمتان ڈھمیاں سخی عثمان دیاں
اُچی شان عثمان ذیشان دی اے
ذوالنورین دا لقب اے خاص ملیا
مہربانی ایہہ خاص رحمان دی اے

ہتھ عثمان دا ہتھ رسول دا اے
ایدھے اُتے گواہی قُرآن دی اے
عظمت کراں مقصود بیان کی میں
ایس سخی تائیں دُنیا جان دی اے

کون عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ!

وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کے قاتل جہنمی ہیں۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو مولائے کائنات کی شادی کے وقت خصوصی خدمت پیش کرتے ہیں۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قحط کے دنوں میں پانی کا کنواں مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنا سارا مال تجارت سرکار کے فرمان پر خیرات کر دیا۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے سرکار کے فرمان کو ہمیشہ مقدم رکھا۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو بناتِ پاک اُم کلثوم و حضرت رقعیہ کے شوہر نامدار ہیں۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو تقوے میں بھی بے مثال تھے۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو سخاوت میں بھی بے مثال تھے۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو بزرگی میں بھی بے مثال تھے۔
وہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جو اہل بدر میں بھی شامل۔

وہ عثمانِ غنی ﷜ جو اہل احد میں بھی شامل۔
وہ عثمانِ غنی ﷜ جو عشرہ مبشرہ میں بھی شامل۔
وہ عثمانِ غنی ﷜ جو چار یاروں میں بھی شامل
وہ عثمانِ غنی ﷜ جو خُلفائے راشدین میں بھی شامل۔

صدقے میں عثمان غنی توں جس دی شان پیاری
دُنیا دے وچ اوس خریدی جنت ہے کئی واری
ہتھ اوہدا اے ہتھ نبی دا جانے خلقت ساری
جان دے کے مقصود سی اوہنے دین دی بیڑی تاری

وہی حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین ﷜ جو حضور سے اس قدر عقیدت رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی اور جب حضور ﷺ مسجد نبوی شریف سے چل کر حضرت عثمان غنی ﷜ کے گھر تشریف لائے تو حضرت عثمانِ غنی ﷜ آپ کے قدم مبارک گن رہے ہیں سرکار نے فرمایا! اے عثمان آج ہمارے قدم کیوں گن رہے ہو۔

قربان جائیں حضرت عثمانِ غنی ﷜ کے جذبۂ عشق رسول پر آپ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے مقدر جاگ گئے کہ آپ میرے غریب خانے پر جلوہ گر ہو رہے ہیں حضور جب کسی عاشق کے گھر اس کا معشوق جائے۔

جب کسی محب کے گھر اُس کا محبوب جائے۔
جب کسی خادم کے گھر اس کا مخدوم جائے۔
جب کسی غُلام کے گھر اس کا آقا جائے۔
جب کسی نوکر کے گھر اس کا مالک جائے۔
تو حضور وہ نوکر اپنے مالک کی خوشی کرتا ہے۔

وہ غلام اپنے آقا کی خوشی کرتا ہے۔
وہ خادم اپنے مخدوم کی خوشی کرتا ہے۔
وہ محبت اپنے محبوب کی خوشی کرتا ہے۔
آقا آج آپ تشریف لا رہے ہیں میرے مقدر جاگ اُٹھے ہیں۔
اور آپ کی جلوہ گری کی خوشی میں میں چاہتا ہوں کچھ تقسیم کروں آپ کے قدم گن لئے ہیں۔
حضور انہیں قدموں کے طفیل اور قدموں کی نسبت سے آج میں آپ کے قدموں کی تعداد کے مطابق اسی قدر غلام آزاد کروں گا۔
(سبحان اللہ)
یہ ہے عشق رسول۔
یہ ہے محبت کا جذبہ۔
حضرات گرامی! حقیقت یہ ہے کہ ہمیں سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کرنے کا طریقہ صحابہ نے سکھایا ہے۔
عشق رسول اور اطاعت رسول میں زندگی صبر کرنے کا طریقہ صحابہ کرام نے سکھایا۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سکھایا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سکھایا۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سکھایا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سکھایا۔
آج کیسے لوگ ہیں وہ جو حضور ﷺ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں اور خلیفہ سوم برحق حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتے ہیں ایسے لوگ یقیناً

گمراہ ہیں حضرت عثمانِ غنی ﷺ وہ ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی اطاعت رسول میں بسر کی۔

حضرت عثمانِ غنی ﷺ وہ ہیں جن کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے دو جنتوں کا اعلان فرمایا ہے۔ شعر سماعت فرمائیں۔

صدقے ہین عُثمان غنی توں جس دی شان پیاری

دُنیا دے وِچ اوس خریدی جنت ہے کئی واری

ہتھ اوہدا اے ہتھ نبی دا

جب صلح حدیبہ کا وقت آیا حضور ﷺ نے حضرت عثمانِ غنی ﷺ کی شہادت کی افواہ کے موقع پر صحابہ کرام سے بیعت لی جسے بیعت رضون بھی کہتے ہین حضور نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

اور بائیں ہاتھ کو حضرت عثمانِ غنی ﷺ کا ہاتھ قرار دیا۔

ہتھ اوہدا اے ہتھ نبی دا جانے خلقت ساری

جان دیکے مقصود سی اوہنے دین دی بیڑی تاری

حضراتِ محترم!

اُمید ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اِس مبارک محفل کے صدقے ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمارے لئے توشۂ آخرت بنا دے گا۔ اب تمام حضرات صلوٰۃ وسلام کے لئے کھڑے ہو جائیں اور نہایت ادب کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

☆☆☆

متفرقات

کمی ہاں میں سرکار دا

کمی ہاں میں سرکار دا
کونین دے سردار دا
مدنی مٹھن مٹھار دا
دلبر نبی دلدار دا
سوہنے خدا دے یار دا
بیڑے جو ڈُبے تار دا
سائیں اے جو سنسار دا
دارو اے جو بیمارو دا
بھاگی بھرا محبوب ہے
اللہ دا مطلوب ہے

سوہنا جدوں وی بولدا
بولن تو پہلے تولدا
جد بولدا رس گھول دا
ہیرے تے موتی رول دا

سوچاں دے جندرے کھولدا
جیہڑا وی مدنی ڈھولدا
کون آکھدا اے او ڈولدا
نیزے تے چڑھ کے بولدا
سرکار دی اے نعت ہے
سرکار دی کیا بات ہے

باد صباء سوہنے دے لئی
کھلی ہوا سوہنے دے لئی
صفت و ثناء سوہنے دے لئی
ہر دی صدا سوہنے دے لئی
ذوق وفا سوہنے دے لئی
خلق خدا سوہنے دے لئی
اوّ ادنیٰ سوہنے دے لئی
قالوا بلیٰ سوہنے دے لئی
جنت نبی سرکار لئی
دوزخ بنی غدار لئی

غدار جیہڑا یار دا
نہ کم دا اے نہ کار دا

ایویں ای ٹکراں مار دا
قاتل جیہڑا کردار دا
باغی جیہڑا دربار دا
منکر جیہڑا سرکار دا
گستاخ جو دلدار دا
ہرکائی اوہنوں دھتکار دا
آ جانیؑ دے ول توں
سن لے میری گل توں

چھڈ دے سبھے بے رنگیاں
چھڈ دے سبھے بے ڈھنگیاں
کی جال کتائی سنگیاں
ایناں نشیاں بھنگیاں
توئیں آپ خود حُسن منگیاں
تنگدستیاں تے تنگیاں
گھڑیاں جیویں وی لنگیاں
گستاخیاں نہوں چنگیاں
صدقے خضر سرکار دے
سب کجھ نبی توں وار دے

☆☆☆

تیری خوشبو میری چادر

تیری خوشبو میری چادر تیرے تیور میرا زیور
تیرا شیوہ میرا مسلک وَرَفَعنا لَکَ ذِکرک

میری منزل تیری آہٹ میرا سدرہ تری چوکھٹ
تیری گاگر میرا ساگر تیرا صحرا میرا پنگھٹ
میں ازل سے تیرا پیاسا نہ ہو خالی میرا کاسہ
تیرے واری تیرا بالک وَرَفَعنا لَکَ ذِکرک

تیری مدحت میری بولی تو خزانہ میں ہوں جھولی
تیرا سایہ میری کایا تیرا جھونکا میری ڈولی
تیری یادیں میری وادی تیرا رستہ میرا ہادی
تیرے ذرے میرے دیپک وَرَفَعنا لَکَ ذِکرک

تیرے دم سے دل بینا کبھی فاراں کبھی سینا
نہ ہو کیوں تیری خاطر میرا مرنا میرا جینا
یہ زمیں بھی ہو فلک سی نظر آئے جو دھنک سی
تیرے در سے میری جاں تک وَرَفَعنا لَکَ ذِکرک
میں ہوں قطرہ تو سمندر میری دنیا تیرے اندر
سگِ داتا میرا ناطہ نہ ولی ہوں نہ قلندر

تیرے سایے میں کھڑے ہیں میرے جیسے تو بڑے ہیں
کوئی تجھ سا نہیں بے شک وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک

میری سوچیں ہیں سوالی میرا لہجہ ہو بلالی
شب تیراہ کرے خیر میرے دن بھی ہوں مثالی
تیرا مظہر ہو ہے میرا من کرے اجالا میرا دامن
نہ ہو مجھ میں کوئی کالک وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک

میں ادھورا تو مکمل میں شکستا تو مسلسل
میں سخن ور تو پیمبر میرا مکتب ترا اک پل
تیری جنبش میرا خاصا تیرا نکتہ میرا نامہ
کیا تو نو مجھے زیرک وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک

☆☆☆

میں تجھ پہ آقا درود بھیجو

طلوع شمس و قمر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجو
ہر ایک شام و سحر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
سفر کا آغاز جب کروں میں میرے لب پہ ہو نام تیرا پلٹ کے
آؤں تو گھر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
خدا کی بھیجی کتاب ہے تو میرا تو سارا نصاب ہے تو
حصول علم و ہنر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
ہے رونق کائنات تجھ سے ہرا ہے نخلِ حیات تجھ سے
شجر پہ برگ و ثمر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
میں اپنے بچوں میں بیٹھ کر بھی سناؤں بدر و احد کی باتیں
کشاکشِ خیر و شر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
بس اک تمنا ہے رسول فخری میں اپنے وارث بھی چھوڑ جاؤں
اس اختتام سفر سے پہلے میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں

حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شائد حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرۂ باطن سنوار لیں
بوبکر سے کچھ آئینے عشق وفا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلماں سے ہوگئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
محروم کر دیا ہمیں جن سے نگاہ نے
عثمان سے وہ زاویے شرم و حیا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازئے علی سے یہ خیرات جا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر امت حضور کی
منظر ذرا حسین سے کچھ کربلا کے لا
درکار ہے دعا میں اگر تجھ کو عاجزی
تو زین العاین سے فقرے دعا کے لا
کرتا ہے اپنے آپ کو آراستہ اگر

کردار اپنے سامنے سب اولیاء کے لا
یہ جنگ کفر و حق ہے اگر تجھ کو جیتنی
ہر نوجوان کو قاسم و طارق بنا لا کے
سجدے میں گڑ گڑا کے محمدؐ کے پاؤں پر
جا اور جلد رحمت حق کو منا کے لا

☆☆☆

الہام کی رِم جھم

الہام کی رم جھم کہیں بخشش کی گھٹا ہے
یہ دل کا نگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے

سانسوں میں مہکتی ہیں مناجات کی کلیاں
کلیوں کے کٹوروں پہ تیرا نام لکھا ہے

آیات کی جھرمٹ میں تیرا نام کی مسند
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جڑا ہے

اب کون حدِ حسنِ طلب سوچ سکے گا
کونین کی وسعت تو تہہ دستِ دعا ہے

ہے تیری کسک میں بھی دمک حشر کے دن کی
وہ یوں کہ میرا قریۂ جاں گونج اُٹھا ہے

خورشید تیری راہ میں بھٹکتا ہوا جگنو
مہتاب ترازوۂ نقشِ کفِ پا ہے

سایہ گیسو کا تراشا

واللیل تیرے سایۂ گیسو کا تراشا
والعصر تیری نیم نگاہی کی ادا ہے

لمحوں میں سمٹ کر بھی تیرا درد ہے تازہ
صدیوں میں بکھر کر بھی تیرا عشق نیا ہے

یا تیرے خدوخال سے خیرہ ماہ انجم
یا دھوپ نے سایہ تیرا اوڑھ لیا ہے

یا رات نے پہنی ہے ملاحت تیری تن پہ
یا دن تیرے اندازِ صباحت یہ گیا ہے

رگ رگ نے سمیٹی ہے تیرے نام کی فریاد
جب جب ہی پریشاں مجھے دنیا نے کیا ہے

خالق نے قسم کھائی ہے اُس شہر اماں کی
جس شہر کی گلیوں نے تجھے ورد کیا ہے

اِک بار جو تیرا نقش قدم چوم لیا تھا
اب تک یہ فلک شکر کے سجدے میں جھکا ہے

غیروں پہ بھی تیرے الطاف سب سے الگ تھے
اپنوں پہ بھی نوازش کا انداز جدا ہے

ہر سمت تیرے لطف و عنایات کی بارش
ہر سو تیرا دامان کرم پھیل گیا ہے

ہے موج صبا یا تیری سانسوں کی بھکارن
ہے موسم گل یا تیری خیرات قباء ہے

سوچ کو ابھرنے نہیں دیتا تیرا حبشی
بے زر کو ابوذر تیری بخشش نے کیا ہے

ثقلین کی قسمت تیری ریاض کا صدقہ
عالم کا مقدر تیرے ہاتھوں پہ لکھا ہے

اُترے گا کہاں تک کوئی آیات کی تہہ میں
قرآن تیری خاطر ابھی مصروف ثناء ہے

اب اور بیاں کیا ہو کس سے تیری مدحت
یہ کم تو نہیں ہے کہ تو محبوب خدا ہے

اے گنبد خضریٰ کے مکیں میری مدد کر
یا پھر یہ بتا کون میرا تیرے سوا ہے

بخشش تیرے ابرو کی طرف دیکھ رہی ہے
محسنؔ تیرے دربار پہ چپ چاپ کھڑا ہے

☆☆☆

تو شاہ دو عالم کا گدا ہے

تو شاہ دو عالم کا گدا ہے کہ نہیں ہے
فطرت میں تیری ذوق وفا ہے کہ نہیں ہے

کچھ سوچ کہ آتا ہے تیرا رزق کہاں سے
سرکار کی نسبت کا صلہ ہے کہ نہیں ہے

رہتی ہے تیری آنکھ میں جو نور کی جھلمل
سرکار کی آمد کا پتا ہے کہ نہیں ہے

گرتا ہوں تو اک ہاتھ سنبھالا لیئے آئے
یہ بندہ نوازی کی ادا ہے کہ نہیں ہے

ہر گھر میں سجی رہتی ہے سرکار کی محفل
قرآن میں آقا کی ثناء ہے کہ نہیں ہے

ہیں آج بھی صدیقؓ و عمرؓ زندہ و جہاں میں
محبوب کے قدموں میں بقا ہے کہ نہیں ہے

غیروں کی روایات کی تقلید کے شائق
یہ اپنے ہی آقا سے جفا ہے کہ نہیں ہے

محروم رہی فاتحہ خوانی سے قبر بھی
گستاخ محمدؐ کو سزا ہے کہ نہیں ہے

لکھتا ہوں محمدؐ کی عنایات کا سہرا
انداز میرے فن کا جدا ہے کہ نہیں ہے

جو شخص ہی رویا ہے تیری یاد میں چھپ کر
اس شخص کو ہی نام ملا ہے کہ نہیں ہے

پتھر کے تراشے ہوئے مجبور خداؤ
اب تم ہی بتاؤ کہ خدا ہے کہ نہیں ہے

سرکار کی محفل کا وہ دن یاد تو ہوگا
اس دن سے تیرے گھر میں صباء ہے کہ نہیں ہے

پہنچا جو قبر میں تو نکرین سے پوچھا
اس دیس میں طیبہ کی ہوا ہے کہ نہیں ہے

معیار عدل ہوگا یہ محشر کی گھڑی میں
اس شخص کے پلڑے میں ثناء ہے کہ نہیں ہے

یہ چادر تطہیر ہے زہرہ کا قصیدہ
ہر بیٹی کے سر پہ ردہ ہے کہ نہیں ہے

جھکتا نہیں سر میرا خضر شاہوں کے آگے
آقا کے غلاموں میں انا ہے کہ نہیں ہے

☆☆☆

کس کی آمد ہے یہ

کس کی آمد ہے یہ کیسی چمن آرائی ہے
ہر طرف پھول مہکتے ہیں بہار آئی ہے

عطر افشاں جو مدینے سے ہوا آتی ہے
زلف محبوب یقیناً کہیں لہرائی ہے

اُن کے بیماروں میں ارفاء بھی نظر آتے ہیں
واہ کیا سرور عالم کی مسیحائی ہے

اُس طرح فیض سے لوٹا کہیں خالی کوئی
جس نے جو مانگی مراد اس نے وہی پائی ہو

کعبہ قوسین ہو محراب حرم ہو کہ ہلال
ہر جگہ ابروئے محبوب کی زیبائی ہے

اور یہ عالم کہ کریم جب سے بطحا پہنچے
حسن ہی کی ہر کام فضاء آئی ہے

عشق محمد کا خزینہ ہوگا

جب عطاء عشق محمد کا خزینہ ہوگا
دل میں کعبہ و نگاہوں میں مدینے ہوگا

جب غم عشق سے روشن میرا سینہ ہوگا
دل کا ہر داغ نگینہ ہوگا

حشر میں دیکھتے رہ جائیں گے زاہد مجھ کو
زیرِ دامان کرم جب یہ کمینہ ہوگا

حشر میں اُس پہ برس جائے کا باران کرم
جس کے ماتھے پہ ندامت کا پسینہ ہوگا

خود پلائیں گے اُسے ساقئے حوضِ کوثر
جام پینے کا جسے یاد قرینہ ہوگا

صبح تک برسیں گے انوار الٰہی دل پر
جب کبھی ذکر محمد میں شبینہ ہوگا

سجدۂ شکر ادا کروں گا دل سے نیّر
جس گھڑی اپنا سفر سوئے مدینہ ہوگا

چمک میرے مصطفیٰؐ کی

ازل سے لیکر ابد تک جسے عزت ملی اور جو چمکا وہ کریم آقاؐ کے توسل سے چمکا

حضرت آدمؑ چمکے　وجود حضرت آدمؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت ابراہیمؑ چمکے　وجود حضرت ابراہیم کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت داؤدؑ چمکے　وجود حضرت داؤدؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت زکریاؑ چمکے　وجود حضرت زکریاؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت نوح چمکے　وجود حضرت نوحؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت موسیٰؑ چمکے　وجود حضرت موسیٰؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
حضرت عیسیٰ چمکے　وجود حضرت عیسیٰؑ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
صدیق اکبرؓ چمکے　وجود صدیق اکبرؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
عمر فاروقؓ چمکے　وجود صدیق اکبرؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
عثمان غنیؓ چمکے　وجود عثمان غنیؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
مولا علیؓ چمکے　وجود مولا علیؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
بلال حبشیؓ چمکے　وجود بلال حبشیؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
اویس قرنیؓ چمکے　وجود اویس قرنیؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
امام حسنؓ چمکے　وجود امام حسنؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
امام حسینؓ چمکے　وجود امام حسینؓ کا　پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی

داتا علی ہجویریؒ چمکے وجود داتا علی ہجویری کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
غوث اعظمؒ چمکے وجود غوث اعظمؒ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
خواجہ معین الدین اجمیر چمکے وجود خواجہ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
بابا فرید چمکے وجود بابا فریدؒ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
سلطان باہوؒ چمکے وجود سلطانؒ باہو کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
مہر علیؒ چمکے وجود شہباز قلندر کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
شہباز قلندرؒ چمکے وجودِ شہباز قلندر کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
میاں محمد بخشؒ چمکے وجود میاں محمد بخشؒ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
پیر جماعت علی شاہؒ چمکے وجود پیر جماعت علی شاہ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
بابا بھلے شاہ چمکے وجود بابا بھلے شاہ کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
بریلی کے تاجدار اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی چمکے
وجود اعلیٰ حضرت کا پر چمک میرے مصطفیٰؐ کی
اسی لیے آپ فرماتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت بدوں پر بھی برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

کبھی غوث و خواجہ کے ناموں پہ الجھے
کبھی اولیائے کے مزاروں سے الجھے
یہ کھا کر نیازیں نیازوں سے الجھے
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھے
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
بڑے ہم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

☆☆☆

مولا حمد تیری

مولا حمد تیری کوئی کہہ کر سکدا اے
توں نے مٹی چوں نور سما دیناں ایں
دن سورج دے نال کریں روشن
رات تاریاں نال سجا دیناں ایں
دیویں شہنشاہیاں پھڑ کے منگتیاں نوں
جدوں نظر کرم دی پا دینا ایں
جے توں چاویں اپنے نبی تائیں
پھر مصر بازار وکا دیناں ایں
ہیرے لعل یا قوت تے اک پاسے
اک ائی مل پاوا دیناں ایں
تیری ذات اگے جے کوئی دم مارے
اوہدے والا تے پٹھا ای بھا دیناں ایں
تے کتیاں نوں جنت وار دیناں ایں
بدل رحمتاں دے جدوں وار دیناں ایں
کتے موسیٰ نوں جلوہ ویکھاندا ای نہیں
تے کتے طور نوں ایویں جلا دیناں ایں
جدوں آپ حبیب نوں چاویں ملنا

جبرائیل نوں فٹ پچا دیناں ایں
کائنات دے کل خزانیاں دی
کنجی ہتھ محبوب پھڑا دیناں ایں
تیرے گھر نوں جے کوئی ٹھہان آوے
ابابیلاں توں ہاتھی مروا دیناں ایں

ذات اقدس معجزہ

کسی کے کلام میں معجزہ
کسی کے نام میں معجزہ
کسی کے دم میں معجزہ
کسی کے قدم میں معجزہ
کسی کے عصا میں معجزہ
کسی کے ید بیضا میں معجزہ
کسی کی نگاہ میں معجزہ
کسی کی دعا میں معجزہ
مگر
حسن یوسف دم عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ایسی ہے کہ

حسن و جمال معجزہ

جود و نوال معجزہ

خد و خال معجزہ

بال بال معجزہ

گفتار معجزہ

رفتار معجزہ

کردار معجزہ

رخسار معجزہ

رخِ والضحیٰ معجزہ

زلفِ دوتا معجزہ

آنکھوں کی حیاء معجزہ

چہرے کی ضیاء معجزہ

پیارے پیارے لبوں پر دعا معجزہ

کملی والے کی ہر ہر ادا معجزہ

اور سامعین ایک دوسرے انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزہ نمائی کچھ یوں کہ قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور ہر آیت ایک معجزہ ہے۔ اور قرآن میں تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر حروف ہیں۔ اور ہر حرف ایک معجزہ ہے۔ تو کہنے دیجئے کہ

حرف ملا کر لفظ معجزہ

لفظ ملا کر کلمہ معجزہ

کلمہ ملا کر کلام معجزہ

آیتیں ملا کر رکوع معجزہ

رکوع ملا کر ربع معجزہ

ربع ملا کر نصف معجزہ

نصف ملا کر پارہ معجزہ

پارے ملا کر قرآن معجزہ

اور

جو سارے کا سارا قران ہے
وہ میرے مصطفٰیؐ کی شان ہے

تو پھر مجھے کہنے دیجئے:

اِک اِک ادا ہے آپ کی آیات بیّنات
کسی زاویے سے دیکھو قرآن ہے مصطفٰیؐ

تو پھر

قرآن تیری رحمت کا دیوان نظر آیا
آقا تیری صورت اور سیرت کا عنوان نظر آیا
مازاغ میں آنکھیں تو والشمس ہے رخ ناصر
قرآن کے چہرے پہ قرآن نظر آیا

اج کملی والا آیا ہے

اج کملی والا آیا اے
جس گھر گھر چانن لایا اے
مکے وچہ آیا نور نور
کسری دے کنگرے چور چور
ہویا کفر اندھیرا دور دور

بتاں وی سیس نوایا اے
اج کملی والا آیا اے

بے کہندے پتھر بول بول
اج آیا عربی ڈھول ڈھول
دساں گے دکھڑے پھول پھول
گھر آمنہ مائی جایا اے
اج کملی والا آیا اے

نبیاں دا آیا پیر پیر
انگلی دے مارے تیر
چن ٹکڑے کر ویکھایا اے
سورج وی موڑ وکھایا اے
اج کملی والا آیا اے

سب مرسل بلے بلے نیں
سوہنے توں سارے تھلے نیں
چلّے عرش تے کلے نیں
حوراں وی جشن منایا اے
اج کملی والا آیا اے

چہرے تے پردہ میم میم
ماذاغ دا سرمہ نیم نیم
میں صدقے اس توں جاں کلیم
جس کملی ہیٹھ چھپایا اے
اج کملی والا آیا اے

☆☆☆

میرا حُسینؑ کیا ہے؟

جہانِ عزمِ وفا کا پیکر
خرد کا مرکز، جنوں کا محور
جمالِ زہرا، جلالِ حیدر
ضمیرِ انساں، نصیرِ داور
زمیں کا دل، آسماں کا یاور
دیارِ صبر و رضا کا دلبر
کمالِ ایثار کا پیمبر
شعورِ امن و سکوں کا پیکر
جبینِ انسانیت کا جُھومر
عرب کا سہرا، عجم کا زیور
حُسینؑ تصویرِ انبیاءؑ ہے
نہ پُوچھ میرا حُسینؑ کیا ہے؟
حسینؑ اہلِ وفا کی بستی
حسینؑ آئینِ حق پرستی
حسینؑ صدق و صفا کا ساقی
حسینؑ چشمِ اَنا کی مستی

حسینؑ پیش از عدم، تصور
حسینؑ بعد از قیامِ ہستی
حسینؑ نے زندگی بکھیری
فضا سے ورنہ قضا برستی
عروجِ ہفت آسمانِ عظمت
حسینؑ کے نقشِ پا کی مستی
حسینؑ کو خُلد میں نہ ڈھونڈو
حسینؑ مہنگا ہے خلد سستی
حسینؑ مقسومِ دین و ایماں
حسینؑ مفہوم "ھَلْ اَتٰی" ہے
نہ پوچھ میرا حسین کیا ہے؟
حسین دل ہے، حسینؑ جاں ہے
حسینؑ قرآن کی زباں ہے
حسین عرفاں کی سلطنت ہے
حسین اسرار کا جہاں ہے
حسین سجدوں کی سر زمیں ہے
حسین ذہنوں کا آسماں ہے
حسین زخموں بھری جبیں ہے
حسیں عظمت کا آستاں ہے
اُٹھا رہا ہے جو لاشِ اکبر!

حسین بوڑھا نہیں جواں ہے
وہ سرخروئے نشیب صحرا
وہ سربلندِ سرِ سناں ہے
وہ بدرِ افلاک آدمیت!
وہ صدرِ ارباب کربلا ہے
نہ پوچھ میرا حسین کیا ہے؟
حسین ایماں کی جستجو ہے
حسین یزداں کی آبرو ہے
حسین تنہا تھا کربلا میں
حسین کا ذکر چار سُو ہے
فرات کی نبض رُک گئی ہے؟
حسینؑ مصروفِ گفتگو ہے
جہاں گلابوں سے اَٹ گیا ہے
حسین شاید لہو لہو ہے
حیات کے اِرتقا سے پوچھو
حسین پیغمبرِ نمو ہے
حسین کا حوصلہ نہ پوچھو
حسینؑ لُٹ کر بھی سرخرو ہے
وہ دیکھ فوجوں کے درمیاں بھی
حسینؑ تنہا ڈٹا ہوا ہے

نہ پُوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

حسینؑ اِک دلنشیں کہانی
حسینؑ دستورِ حق کا بانی
حسینؑ عباسؑ کا سراپا
حسینؑ اکبر کی نوجوانی
حسینؑ کردار اہل ایماں
حسینؑ معیارِ زندگانی
حسینؑ قاسمؑ کی کم نمائی
حسینؑ اصغرؑ کی بے زبانی
حسینؑ سجاد کی خموشی
حسینؑ باقر کی نوحہ خوانی
حسینؑ دجلہ کا خشک ساحل
حسین صحرا کی بیکرانی
حسینؑ زینبؑ کی کسمپرسی
حسینؑ کلثومؑ کی ردا ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

☆☆☆

واقعہ بلال حبشیؓ

شہنشاہ صداقت حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت بلال حبشیؓ کے دروازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ دروازے پر دستک دی، آواز آئی کون؟ فرمایا صدیق۔ بلال حبشیؓ نے دروازہ کھولا اور پوچھا خیر تو ہے! رات کے اس پہر؟ جناب صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں مجھے رات کے اسی پہر ہی آنا تھا۔ حضرت بلال حبشیؓ نے عرض کیا، بات کیا ہے؟ فرمایا کلمہ لیکر آیا ہوں اللہ کے نبی نے مکہ میں اعلان نبوت کر دیا ہے۔

حضرت بلال حبشیؓ عرض کرتے ہیں۔ دیر کس بات کی مجھے جلدی سے کلمہ پڑھا دیجئے۔ بلالؓ نے کلمہ پڑھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رات بستر پر سوئے تو عشق کچھ پرچے لے کر حضرت بلال حبشیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے بلالؓ تم نے عشق کی یونیورسٹی میں داخلہ تو لے لیا ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ اس کے پرچے کس قدر مشکل ہوں گے؟ نگران کون کون ہوگا؟ سینٹر کہاں کہاں ہوں گے؟

حضرت بلال حبشیؓ فرماتے ہیں ارے عشق تو بتا کہ کیسا پرچہ؟ کیسا نگران؟ کیسا سینٹر؟ جو اس وقت عشق نے جملے کہے اسے شاعر نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ ذرا توجہ سے سنئے گا یہ تو عشق کا پیغام ہی نہیں بلکہ یہ تو گویا

عشق کا گلدستہ ٹھہرا۔

عشق کہتا ہے اے بلالؓ
میرے کول اماناں تیریاں نیں
تیرے تک ضرور پچاواں گا میں
عشق مصطفیٰ دا تینوں میں جام دے کے
سارے عرب دے وچ نچاواں گا میں
تیرا جوڑ یہودیاں نال پیناں ایں
ماراں اونہاں توں تینوں پواواں گا میں
ٹرناں پووے گا نچدیاں کولیاں تے
تتی ریت اُتے تینوں لٹاواں گا میں
تیرے ناخنوں وچ کل ٹھوک کے تے
داستاں عجیب بناواں گا میں

حضرت بلال حبشیؓ فرماتے ہیں کہ:

اے عشق! اگر میں یہ سب کر لوں
سارے پرچے پاس کر لوں
تو پھر بھلا مجھے ملے گا کیا

☆☆☆

عشق کا جواب

جنہوں سدھ کے عرش تے رب ملدا
اودھے سینے نال لاواں گا میں
جیہڑے کعبے ول کردا اے جگ سجدے
اودھی چھت اُتے تینوں چڑھاواں گا میں
جدوں تیک ناں توں اذان دے سیں
اودوں تیک نہ دن چڑھاواں گا میں
عرش اُتے جد حوراں تقسیم ہوسن
سردار حوراں دی تینوں دواواں گا میں
سارے نبی، رسول تیرے پیچھے
سب توں پہلے جنت پوجاواں گا میں

☆☆☆